فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج

الحج

یعنی

رسالہ جس میں حج و زیارت کے تمام ضروری مسائل نہایت سہل زبان و دل نشین ترتیب میں بیان کئے گئے ہیں

نوشتہ

فقیر محمد سلیمان اشرف عفی عنہ

کے بود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۸ء

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

گزارش

حسب ارشاد نبوی اسلام جن پانچ ستونوں پر قایم ہے اُن میں سے ایک حج بھی ہے۔ اُس کے ادا کرنے کے بڑے بڑے فضائل ہیں، نہ کرنے پر نہایت شدید وعید۔ تمام عمر میں صرف ایک مرتبہ یہ فرض ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوگا کہ حج کا سفر کس قدر مہتم بالشان سفر ہے۔ خدانخواستہ اگر اس سفر میں آداب و فرائض کا اہتمام نہ ہوا تو گویا ساری عمر کی محنت برباد ہوئی، ثواب و اجر سے محرومی جداگانہ۔ اس کے علاوہ دوسرے فرائض مثلاً نماز و روزہ ایسے ہیں کہ انسان اُن کو دوسروں کو ادا کرتے دیکھتا رہتا ہے۔ معہذا چونکہ نماز ہر روز ادا ہوتی ہے، روزے ہر سال آتے ہیں اس لیے اُن کے مسائل بھی بہت کچھ علم و عمل میں ہیں۔ ایک ان فرائض کے ادا کرنے میں یہ سہولت بھی ہے کہ گھر پر ادا ہوتے ہیں۔ برخلاف حج کے کہ وہ عمر میں

اکثر ایک ہی مرتبہ ادا کیا جاتا ہے۔ اس لیے اُس کے مسائل کا چرچا اور علم بہت کم ہوتا ہے۔ اس بے علمی کے ساتھ سفر کی صعوبت اور مصروفی ایسی ہوتی ہے کہ مسائل معلوم بھی ہو تو اس کا ذہن میں رہنا اور اُس پر عمل ہونا آسان نہیں۔

سفر کا تجربہ بتاتا ہے کہ بہت کم لوگ ضروری مسائل سے واقف ہوتے ہیں۔ جو لوگ لکھے پڑھے نہیں وہ ایک طرف اچھے لکھے پڑھے بھی ضروری مسائل سے واقف نہیں ہوتے۔ حرمین محترمین میں پہونچ کر ایسے لوگوں کے ہاتھ میں پڑ جاتے ہیں جو اکثر بے علم اور اس لیے صحیح مسائل سے کم واقف ہوتے ہیں۔ حجاج اپنے آپ کو اُن کی سپرد کر دیتے ہیں اور جو وہ بتاتے جاتے ہیں اُس پر عمل کرتے جاتے ہیں۔ اس لیے ایسے عام فہم رسالوں کی شدید ضرورت ہے جن میں ضروری مسائل حج و زیارت بیان کیے گئے ہوں۔ علمائے کرام نے وقتاً فوقتاً اس جانب توجہ فرمائی ہے۔ میرے ساتھ سفر حج میں ایک سے زیادہ ایسے رسالے تھے۔ فقہ کی کتابیں بھی تھیں۔ تاہم تجربہ ہوا کہ مسائل کا اُن رسالوں سے اور کتابوں سے عین وقت پر معلوم ہونا آسان نہیں۔ عموماً رسالوں میں مسائل حج متفرق طور پر لکھ دیے گئے ہیں۔ عبارت کی صفائی و شگفتگی پر کم لحاظ کیا گیا ہے معہذا اُن کے بیان میں وہ ذوق نہیں جو سفر حج کا رکن اعظم ہے۔ پس ان رسالوں اور کتابوں کے ہوتے ہوئے بھی ایسے رسالے کی ضرورت تھی جو شگفتہ و پاکیزہ، ذوق آفریں، شوق افزا بیان و عبارت میں ترتیب و تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہو۔ اور ترتیب ایسی ہو کہ ہر موقع کا مسئلہ وقت پر بہ آسانی نکل سکے۔ میرے سفر

حج کے وقت محبی فی اللہ فضائل پناہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے غایت کرم
سے رسالہ ہٰذا کا مسودہ بطور زادِ راہ میرے ساتھ کر دیا تھا۔ میں نے اُس کو حرزِ بازو
بنایا اور برابر زیرِ مطالعہ رکھا۔ میں صاف اقرار کرتا ہوں کہ یہ رسالہ ساتھ نہ ہوتا
تو یا تو بہت سے مسائل معلوم ہی نہ ہوتے یا دقّت سے ملتے اور یہ دقت سفر کی دقتوں
میں ایک اور دقّت کا اضافہ کرتی۔ آسانی اس سے سمجھو کہ بعض دیگر رسالوں
میں دعائیں ایسی ایسی طویل تھیں کہ اُن کا یاد کرنا اور پڑھنا دشوار بلکہ بعض وقت
شاید غیر ممکن ہوتا مثلاً طواف کی دعائیں کہ ایک طواف میں متعدد دعائیں پڑھنی ہوتی
ہیں اور مختصر دعاؤں کی گنجائش بھی اس وقت میں دقّت سے نکلتی ہے۔ بہرحال اس
رسالے نے مجھ کو بہت کچھ بصیرت اور سہولت بخشی۔ اللہ تعالیٰ مؤلف عالی مرتبہ کو
جزائے خیر بخشے۔ اُس وقت تک یہ رسالہ صرف مسائل حج تک مرتب ہوا تھا۔ زیارت
مدینہ طیبہ کے مسائل قلمبند نہ ہوئے تھے۔ اس لئے میں نے حضرت شیخ دہلوی قدس سرہٗ
کی کتاب جذب القلوب سے استفادہ کیا۔ اب مولانا نے مسائلِ زیارت شریف کو
بھی اضافہ فرما کر رسالہ مکمل فرما دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حرمین محترمین کے ضروری
حالات، قابلِ زیارت مقامات کی تفصیل بھی درج فرما دی ہے تاکہ مزید بصیرت و تعلق
حاصل ہو۔

ابھی آپ دیکھینگے کہ غیر ضروری مسائل درج نہیں کیئے۔ ضروری مسائل مرتب
ابواب اور نہایت سلیس و صاف بیان میں لیے دل کش اور شوق آفریں انداز سے

تحریر فرمائے گئے ہیں کہ ہر موقع کا مسئلہ فوراً نکل آئیگا۔ پڑھنے پر بے دقت سمجھ میں آجائیگا۔
اسی کے ساتھ دل میں ایک کیفیت شوق و نیاز پیدا کر دیگا۔ اب اس کے آگے اللہ کا نام
اور اس کا فضل اور اُس کے حبیب پاک کا کرم درکار ہے۔ صلّی اللہ علیہ وسلم۔ جب عاجز
بندہ شوق سے ادائے ارکان و آداب کریگا، فضل و کرم کی اُمید واثق ہے۔

مسائل کی صحت کا پورا اطمینان اس سے ہوسکتا ہے کہ مستند فقہ کی کتابوں کی اصل
عبارتیں حوالہ کے ساتھ درج فرما دی گئی ہیں۔ ان عبارتوں کا اور دعاؤں کا سلیس ترجمہ
بھی فرما دیا ہے۔ دعاؤں کا ترجمہ اُن کے اثر و نیاز میں مددگار ہوگا۔

اے عازمانِ حج! مولٰنا اپنا فرض ادا فرما چکے اب تمہارا کام ہے کہ عمل کی کوشش
کرو اور دارین کی فلاح حاصل۔

اللہ تعالےٰ یہ سعی مشکور فرمائے۔ حضرت مؤلف کو جزائے خیر بخشے اور جس ذات
گرامی نے عامۂ مسلمین کی حج کی مقبولی کی فکر فرمائی ہے اُس کا اور اُس کے رفقاء
کا سفرِ حج (جو امسال مع الخیر والعافیہ انشاء اللہ تعالیٰ ہونے والا ہے) مقبول و
مبرور ہو۔ آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ اجمعین۔

حبیب گنج:
۲۸ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ

نیازمند
حبیب الرحمن خاں (صدر یار جنگ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامِدًا وَّمُصَلِّیًا

مقدمۃ الکتاب

قادر قیوم عزّ اسمہٗ وجل جلالہٗ کی قدرت کا کرشمہ ارباب بصیرت کو یوں تو ایک ایک ذرہ میں نظر آتا ہے لیکن اِس عالم کون وفساد اور خاکدان سے تا سر تغیر وانقلاب میں ایک بقعہ اپنے مامون ومحفوظ ہستی سے بنی آدم کو زبانِ حال سے اِس کا پتہ دے رہا ہے کہ اگر امن کی آرزو ہے تو میرے دامن سے وابستگی پیدا کرو۔

ارباب سیر سے یہ مخفی نہیں کہ دُنیا جب سے قایم ہوئی اُسی وقت سے انقلاب کے زبردست ہاتھوں نے اس کی شکل وصورت میں تبدیلی شروع کردی، کتنی آباد بستیاں بے نام ونشان ہوگئیں اور کتنے ویرانے آباد ہو کر شہر بن گئے دریانے جو شکل بدلی تو خشک زمین ہو کر آدمیوں کا جنگل بن گیا موج وگرداب کی جگہ پر قصر وایوان اور باغ وراغ اب اُس میں نظر آنے لگے انسان کے آباد مقاما

میں جب گردش کا دور آیا تو دریا بُرد ہو کر پانی کے سمندر بن گئے۔

لیکن سرزمین مکہ پر ایک مُبارک بقعہ جو اپنے آفرنیش کے وقت میں خدا پرستی کا گھر بن کر آیا وہ آج تک اُسی فیض کا سرچشمہ بنا ہوا ہے۔

اسلامی مؤرخین کا اتفاق ہے جس کی تائید وتفصیل علامہ ازرقی نے تاریخ مکہ میں فرمائی ہے کہ خانہ کعبہ کو پہلی بار فرشتوں نے، دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام نے، تیسری مرتبہ حضرت شیث علیہ السلام نے تعمیر کیا زمانہ کے امتداد نے بندوں کی صنعت کو شکستہ ومضمحل کردیا لیکن اس بقعۂ پاک میں کوئی تغیر نہ آیا اب ابراہیم خلیل کو حکم ہوا اور آپ نے اُسی بنیاد پر تعمیر شروع فرمائی۔

تعمیر حضرت ابراہیم خلیل حضرت ابراہیم کے تعمیر کی شکل یہ تھی دیواریں زمین سے نو ہاتھ بلند دروازہ بغیر کواڑ اور سطح زمین کے برابر دیواروں پر چھت نہیں ڈالی گئی۔

تعمیر بنو جرہم حضرت ابراہیم کے بعد بنو جرہم نے بنایا اور بعینہٖ اُسی نقشہ وہیئت پر بنو جرہم نے بھی نہ چھت پاٹی نہ کوئی اور تغیر کیا۔

تعمیر عمالیق بنو جرہم کے بعد قبیلۂ عمالیق نے بنایا لیکن اُنھوں نے بھی کوئی تبدیلی نہیں کی۔

تعمیر قصی ابن کلاب ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسو برس قبل قصی ابن کلاب نے بیت اللہ شریف کو بنایا قصی نے چھت پاٹ دی اور عرض میں سے کچھ حصہ کم کردیا اور اُس کا حطیم نام ہوا۔

تعمیر قریش قریش نے دیواروں کو اٹھارہ ہاتھ بلند کیا چار ہاتھ ایک بالشت کی کرسی دے کر دروازہ کھڑا کیا جس میں چوکھٹ کواڑ زنجیر سب کچھ تھا چھت پاٹ کر دو صفوں میں چھ ستون کھڑے کئے حطیم کی طرف چھ ہاتھ ایک بالشت زمین چھوڑ کر ایک قوسی دیوار گھیر دی اس تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے ایک روایت میں آپ کی عمر بارہ برس دوسری میں پچیس برس مروی ہے۔

تعمیر عبد اللہ ابن زبیر حطیم کو کعبہ میں داخل کیا چھ ستون کی جگہ تقریبًا وسط میں صرف تین ستون لگائے

دیواروں کو ستائیس ہاتھ بلند کیا سطح زمین کے برابر دو دروازے بنائے ایک شرق میں دوسرا غرب میں تاکہ ایک دروازے سے لوگ آئیں اور دوسرے سے باہر جائیں۔

تعمیر حجاج

حطیم کو کعبے سے علیحدہ کرکے قوسی دیوار سے گھیر دیا، غربی دروازہ بند کیا اور کرسی دے کر اتنا ہی بلندی پر دروازہ لگایا جو بلندی قریش کی تعمیر میں تھی۔

بعض مورخین کی یہ تحقیق ہے کہ موجودہ عمارت حضرت عبداللہ ابن زبیر اور حجاج بن یوسف کی ہے جس میں وقتاً فوقتاً مرمت ہوا کی ہے لیکن علامہ ابوالکرم کی رسالہ مفردہ میں علامہ حسن صاحب امداد الفتاح اپنے رسالہ میں علامہ ابن علان البکری اور علامہ عبداللہ بن سالم بصری کی تحقیق یہ ہے کہ موجودہ تعمیر سلطان مراد خاں کی بنوائی ہوئی ہے بہرحال عمارت پر حوادثات کا اثر ہوتا رہا مگر وہ زمین اپنی برکات عظیمہ کے ساتھ علیٰ حالہ رہی اور ہے اور انشاءاللہ تاقیامت رہیگی۔

مسجد الحرام

کعبے کے گرد اگرد جو مطاف کا دائرہ ہے حضرت ابراہیم خلیل کے وقت سے زمانہ نبوت بلکہ عہد صدیق اکبر تک بس اسی قدر مسجد الحرام کی زمین تھی اسے محیط کرنے کے لیئے کوئی احاطہ بھی گھیرا نہیں گیا تھا اولاد اسماعیل ابتدا میں حرم سے باہر حل میں رہا کرتے تھے کعبے کے پاس مکان بنانا یا سکونت اختیار کرنا ادب کے منافی جانتے تھے۔

قصی ابن کلاب جب متولی خانہ کعبہ ہوئے تو انھوں نے قریش کو مشورہ دیا کہ کعبے کے قریب گھر بنا کر رہیں اس قرب کے فوائد ایسے موثر پیرایہ میں بیان کیے کہ اُس قدر حصہ جو مسجد الحرام کی زمین تھی اُسے چھوڑ کر کعبے کے گرد اگرد مکانات بننے شروع ہو گئے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسجد الحرام میں توسیع فرمائی، قریش کے مکانات خرید کر داخل مسجد الحرام کیئے اور اُس کے گرد اگرد قدِ آدم سے بھی چھوٹی دیوار کھینچ دی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکانات خریدے اور مسجد الحرام میں وسعت کی پھر حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے پھر ولید ابن عبدالملک نے

پھر خلیفہ محمد مہدی نے، غرض آخری تعمیر و توسیع وہ ہے جو سلطان مراد نے کی ہے سلطان مراد کے بعد ترمیمِ استحکام اور مرمت البتہ دیگر سلاطین کے عہد میں بھی ہوئی ہے۔

غرض مسجد الحرام کی وہ زمین جس پر دیوار کا احاطہ بھی نہ تھا اِس وقت اُسے ایک عالی شان عمارت گھیرے ہوئے ہے وہ زمین جس کی پیمایش گز سے کی جا سکتی تھی آج اُس کا رقبہ میل سے بیان کیا جا سکتا ہے موجودہ مربع ایک لاکھ تیئس ہزار سات سو اٹھائیس گز شرعی ہے (۱۲۳۷۲۸) طول چار سو سات گز اور عرض تین سو چار گز۔

زمزم

حضرت ابراہیم خلیل اللہ جب کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو بموجب حکم مولیٰ تعالیٰ مکہ میں پہنچا کر واپس تشریف لے گئے اور حضرت ہاجرہ کا پانی ختم ہو گیا تو اُس وقت حضرت اسمٰعیل کی تکلیف تشنگی سے بے تاب ہو کر بہ ایں خیال کہ کوئی قافلہ نظر آجائے صفا پہاڑ پر چڑھیں وہاں سے جب کچھ نظر نہ آیا تو مروہ پر گئیں بیچ میں ان دونوں پہاڑوں کے وادی نشیب میں تھی جس سے حضرت اسمٰعیل نظر سے حضرت ہاجرہ کے چھپ جاتے تھے تو آپ شفقت مادری سے بے چین ہو کر وادی کو دوڑ کر طے کرتی تھیں اس طرح جستجو قافلہ میں جب سات پھیرے ہو چکے تو حضرت اسمٰعیل کے قدموں کے نیچے پانی کی جھلک دکھائی دی حضرت ہاجرہ نے پانی کے گرد مینڈھ باندھ لی اور اس ناامیدی میں زمین سے پانی کا اُبلنا آپ کے لیئے ایسا مسرت بخش تھا کہ مینڈھ باندھتے ہوئے ماءٌ زمّمٌ ماءٌ زمّمٌ فرماتی جاتی تھیں یعنی پانی بہت ہے پانی بہت ہے اِس لیئے اس کوئیں کا نام زمزم ہوا۔

اِس یادگار میں کہ تعمیل حکم الٰہی میں اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ فی الحقیقت وہی راحت کا پیش خیمہ ہے، صفا و مروہ کا چڑھنا اور سعی کا دوڑنا حج اور عمرہ میں واجب کیا گیا۔

حضرت ہاجرہ کو اس پانی کو پاتے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ بنو جرہم کا قافلہ

اُس طرف سے گزرا اور پانی دیکھ کر حضرت ہاجرہ سے اقامت کا طالب ہوا پانی ملک حضرت ہاجرہ کا قرار پایا اور استعمال کی اجازت بنو جرہم کو دی گئی اُس وقت سے مکہ کی آبادی شروع ہو گئی۔

ایک عرصہ کے بعد یہ کنواں پٹ گیا اور اہل مکہ اُسے بھول گئے جب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا قریب آیا تو اُس کی برکت سے عبد المطلب کو خواب میں اس کنوئیں کا پتا بتا یا گیا۔ آپ نے جب کھودنے کا ارادہ کیا تو قریش مانع آئے آخر عبد المطلب کامیاب ہوئے اور پھر یہ کنواں لوگوں کو سیراب کرنے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پانی ایسا محبوب تھا کہ آپ بطور تحفہ بھیجتے تھے اور جو کوئی مدینہ طیبہ حضور کے پاس زمزم کا تحفہ لاتا تو آپ اُس سے خوش ہوتے۔

اس کی فضیلت میں متعدد حدیثیں آئی ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک امام شافعی امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت ہے کہ ہم نے جس مقصد سے پیا اللہ تعالیٰ نے اُس کی برکت سے عطا فرمایا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ یعنی زمزم کی یہ برکت ہے کہ جس نیت سے پیو وہ مقصد پورا ہوگا۔

یہ خصوصیت صرف اسی پانی میں ہے کہ برسوں رکھا رہتا ہے اور نہ اس میں جالا لگتا ہے نہ پانی کے ذائقہ میں فرق آتا ہے نہ اس کی بو میں تغیر ہوتا ہے۔ صدائے یورپ پر لبیک کہنے والے گندھک اور پوٹاس وغیرہ کا وجود اس میں تسلیم کر کے اس کی شفا بخشی اور عدم تغیر کی تعلیل کر لیتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر گندھک اور پوٹاس میں یہ طاقت کیوں ہے اس کا جواب یہ ہوگا کہ تجربہ لیکن کیوں کا سوال ہنوز جواب طلب ہے تجربہ سے تم کو علم ہوا ہے لیکن تجربہ سے اُس میں یہ اثر پیدا نہیں ہوا ہے۔ غرض مباحثہ کتنا ہی طویل ہو تجربہ اور مشاہدہ سے ایک قدم آگے نہ بڑھ جائیگا۔ بس یہاں

بھی یہ سمجھ لو کہ تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عین حق ہے کہ ماءِ زمزم لما شرب له ان شربته تستشفی به شفاك الله وان شربته لقطع ظمئك قطعه یعنی زمزم اگر شفا پانے کی غرض سے پیو تو شفا حاصل ہوگی اور پیاس بجھانے کو پیو تو سیراب ہوگے زمزم پینے کے وقت یہ دعا پڑھو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ

الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں علم مفید روزی فراخ اور ہر دُکھ سے شفا۔ آمین

تحائف کعبہ | کعبہ کا نام ہمیشہ سے بیت اللہ تھا اسی لیئے اس کی عظمت و حرمت کی طرف ہمیشہ قلوب بنی آدم کا میلان ہا چنانچہ اپنی اس عقیدت کا اظہار دنیا کے اکابر و اعیان نے چڑھاوے چڑھا کر کیا ہے سب سے پہلے کعب بن مرہ نے سونے اور چاندی کی دو تلواریں بطور زیور آویزاں کیں بعض سلاطین عجم نے سونے کا ہرن بنا کر کعبہ کے پیش کش کیا۔ لیکن ایام جاہلیت کے تحائف سے قطع نظر کر کے عہد اسلام پر نظر ڈالیئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خزانہ کعبہ ہی نہیں کہ عہد رسالت اور خلفاء راشدین میں محفوظ رہا بلکہ جب کوئی نادر شئے مسلمانوں کے ہاتھ آئی تو خانہ کعبہ پر چڑھا دی گئی۔ چنانچہ خزانہ کسریٰ کے جواہرات کے دو ہلال جب کہ فاروق اعظم رضہ کے سامنے منجملہ دیگر غنائم پیش ہوئے تو آپ نے انھیں کعبہ میں آویزاں فرما دیا پھر خلیفہ سفاح عباسی نے ایک زمرد کی رکابی بھیجی متوکل نے ایک طلائی کلس موتی اور جواہرات سے مرصع بھیجا جسے طلائی زنجیر میں دروازہ سے مقابل آویزاں کیا گیا اس طرح جہاں جہاں اسلام کا قدم پہونچا وہاں سے کعبہ کے لیئے قیمتی ہدیے آتا رہا لیکن اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے بھی ہوتے آئے کہ جب انھیں ضرورت پیش آئی تو خزانہ کعبہ یا اُس کا کوئی چڑھاوا اپنے صرف میں لے آئے اس بیان سے میرا مقصد یہ ہے کہ کعبہ کی یہ بھی تعظیم ہے کہ اُس پر کچھ چڑھایا جائے پس اس وقت

سب سے بہتر اور سب سے خوب صورت چڑھاوا اہلِ مکہ کی خدمت گزاری ہی جہاں تک ہو سکے فقرا و غربا مساکین اور مجاورین کی خدمت کی جائے کمی کا لحاظ نہ کرو خوش دلی اخلاص سے جو ہو سکے دو اسی طرح تھوڑا تھوڑا بہت ہاتھوں سے جو ہو نکلتا رہیگا تو بہت ہو جائیگا۔

غلاف کعبہ

غلاف خانہ کعبہ اُس کے احترام کی دوسری دلیل ہی بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزار برس پیشتر یمن کے بادشاہ تبع حمیری نے یمنی چادر کا غلاف کعبہ پر چڑھایا۔

اُس وقت سے برابر کوئی نہ کوئی بادشاہ یا رئیس غلاف بھیجتا رہا جب مکہ فتح ہوا تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمنی چادر کا غلاف کعبہ کو پہنایا، آپ کے بعد عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما نے مصری کپڑے کا غلاف چڑھایا پھر حضرت امیر معاویہ نے کسی موقع پر دیبا کسی سال مصری اور کبھی یمنی چادر کا، پھر یہ دستور رہا کہ آٹھویں ذی الحجہ کو سادہ غلاف کعبہ پر ڈالتے۔ دسویں ذی الحجہ کو اُس پر ایک اور چادر ڈال دی جاتی جو ماہ مبارک رمضان تک رہتی آخر رمضان میں چادر اُتار کر ایک اور غلاف ڈالتے خلفائے عباسیہ کے خلیفہ مامون عباسی کے عہد تک یہ معمول رہا کہ سال میں تین غلاف چڑھائے جاتے ایک سُرخ دیبا کا آٹھویں ذی الحجہ کو مصری کپڑے کا پہلی رجب کو سفید دیبا کا عید الفطر کے موقع پر لیکن نیا غلاف چڑھاتے وقت پہلا غلاف اُتارا نہیں جاتا تھا تہ بر تہ چڑھا جاتا تھا۔ خلیفہ مہدی عباسی جب کہ ادائے حج کے لیئے آیا تو خدام کعبہ نے شکایت کی کہ غلاف کی تہیں اتنی چڑھ گئی ہیں کہ اُن کے بوجھ سے دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہی خلیفہ نے حکم دیا اور غلاف علیحدہ کیئے گئے دیوار کعبہ خوشبو عرقیات سے دھو کر مشک و عنبر و زعفران سے لیپا گیا پھر تین غلاف ایک مصری دوسرا حریر تیسرا دیبا کا کعبہ پر چڑھائے گئے۔

جب خلافت عثمانیہ میں ضعف آگیا تو پھر غلاف چڑھنے کا یہ التزام باقی نہ رہا۔ اب کبھی یمن سے غلاف آگیا اور کبھی مصر سے یہاں تک کہ سلطان مصر نے ایک علاقہ خاص غلاف کے لیئے

وقف کر دیا اس موقوفہ قریہ کا نام بیسوس ہی لیکن جب کہ اس کی آمدنی ناکافی ثابت ہوئی تو ایک اور گاؤں جس کا نام سندبیس ہی وقف کیا گیا اور یہ دونوں گاؤں صوبہ قلیوبیہ میں ہیں۔

پھر جب حکومت خاندان عثمان کی قایم ہوئی اور مصر بھی انھیں کے زیر نگیں ہوا تو اب پھر غلاف کی خدمت خادم الحرمین سلاطین عثمانیہ سے متعلق ہو گئی۔ سلیمان خاں عثمانی نے یہ قرار دیا کہ غلاف سیاہ رنگ کا خانہ کعبہ کے لیئے ہر سال روانہ ہو اور مدینہ طیبہ اور اندرون کعبہ کا غلاف ہر بادشاہ کی تخت نشینی پر بھیجا جائے اندرون کعبہ کا غلاف سُرخ رنگ کا مدینہ طیبہ کا سبز رنگ کا اور بیرون کعبہ کا غلاف سیاہ رنگ کا۔

مدینہ طیبہ اور اندرون کعبہ کا غلاف تخت نشینی کے موقع پر چونکہ بھیجا جاتا تھا اس لیئے اُس کا صرف سلطنت ترکیہ کے ذمہ تھا اور اب ایک عرصہ سے تخت نشینی کا اسلوب کچھ اور ہی اس لیئے یہ دو غلاف بدلے نہیں گئے۔ سلطان عبد الحمید خاں کی تخت نشینی کے موقع پر جو آئے تھے وہی ہیں لیکن بیرون کعبہ کا سیاہ غلاف چونکہ اوقاف موقوفہ مصر سے متعلق تھا اس لیئے وہ برابر آ رہا تھا۔ بعض مورخین کا یہ خیال ہی کہ سیاہ غلاف خلفائے عباسیہ کی تجویز ہی لیکن تحقیق یہی ہی کہ یہ تجویز و قرارداد سلطان سلیمان خاں عثمانی کی ہی۔

غلاف کی نوعیت یہ ہی کہ آٹھ پرچے سیاہ حریر کے ہوتے ہیں جن میں ہر جگہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بنا ہوا ہی کعبہ کی چھت پر حلقے نصب ہیں اور نیچے شاذروان میں بھی حلقے پڑے ہوئے ہیں کعبہ کی ہر سمت دو دو پرچے ڈالے جاتے ہیں چھت اور شاذروان کے حلقوں میں اوپر نیچے پردوں کو باندھ دیتے ہیں اس کے بعد ٹکوں سے ایک پردہ کو دوسرے سے ایسا ملا دیتے ہیں کہ اس کی ہیئت ایک مربع قمیص کی ہو جاتی ہی۔

پردہ لگا لینے کے بعد ثلث حصہ کے نیچے ایک حزام گرداگرد غلاف کے لگاتے ہیں۔ یہ حزام

سنہرے منقش کا ہوتا ہے جس پر خطِ نسخ میں قرآن مجید کی آیات تین طرف اور سلاطین عثمانیہ کے اسمار چوتھی جانب کڑھے ہوئے ہیں۔

غلاف کا وہ حصہ جو خانہ کعبہ کے دروازے کے رُخ پر پڑتا ہے اس پر بعد بسم اللہ آیۂ کریمہ وَمَا جَعَلْنَا الْبَيْتَ سے إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ تک اور حجرا سود کے رُخ کے سامنے بعد بسم اللہ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ سے مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ تک اور اس جانب جو مقام ما لکی کے مقابل ہے لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ سے وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ تک چوتھی طرف جس رُخ میزاب رحمت واقع ہے سلاطین کے اسماء

غلاف مصر سے داخل مکہ معظمہ ہو کر شیبی صاحب کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اور دسویں ذی الحجہ کو بعد نماز صبح پرانا غلاف اُتار کر نیا چڑھا دیا جاتا ہے زریں حزام شریف صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا ہے اور سیاہ غلاف شیبی صاحب کا حق ہے وہ اُسے زائرین کو دیتے ہیں فروخت کرتے ہیں لیکن اگر حج جمعہ کے روز ہو تو زریں حزام سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔

الرحلۃ الحجازیہ جو خدیو مصر حلمی پاشا کا سفرنامہ حجاز ہے اس میں غلاف کی تیاری کا صرف اور روانگی کا خرچ نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے غلاف کی تیاری چونکہ خدیو سے ہی متعلق ہے اس لیے اُن کی تحریر سے زیادہ مستند اور کوئی تحقیق نہیں ہو سکتی اس لیے اُس کا ذکر نامناسب نہ ہوگا۔

(۱) سنہرہ منقش چودہ ہزار نو سو پینتس مثقال (۱۴۹۳۵) روپیلا منقش تین ہزار آٹھ سو پانچ مثقال۔ (۳۸۰۵) اس مجموعہ کی قیمت پانسو پندرہ (۵۱۵) گنی مصری۔

(۲) زرکشی کا کام کرنے والوں کی اُجرت جن کی تعداد سینتالیس نفر ہوتی ہے ایک ہزار چھ سو چونسٹھ (۱۶۶۴) گنی مصری۔

(۳) حریر کی قیمت اور بننے والوں کی اُجرت جن کی تعداد ستر نفر ہے ایک ہزار ایک سو گیارہ (۱۱۱۱) گنی مصری

(۴) کام کرنے کے آلات کی قیمت دو سو (۲۰۰) گنی۔

(۵) شب مرجان یعنی جس رات غلاف کے جلوس کا جلسہ ہوتا ہے ایک سو پچاس گنی

(۶) تیاری غلاف کے آخر میں کام کرنے والوں کی اُجرت ساٹھ گنی

(۷) دفتر غلاف کے متعلقین اور کارخانہ کے مستقل ملازمین کی تنخواہ آٹھ سو پچاس گنی

جملہ صرف یعنی میزان کل چار ہزار پانسو پچاس گنی مصری

محمل اونٹ کا کجاوہ اگر ادنیٰ مرتبہ کا ہے تو اُسے شبری اوسط کو شقدف اعلیٰ کو تخت رواں کہتے ہیں لیکن اگر ہودج اور اس کے پردے میں نفاست کی گئی ہو پھر اُس کا مصرف یہ ہو کہ مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کے ہدایا لے جائے تو اُسے محمل کہینگے تاریخوں میں محمل عراقی اور محمل یمنی کا جو ذکر آتا ہے اُن سے وہی اونٹ مراد ہیں جن پر مکہ معظمہ کے ہدایا ہودج میں پردے ڈال کر بھیجے جاتے تھے مصر سے غلاف کعبہ مع دیگر ہدایا اور تحائف ایک چوبی گنبد نما ہودج میں آتا ہے جسے محمل کہتے ہیں۔

مصر سے اس کی روانگی کا دن خاص رونق کا دن ہوتا ہے خدیو مصر ایک وسیع مقام پر جسے مصطبہ کہتے ہیں وزرا اعیانِ دولت اور ارکانِ سلطنت کے ساتھ بیٹھتے ہیں علماء اور سادات صوفیہ بھی اس مجمع میں ہوتے ہیں اب محمل عظیم الشان جلوس کے ساتھ جس میں فوجی سوار اور پیدل فوج محمل کی خدمت گزار اور دیگر شرکا، قافلہ اور ان سب کے آگے امیر الحج ہوتا ہے اپنا معمولی دورہ کرتا ہوا خدیو مصر کے مصطبہ کے پاس آتا ہے مہتمم غلاف کے ہاتھ میں محمل کی نکیل ہوتی ہے جسے حاضر ہو کر خدیو کے ہاتھ میں دیتا ہے خدیو مصر اپنے ہاتھ میں لے کر امیر الحج کے حوالہ کرتے ہیں امیر الحج عموماً کوئی فوجی پاشا ہوتا ہے جس کا تعین پہلے سے کر دیا جاتا ہے۔

اس رسم کے بعد توپوں کی سلامی ہوتی ہے اس کے بعد جلوس اس ترتیب سے روانہ ہوتا ہے سب سے آگے سادات صوفیہ ان کے بعد فوج پھر محمل جس کے آگے امیر الحاج محمل کے پیچھے محامل پھر

شتربان پھر نقارچی۔

امیر الحج کی سپردگی میں علاوہ غلاف دیگر ہدایا اور زر نقد بھی ہوتا ہے جن کی میزان کل پچاس ہزار گنی مصری ہوتی ہے اگر غلاف کے تیاری کی رقم اس کے ساتھ جمع کرلی جائے تو پھر چوّن ہزار پانسو پچاس گنی کی میزان آئیگی اب سے دو سال قبل تک یہ رسم جاری تھی لیکن اب کیا ہے اور آیندہ کیا ہوگا اس کا علم عالم الغیب مولیٰ سبحانہ تعالیٰ کو ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اے خوش نصیب مولیٰ تعالیٰ کے مقبول بندے اور حبیب رب العالمین کے محبوب امت آج کہ تو نے عزم حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہے اس سرتا سر توفیق خیر پر جس قدر تو شکر بجالائے وہ کم ہے۔

آج تیرے لئے ہر قدم پر نیکی لکھی جائیگی اور گناہ معاف کئے جائینگے یہ سفر فی الحقیقت وسیلۃ الظفر ہے اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہوگی کہ رب العزت جل مجدہ کا تو مہمان خاص اور حرم توحید تیرا مقام ہوگا۔

آج تیرا گزر وہاں ہوتا ہے جہاں ہزاروں فرشتے آتے اور اپنے رب کی جناب سے بے شمار رحمتیں پاتے ہیں۔ رب العزۃ کا آخری کلام سارے عالم کی ہدایت کے لئے اسی جگہ نازل ہونا شروع ہوا اللہ کے حبیب اور سارے عالم کے سچے رہنما رحمۃ للعالمین کی اسی مقام پر ولادت ہوئی اسی جگہ منصب رسالت عامہ اور نبوۃ تامہ کا خلعت عطا ہوا اس مقام کی زیارت اور یہاں کی عبادت اس سعید ازلی کو نصیب ہوتی ہے جس کی روح نے عالم ارواح میں لبیک کی صدائے حق بلند کی ہے۔
یہاں کی عبادت سے فارغ ہو کر تیرا سفر اس دیار قدس کی طرف ہوگا جہاں کا ایک ٹکڑا

اپنی عظمت و فضیلت میں خانہ کعبہ بلکہ عرش عظیم سے بھی افضل و اعلیٰ ہے جہاں کی خاک میں روحانی و جسمانی امراض سے شفا، جہاں کی ہوا سے روح کی تازگی اور ایمان کی افزائش ہے۔

اللہ اللہ پروردگار بے نیاز کی کیسی رحمت ہے کہ اُس نے تجھے اپنے حبیب کے حرم کی زیارت کی توفیق عطا فرمائی اور تیرے آقا تیرے پیشوا کا کیسا کرم تجھ پر ہے جو تجھے اپنا مہمان بنا کر طلب فرمایا۔

آج وہ کہ جن کی شان میں یہ وارد کہ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا إِلَّا لِيُعْرَفَ كَرَامَتُكَ وَمَنْزِلَتُكَ عِنْدِي اُن کے روضۂ پاک کی جالیاں تیرے روبرو ہوں گی آج تیری آنکھیں اُس نور کے انوار سے روشن ہوں گی جن کے نور کے صدقے میں تمام عالم کا ظہور ہے سبحان اللہ والحمد للہ والشکر للہ ؏

زہے سعادتِ آں بندہ کہ کرد نزول ٭ گہے ببیتِ خدا و گہے ببیتِ رسول

آداب سفر و مقدمات حج

حق العباد جس کا قرض آتا ہو یا امانت کسی کی پاس ہو تو اُسے ادا کرے اگر کسی کا مال ناحق لیا ہو تو اُسے واپس دے یا معاف کرائے اگر صاحب حق کا یا اُس کے وارثوں کا پتا نہ چلے تو اُس قدر مال فقیروں کو دیدے۔

قصور کی معافی اگر کسی کا دل دکھایا ہو یا غیبت کی ہو یا چغلی کھائی ہو تو اُس سے معافی مانگے لیکن اگر وہ زندہ نہ ہو تو توبہ کرے اور صدق دل سے خدا کی جناب میں معافی چاہے۔

حق اللہ نماز روزہ زکوٰۃ جتنی عبادات اپنے ذمہ ہوں انھیں ادا کرے اور اس تاخیر پر توبہ کرے خدا سے استغفار چاہے منہیات شرعیہ میں سے اگر خدانخواستہ کسی کا مرتکب ہوا ہو تو اُس سے توبہ کرے اپنے رب کریم سے بصد تضرع والحاح آمرزش چاہے۔

اجازت اب کہ حق العباد اور حق اللہ سے فارغ ہو چکا سفر کے لئے حسب ہدایت شارع علیہ السلام آمادہ ہو۔ والدین اگر زندہ ہوں تو اُن سے اجازت طلب کرے بی بی اپنے شوہر سے اجازت

چاہے اس لئے کہ بغیر ان کی اجازت کے سفر کرنا مکروہ ہے اگر یہ خوشی سے اجازت دیدیں تو فہو المراد ورنہ بغیر اجازت ملے فرض ادا کرنے کے لئے روانہ ہو جائے۔

عورت کے لئے محرم ضرور ہے عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابل اطمینان نہ ہو سفر حرام ہے اگر کر گئی حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ محرم وہی ہے جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ ہمارے ائمہ احناف کی یہی تحقیق ہے اور یہی مسئلہ حق ہے آج کل یہ مسئلہ بنا لیا گیا ہے کہ اگر عورت کسی ایسی عورت کے ساتھ حج کے لئے جائے جس کے ساتھ اُس کا محرم ہو تو سفر جائز ہوگا۔ ہرگز یہ مسئلہ احناف کے نزدیک مقبول نہیں ایسے مفتی جنھیں اپنے مذہب کے لطائف و نفائس کی خبر نہیں اُن کے فتاوے سے احتراز چاہئے۔

خویش و اقارب سے دعا کی طلب چلتے وقت سب بزرگوں عزیزوں دوستوں اور خدام وغیرہ سے مل کر اپنے قصور معاف کرائے اور سلامتی سفر اور قبول حج کے لئے دعا کا طالب ہو اور اب اُن پر لازم کہ دل سے معاف کر دیں صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جس کے پاس اُس کا مسلمان بھائی معذرت لائے اُسے قبول کرنا واجب ہے ورنہ حوض کوثر پر آنا نہ ملے گا۔

روانگی سفر کا لباس پہنکر چار رکعت نفل ادا کرے پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ قل یٰایہا الکافرون دوسری میں قل ہو اللہ تیسری میں قل اعوذ برب الفلق چوتھی میں قل اعوذ برب الناس پڑھکر دعا مانگے پھر اَللّٰهُمَّ كُنْ لَنَا صَاحِبًا فِي سَفَرِنَا وَخَلِيفَةً فِي أَهْلِنَا پڑھکر جا نماز سے اُٹھے انشاءاللہ یہ نماز واپس آنے تک اُس کے اہل و مال کی نگہبانی کرے گی۔

روانگی کا وقت جمعرات یا سنیچر یا دوشنبہ کا دن مبارک ہے ہاں جمعہ کے روز اہل جمعہ کو قبل نماز جمعہ سفر کرنا اچھا نہیں ان ایام کے علاوہ اتوار، منگل، بدھ ان میں بھی سفر کرنے کا مضائقہ نہیں۔ یہ خیال محض عامیانہ ہے کہ بدھ کا دن منحوس ہے اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت محبوب الٰہی سیدنا نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کی اس دن کے ساتھ عجیب خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی ولادت چہارشنبہ کو ہوئی

آپ کی بیعت کا دن چہار شنبہ ہی شیخ نے جس روز کہ خرقۂ خلافت عطا فرمایا وہ چہار شنبہ کا دن تھا، آپ نے جس روز رحلت فرمائی وہ چہار شنبہ تھا۔

مکان کا دروازہ جب مکان کے دروازہ پر پہنچے تو قدم باہر رکھتے ہی یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ وَ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نُزَلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا اَحَدٌ (ترجمہ) اللہ کے نام اور اللہ کی مدد سے اور میں نے اللہ پر بھروسا کیا اور نہ گناہوں سے پھرنا نہ طاعت کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے۔ الٰہی ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ خود لغزش کریں یا دوسرا ہمیں لغزش دے یا خود بہکیں یا دوسرا بہکائے یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا جہل کریں یا ہم پر کوئی جہل کرے۔

مسجد سے رخصت ہونا اب اپنی اُس مسجد میں آئے جس میں نمازیں پڑھا کرتا تھا دو رکعت نفل قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ کے ساتھ پڑھے اور مسجد سے رخصت ہو جس طرح عزیزوں دوستوں سے معافی مانگی اسی طرح اُن فروگزاشتوں کی جو حق مسجد کی اس سے ہوئی ہوں معافی مانگے اور روانہ ہو جائے۔

وقت روانگی کی دعا مسجد سے رخصت ہونے کے بعد اس سے قبل کہ سواری پر سوار ہو یا سفر کے لئے قدم بڑھائے حسب ترتیب دعائے ماثورہ اور بعض سور قرآنیہ کی تلاوت کرے۔ انشاء اللہ برکات گوناگوں سے سرفراز ہوگا۔ سب سے پہلے یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ کَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوْٓءِ الْمَنْظَرِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ (ترجمہ) الٰہی ہم تیری پناہ مانگتے ہیں سفر کی مشقت اور واپسی کی بدحالی اور مال یا اہل یا اولاد میں کوئی بُری حالت نظر آنے سے۔

اب حسب ذیل سور و آیات کی تلاوت کرے:

قل یا ایہا الکافرون۔ اذا جاء نصر اللہ۔ قل ھو اللہ۔ قل اعوذ برب الفلق

قل اعوذ برب الناس۔ سورۂ فاتحہ شروع سورۃ بقرہ کی آیات الٓمّٓ سے مفلحون تک آیۃ الکرسی ختم سورہ بقرہ کی آیات اٰمن الرسول سے فانصرنا علی القوم الکافرین تک پھر ان کے بعد اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (ترجمہ) بے شک جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا ضرور تجھے پھرنے کی جگہ واپس لائے گا۔ ایک بار پڑھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر چل کھڑا ہو۔

سواری پر سوار ہونے کی دعا جس سواری پر سوار ہو خواہ موٹر ہو یا ریل گھوڑا ہو یا اونٹ بسم اللہ کہہ کر سوار ہو پھر بیٹھ کر اللہ اکبر اور الحمد للہ اور سبحان اللہ تین تین بار لا الٰہ الا اللہ ایک بار کہے اس کے بعد اس آیہ کریمہ کی تلاوت کرے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (ترجمہ) پاکی ہے اُسے جس نے اسے ہمارے بس میں کر دیا اور ہم میں اُس کی طاقت نہ تھی بے شک ہم ضرور اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

انشاء اللہ عافیت نصیب ہو اور سواری کی آفت و شر سے امان میں رہے۔

منازل کی دعا بلندی پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے ڈھال میں اُترے تو سبحان اللہ کہے۔

جس منزل پر اُترے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (ترجمہ) میں اللہ کی کامل باتوں کی پناہ مانگتا ہوں اس کی سب مخلوق کی شر سے۔

انشاء اللہ ہر نقصان سے بچے گا اور ہر شر سے محفوظ رہے گا۔

کسی شہر میں جانے کی دعا جب وہ بستی نظر آئے جہاں ٹھہرنا یا جانا چاہتا ہو کہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا (ترجمہ) الٰہی ہم تجھ سے مانگتے ہیں اس بستی کی بھلائی اور اس بستی والوں کی بھلائی اور اس بستی میں جو کچھ ہے اُس کی بھلائی اور تیری پناہ مانگتے ہیں اس بستی کی بُرائی اور اس بستی والوں کی بُرائی اور اس بستی میں جو کچھ ہے اُس کی بُرائی سے۔

دریا کی سواری اور اس کی دعا جب جہاز پر سوار ہو کہے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (ترجمہ) اللہ کے نام سے ہے اس کشتی کا چلنا اور ٹھیرنا بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے (کافروں نے) خدا ہی کی قدر جیسی چاہیئے تھی نہ پہچانی حالانکہ ساری زمین قیامت کے دن بہت ہی حقیر چیز کی طرح اس کی مٹھی میں ہوگی اور سب آسمان اس کی قدرت سے لپیٹے جائیں گے وہ پاک و بلند ہے اُن کے شرک سے

شب کو سوتے وقت رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی ایک بار ضرور تلاوت کرے چور اور شیطان سے امان میں رہے گا۔

دشمن یا راہ زن اگر دشمن یا راہ زن کا خوف ہو تو سورۂ لایلاف پڑھے ہر بلا سے امان میں رہے گا۔

بھوک پیاس یَا صَمَدُ ایک سو چونتیس بار ہر روز کسی وقت پڑھ لیا کرے کھانے پینے کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

حل مشکل کوئی مشکل پیش آئے تو تین بار کہے یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِیْ غیب سے مدد ہوگی۔ صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے۔

واپسی واپسی کے وقت بھی وہی طریقے محفوظ رکھے جو یہاں تک بیان ہوئے۔ مکان پر پہنچنے کی اطلاع پہلے سے دیدے بغیر اطلاع ہرگز نہ جائے۔ شریعت نے ہمیں یہی ادب سکھایا ہے۔ مکان دن کے وقت پہنچے، رات میں آنے سے پرہیز کرے۔ گھر پہنچ کر سب سے پہلے اپنی مسجد سے ملے اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نفل اس میں پڑھے کہ یہی اُس سے ملنا ہے۔ اب گھر میں داخل ہو اور دو رکعت نفل یہاں پڑھے پھر احباب اعزہ اور خدام وغیرہ سے بکشادہ پیشانی ملے۔ عزیزوں اور دوستوں کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ بھی ضرور لائے کہ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حاجی کا تحفہ حرمین شریفین کے تبرکات سے زیادہ اچھا اور کیا تحفہ ہے۔ دوسرا تحفہ دعا ہے کہ مکان پہنچنے سے پہلے استقبال کرنیوالوں اور سب مسلمانوں کے لئے کرے کہ قبول ہے۔

یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے کہ غائبانہ دعا خاص اثر رکھتی ہے۔ اسی طرح مسافر کی حالت سفر میں دعا مقبول ہے پھر ایک ایسا مسلمان جس نے ابھی ابھی حج کا فرض ادا کیا ہے وطن سے دور حالت سفر میں ہے وہ جس وقت مسلمانوں کے لئے اپنے اعزہ و اقربا کے لئے اپنے احباب اور ملنے والوں کے لئے دعا کرے گا تو رحمت الٰہی کیونکر اُسے قبول نہ کرے گی۔ لہٰذا مکان پہنچنے سے قبل حاجی کو دعا کرنے میں دریغ نہ کرنا چاہیئے۔

سفر کے آداب اور اس کی دعائیں جو اوپر مذکور ہوئیں اگرچہ ان کی خصوصیت کچھ سفر حج کے ساتھ مخصوص نہیں اس لئے کہ شریعت غرہ کی یہ ایسی پاک اور بابرکت تعلیمات ہیں جنھیں ہر مسلمان دیندار کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنانا حقیقی لطف ایمان و اسلام کا حاصل کرنا ہے لیکن اس مقام پر مقدمات حج کے تحت میں انھیں اس خیال لکھ دیا گیا کہ اگر اس وقت تک ان کی تعمیل سے محرومی رہی تو آج اُن سے محروم نہ رہے جب کہ اس اہم عبادت کے بجالانے کے لئے سفر کر رہا ہے جس کی ادائیگی اگر آداب و شرائط کے ساتھ کامل ہو جائے تو گناہوں سے ایسی پاکی نصیب ہو جیسا کہ اس دن پاک و معصوم تھا جب کہ ماں کے پیٹ سے اس خاکدانِ عالم میں آیا تھا۔

مقدمات حج خانہ کعبہ سے متعلق دو عبادتیں ہیں ایک کا نام عمرہ ہے اور دوسرے کا حج۔ فرق ان دونوں عبادتوں میں یہ ہے کہ عمرہ سنت ہے اور حج فرض ثانیاً یہ کہ عمرہ جب چاہے ادا کرے لیکن حج کے لئے مہینے اور ایام مقرر ہیں۔ ثالثاً یہ کہ عمرہ کے لئے میقات آفاقی اور غیر آفاقی دونوں ہی کا حل ہے لیکن حج کے لئے آفاقی کا میقات وہی مقام ہے جو بیان میقات میں آئے گا لیکن غیر آفاقی کے لئے حرم ہی میقات ہے۔

عمرہ اور حج عمرہ کے اعمال دو ہیں طواف بیت اللہ اور سعی صفا و مروہ۔ طواف رکن ہے اور سعی واجب۔ حج کے دو رکن ہیں نویں کو عرفات میں ٹھہرنا اور دسویں کو طواف بیت اللہ صفا و مروہ کی سعی رکن حج نہیں بلکہ واجب ہے۔ احرام اور قیود احرام کا حکم عمرہ اور حج دونوں میں یکساں ہے۔

حج رکن دین ہے یہ امر محتاج بیان نہیں کہ جس طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ فرض اور ارکان دین ہیں

اسی طرح حج بھی ایک رکن دین اور صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ فرق اس رکن اور دیگر بقیہ ارکان میں یہ ہے کہ ایک مسلمان جب تک زندہ ہے ہر روز اس پر نماز پنجگانہ فرض ہے ہر سال جب کہ مہینہ رمضان کا آئے تو روزہ اس پر فرض ہوگا اور ہر سال کے تمام پر صاحب نصاب کو تا زیست زکوٰۃ ادا کرنا ہوگا۔

رکن حج کا دیگر ارکان سے مقابلہ

لیکن حج ایک ایسا رکن ہے جس کا ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ ادا کرلینا شریعت نے فرض کیا ہے۔ اسی بنیاد پر ایک مسلمان جب حج کے رکن سے فارغ ہوتا ہے تو اسے حاجی کے لقب سے یاد کرتے ہیں یعنی یہ ایک ایسا مسلمان ہے جو اپنے ایک رکن دین کے فراغ کی سعادت حاصل کر چکا۔

حج کی اہمیت

حج کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ اس کا ایک مرتبہ ادا کرلینا ساری عمر کے لئے کفایت کرتا ہے۔ اسی لئے علماء شریعت نے اس کی تاکید فرمائی ہے کہ حج کرنے والے کو ہر عمل کے ادا میں اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ حتی الامکان مستحب و مستحسن امور بھی چھوٹنے نہ پائیں۔ انتہا یہ کہ سفر میں سرمہ، کنگھا اور آئینہ رکھنا بھی مسنون ہے۔

اسی کے ساتھ ہر مقام و ہر اوقات پر اوراد مسنونہ اور اذکار ماثورہ کی اس قدر کثرت کرے کہ عجز و نیاز اور خشوع و خضوع میں سرتاسر غرق ہو جائے۔ انشاء اللہ کثرت اذکار کی برکت سے حق تعالیٰ کی رحمت جب کہ تواضع و نیازمندی کی شان پیدا کردے گی تو راہ کی بہت سی ناگواریاں یہی نہیں کہ گوارہ ہو جائینگی بلکہ ان میں ایک لطف و ذوق پائے گا۔ مثلاً:

جمالوں کے ساتھ نرمی

جمالوں کی خشونت عموماً حجاج کو گراں گزرتی ہے وہ انھیں اپنے دیار کے اونٹ گاڑی چلانے والے یا یکہ ہانکنے والے جیسا سمجھتے ہیں اور اس غلط فہمی کا نتیجہ جمالوں کی خشونت ہوتی ہے لیکن اگر انھیں اپنا مخدوم سمجھ لیا جائے ان کا احترام ملحوظ رکھا جائے اور کھانے پینے کی چیز عزت کے ساتھ ان کے سامنے پیش کی جائے تو پھر ان کی شرافت اور مہمان نوازی کا ایسا لطف پائے کہ ان کی راحت رسانی وطن کے اعزہ کو بھی بھلا دیگی۔ یہ تو راستہ اور سفر کا آرام ہوا اسی کے ساتھ ان سے جو نرمی کی گئی اور ان کی تلخی کا ادب کے ساتھ تحمل کیا گیا تو اس پر

شفاعت نصیب ہونے کا وعدہ ہے۔

اہل عرب سے نرمی اور ان سے چشم پوشی

اس کا لحاظ رہے کہ بدوؤں کے ساتھ عربوں کے ساتھ اہل حرمین کے ساتھ اور علی الخصوص اہل مدینہ کے ساتھ ہرگز ہرگز بے ادبی کا برتاؤ نہ کرے نہ ان کی کمزوریوں کی طرف نظر کرے، نہ ان پر معترض ہو ان کے اس خدمت جلیلہ کو دیکھے جس کے انصرام و انجام کی سعادت انھیں حاصل ہوئی ہے۔ یعنی اللہ کے بندوں کو اللہ کے گھر تک اللہ کے حبیب کے آستانہ تک پہنچاتے ہیں۔ اہل حرمین خصوصاً اہل مدینہ حجاج کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے ہیں۔ ان کے ہر طرح کی راحت کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ عبادت میں زیارت میں ان کی رہنمائی کرتے ہیں یہ ان کا احسان کیا کم ہے اور اس کا شکر ادا کرنا کیا آسان ہے جو ان کے اعمال کے احتساب کے پیچھے پڑکر اپنی نیازمندی میں فرق لایا جائے۔ یہ مقام خودی اور خود کو مٹا دینے کا ہے اگر یہاں پہنچکر بھی نفس و نفسانیت کا استیصال نہ ہوا تو کمال حسرت کا مقام ہے۔ رفقا کے ساتھ، خدام کے ساتھ، جانوروں کے ساتھ جبکہ رحم و نرمی کی تاکید ہو تو پھر اہل عرب نہ کہ اہل حرمین نہ کہ اہل مدینہ!

رکن حج سراسر فدویت ہے

حقیقت یہ ہے کہ حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس کے ہر عمل میں والہانہ فدویت کی ایسی شان پائی جاتی ہے کہ ؎

با وجودت زمن آواز نیاید کہ منم

کا ہو بہو نقشہ کھینچا ہے۔

اگر اس خود فراموشی و فدویت میں تقصیر واقع ہوئی اور کسی فعل سے خودی یا ہوشیاری کا ثبوت ہوا تو فوراً جرمانہ میں قربانی کرنی پڑتی ہے۔ خط بڑھ گیا اس کی خبر نہیں، جسم پر میل کچیل کی تہ جم گئی اس کی پروا نہیں، کپڑے یا بال میں جوں پڑگئی تو ان کی اذیت رسانی کا احساس نہیں، یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ؎

عاشقاں کشتگان معشوق اند

بر نیاید ز کشتگاں آواز

اس عبادت کا مقصد ہی یہ ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ ایسی حالت اپنے اوپر طاری کر لی جائے جس میں ہر طرح کے علائق سے بے نیاز ہو کر اپنے رب کا دیوانہ بن جائے خشیتِ ایزدی اور رحمتِ الٰہی اس طرح سے احاطہ کرلے کہ کسی کا تو ذکر کیا تن بدن کا بھی نہ احساس باقی رہے نہ شعور۔

دیکھو! سلا ہوا کپڑا علاوہ ستر پوشی اور راحت رساں ہونے کے ایک زیب و زینت بھی ہے احرام میں اسی لئے ممنوع ہوا کہ ایک شوریدہ حال کے لئے زیبائش میں کہاں آرائش ہو سکتی ہے اس کے لئے تو جیب و گریباں کی دھجیاں سو سنوار ہیں۔

لیکن ہاں یہ شوریدگی و دیوانگی اُس جلیل و جبار کی یاد میں ہے جس کے احکام کی پابندی اور جس کے آداب کی رعایت اور جس کی رضا جوئی کمال جنون میں بھی ملحوظ رکھی جائیگی۔ اس لئے سلا ہوا کپڑا تو اتار دیا لیکن ستر پوشی کا لحاظ کامل رکھنا ہے ؎

مستی میں بھی سر اپنا ساقی کے قدم پر ہو
اتنا تو کرم کرنا اے لغزشِ مستانہ

سر برہنہ ہے صرف دو چادریں جسم سے لپٹی ہوئی ہیں گویا مقام محبت پر شہید ہونے کے لئے کفن ساتھ ہے۔ لبیک کی صدا بار بار زبان پر آتی ہے یعنی ؎

بر درت آمد بندۂ بگریختہ
آبروئے خود ز عصیاں ریختہ

ہر وہ مقام جس سے معرفت الٰہی اور خدا پرستی کا احساس ہوتا ہے اُس کے پاس پہنچکر طرح طرح سے اپنی فدویت کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ حجر اسود کو چومتے ہیں ملتزم سے لپٹتے ہیں کعبہ کے گرد گھومتے ہیں صفا و مروہ پر دوڑتے ہیں، عرفات پہنچکر دعا و مناجات میں محو ہو جاتے ہیں، منیٰ پہنچکر کنکریاں پھینکتے ہیں یہ سب ایک دل باختہ شوریدہ سر کے افعال و حرکات ہیں جو وہ اپنے محبوب کے مقام و منزل پر پہنچکر کیا کرتا ہے۔

جو چیزیں وصل و وصال سے روکنے والی ہیں اُنھیں دُور کیا جاتا ہے ہٹایا جاتا ہے۔ رمی جما

اسی کا نمونہ ہے اور جو اُس سے ملا دینے والی ہیں اُن کے آستانوں میں کبھی اُن کے قدم چومتے ہیں کبھی اُن کے گرد گھوم کر قربان ہوتے ہیں حجر اسود کا بوسہ اور کعبہ کا طواف اسی کی مثال ہے۔ بالتشبیہ کعبہ شمع ہے اور زائر بیت اللہ پروانہ۔ پس اے سعید بیدار بخت اس شمع کے پاس بصد بیتابی و بے قراری حاضر ہو کر حق پروانگی ادا کرے ؎

رو بحرم کن کہ درآں خوش حریم — ہست سیہ پوش نگارے مقیم
قبلۂ خوبانِ عرب روئے او — سجدۂ مشتاقانِ عجم سوئے او

حج کے اقسام مسائل حج سے پہلے اقسام حج کا جاننا ضروری ہے تاکہ احرام کے وقت جس قسم کے حج کرنے کا ارادہ ہو اُسی کی نیت کی جائے۔ پس جاننا چاہیئے کہ حج کی تین قسمیں ہیں۔ افراد تمتع اور قران

اگر صرف حج کی نیت ہے تو افراد ہے اگر میقات پہنچکر صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھا اور مکہ معظمہ پہنچکر بعد ادائے عمرہ حج کا احرام باندھا تو تمتع ہے اور اگر میقات پہنچکر عمرہ اور حج دونوں کی ایک ساتھ نیت کرکے احرام باندھا تو قران ہے۔ سب سے افضل قران ہے پھر تمتع، پھر افراد۔ اب قدرے تفصیل کے ساتھ ہر ایک کا بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔

افراد حج کے مہینے میں میقات پر پہنچکر احرام باندھے مکہ معظمہ پہنچکر سب کاموں سے پہلے طواف قدوم کے ادا کی سعادت حاصل کرے پھر زمزم پر آئے اور تین سانس میں خوب کوکھ بھر کر پانی پئے ہر سانس کے ابتدا میں بسم اللہ اور ختم پر الحمد للہ کہے جو پانی ڈول میں بچ جائے اُسے اپنے بدن پر ڈال لے یا کنوئیں میں گرا دے پھر حجر اسود کے پاس آئے اور اس کا استلام کرکے باب الصفا سے نکل کر سعی صفا و مروہ کی کرے۔

اسی طواف قدوم میں اگر رمل کی سنت بھی ادا کرے تو طواف فرض میں جسے طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں رمل کرنا نہ ہوگا۔ اسی طرح طواف قدوم کے بعد اگر سعی کرلی ہے تو طواف فرض میں دوبارہ سعی کی حاجت نہ رہے گی۔

ساتویں کو خطبہ سننا، آٹھویں کو منیٰ پہنچنا، نویں کو بعد نماز فجر وہاں سے روانہ ہو کر عرفات

پہنچتا ہے۔ یہاں پہنچکر تا غروب آفتاب مصروف دعا و مناجات رہتا ہے بعد غروب مزدلفہ کی روانگی آج یعنی نویں ذی الحجہ کو مغرب کی نماز مزدلفہ پہنچکر ادا کی جائے گی۔ نماز مغرب وعشاء سے فارغ ہو کر جس قدر توفیق ہو دعا مناجات اور تسبیح وتہلیل میں شب بسر کرے بعد نماز فجر جو دسویں تاریخ ذی الحجہ کی ہوگی مزدلفہ سے روانہ ہو رمی جمار کے لئے مزدلفہ یا مزدلفہ کے راہ سے کنکریاں چن لے منیٰ پہنچکر صرف جمرۂ عقبہ کی رمی کرے پہلی کنکری پھینکتے ہی لبیک موقوف کرے، لبیک پکارنے کا وقت بس اب ختم ہوگیا۔

رمی سے فارغ ہوتے ہی فوراً قیام گاہ کی طرف روانہ ہو رستہ میں اگر چاہے دعا بھی کرتا جائے قیام گاہ پہنچکر قربانی کرے۔ یہ وہ قربانی نہیں جو عید اضحیٰ میں ہوتی ہے اس لئے کہ وہ تو مسافر پر اصلاً واجب نہیں اگرچہ غنی ومالدار ہو وہ تو مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حج میں ہو۔

بلکہ یہ قربانی حج کا شکرانہ ہے قارن ومتمتع پر تو واجب ہے اگرچہ فقیر ہو اور مفرد کے لئے مستحب اور بے انتہا موجب اجر۔

بعد قربانی رو بقبلہ بیٹھ کر مرد حلق کریں کہ افضل ہے یا بال کتروائیں کہ رخصت ہے حلق ہو یا تقصیر دہنی طرف سے ابتدا کرنا چاہئیے اور اس وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتا رہے۔

عورتیں حلق نہ کرائیں اس لئے کہ سر منڈانا عورتوں کے لئے حرام ہے صرف ایک پور برابر بال کتروادیں۔ حلق سے فارغ ہو کر ناخن ترشوائیں خط بنوائیں حلق سے پہلے ناخن کتروانا یا خط بنوانا آج اس مقام پر خطا ہے بال وناخن وغیرہ زمین میں دفن کردیں۔

اب احرام کی تمام پابندیوں سے آزادی ہوگئی الا مجامعت وہم بستری کہ اس کی اجازت طواف زیارت کے بعد ہوگی۔

افضل تو یہ ہے کہ آج ہی دسویں تاریخ طواف فرض کے لئے مکہ جائیں اور انھیں آداب و شرائط کے ساتھ جو طواف میں ذکر ہوئے اس فرض کے ادائگی کی سعادت حاصل کریں بعد طواف

دو رکعت نماز مقام ابراہیم پر پڑھیں۔ الحمد للہ کہ حج ادا ہوگیا۔

اس لئے کہ حج کے صرف دو رکن تھے نویں کو عرفات کا ٹھیرنا ایک رکن تھا جو ادا ہو چکا اور بعد وقوف عرفات خانہ کعبہ کا طواف دوسرا رکن تھا اس کی سعادت آج حاصل ہوگئی اس کے بعد عورت سے ہم بستری بھی حلال ہوگئی۔

اگر کمزور وضعیف دسویں کو طواف کے لئے نہ جائیں تو گیارہویں یا بارہویں کو یہ فرض ادا کرلیں اگر اب بھی ادا نہ کیا تو جرمانہ میں ایک قربانی کرنی ہوگی بلا عذر بارہویں سے زیادہ تاخیر کرنا گناہ ہے۔ ہاں عورتوں کو اگر انھیں ایام میں حیض ونفاس آجائے تو انھیں پاک ہونے تک تاخیر کرنا درست ہے لیکن ایام سے فارغ ہونے کے ساتھ ہی انھیں غسل کرکے فوراً طواف کرنا چاہئیے۔ اب اگر تاخیر ہوئی تو جرمانہ میں انھیں بھی قربانی کرنا پڑے گی طواف زیارت میں اضطباع نہیں ہے۔ قارن ومفرد طواف قدوم میں اور متمتع بعد احرام حج کسی طواف نفل میں۔ حج کے رمل وسعی دونوں خواہ صرف سعی کرچکے ہوں تو اس طواف میں رمل وسعی کچھ نہ کریں۔ لیکن اگر اس میں رمل وسعی کچھ نہ کیا ہو تو اس طواف میں کرنا ہوگا۔

گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سنکر پھر رمی کو روانہ ہوں۔ جمرۂ اولیٰ سے شروع کریں اور جمرۂ عقبہ پر ختم۔ بارہویں کو پھر بعد زوال تینوں جمرے کی رمی کریں اور اب اختیار ہے کہ مکہ معظمہ آجائیں یا منیٰ میں ایک دو روز اور ٹھیریں۔

جب مکہ معظمہ سے عزم رخصت ہو تو طواف وداع جو آفاقی پر واجب ہے بے رمل واضطباع بجالائیں اور بقدر استطاعت فقراء مکہ پر کچھ تصدق کرکے روانہ ہو جائیں۔

وداع کے وقت صرف سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرنا واجب ہے جس طرح اس میں نہ رمل ہے نہ اضطباع اسی طرح طواف وداع کے بعد سعی صفا ومروہ بھی مشروع نہیں۔

قران۔ عمرہ اور حج کو اس طرح جمع کرنا کہ احرام کے وقت دونوں کی ایک ساتھ ہی نیت کرلی جائے قران ہے اور اس جمع کرنے والے کو قارن کہیں گے۔ مفرد کے لئے جرائم کا کفارہ جہاں ایک دم ہے

ایک صدقہ ہی قارن کے لئے دو ہونگے۔

مکہ معظمہ پہنچکر قارن پہلے عمرہ ادا کرے گا یعنی طواف کعبہ اور سعی صفا و مروہ اس کے بعد حج کے اعمال مثل مفرد ادا کرے گا۔ سب سے پہلے طواف قدوم اور اس کے ساتھ سعی صفا و مروہ تاکہ طواف زیارت کے بعد سعی نہ کرنی پڑے پھر ساتویں کو استماع خطبہ آٹھویں کو منیٰ کا قیام نویں کو وقوف عرفات دسویں کی شب کو مزدلفہ اور دسویں کے دن کو منیٰ پہنچکر جمرہ عقبہ کی رمی پھر قربانی واجب میں مشغول اس سے فارغ ہو کر حلق یا قصر اب مکہ معظمہ پہنچکر طواف فرض کی ادائگی۔

تمتع میقات پہنچکر صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھے مکہ معظمہ پہنچکر طواف کعبہ کرے صفا و مروہ کی سعی بجالائے اس کے بعد حلق کرائے یا قصر عمرہ ادا ہوگیا۔ احرام نے جو کچھ حرام یا مکروہ کیا تھا اب سب حلال و مباح ہوگیا۔ لبیک پکارنا بھی اس کے لئے نہ رہا اس لئے کہ بوقت طواف حجر اسود کا پہلا بوسہ لیتے ہی متمتع کو لبیک چھوڑ دینا چاہئے۔

پھر متمتع اگر چاہے تو آٹھویں ذی الحجہ تک بے احرام رہے مگر افضل یہ ہے کہ جلد حج کا احرام باندھ لے۔ اگر متمتع بعد ادائے عمرہ مکہ معظمہ میں ہی ٹھیرا رہا تو اُسے حج کا احرام باندھنے کے لئے کہیں جانا نہیں۔ مکہ معظمہ میں ہی باندھے اور اس سے بہتر مسجد الحرام اور سب سے بہتر یہ کہ حطیم میں احرام باندھے۔ بعد احرام حج جملہ اعمال مثل مفرد انجام دے۔ ہاں دسویں کو بعد رمی جمرہ عقبہ اس پر مثل قارن کے قربانی واجب ہے۔ جرائم کے کفارہ میں متمتع مثل مفرد ہے اور شکرانہ حج کی قربانی میں قارن کے مثل ہے حکم اس صورت میں ہے جب کہ متمتع نے بعد ادائے عمرہ احرام کھول ڈالا ہو لیکن اگر اس نے احرام نہ کھولا تو جرمانہ مثل قارن کے ادا کرنا ہوگا۔

فرق قارن و متمتع قارن بعد ادائے عمرہ احرام نہ کھولے گا جو قیود احرام کے وقت لازم ہوئے تھے وہ بعد ادائے عمرہ قائم رہیں گے۔ لیکن متمتع بعد ادائے عمرہ احرام کھول سکتا ہے اور قیود احرام سے آزاد ہو سکتا ہے احرام کھولنے پر متمتع پر احرام کے قیود اب اس وقت عاید ہونگے جب کہ وہ حج کا احرام باندھے گا۔

بعد ادائے عمرہ اگر متمتع حرم سے باہر چلا گیا تو حج کے لئے احرام حل میں باندھے گا اور اگر میقات سے بھی باہر ہوگیا ہے تو حج کا احرام میقات پر باندھے گا لیکن اگر عمرہ ادا کرنے کے بعد حرم ہی میں رہا تو حج کا احرام حرم ہی میں باندھے گا۔

دوسرا فرق دوسرا فرق یہ ہے کہ قارن نے احرام باندھتے وقت جو لبیک کہا ہے اُس کا سلسلہ دسویں ذی الحجہ تک برابر جاری رکھے گا لیکن متمتع نے بوقت طواف جیوں ہی کہ پہلا بوسہ حجر اسود کا لیا لبیک چھوڑ دے گا۔ ہاں جب حج کا احرام باندھے گا تو اُس وقت سے پھر لبیک پکارنا شروع کریگا۔

تیسرا فرق طواف قدوم جس طرح کہ مفرد کے لئے سنت موکدہ ہے اسی طرح قارن کے لئے بھی سنت موکدہ ہے۔ قارن بعد ادائے عمرہ طواف قدوم بجالائے گا لیکن متمتع کے لئے طواف قدوم نہیں ہے۔

مفرد و قارن طواف قدوم میں اگر رمل کرلیں گے تو طواف زیارت میں دسویں تاریخ انھیں رمل کرنا نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مفرد و قارن نے طواف قدوم کے بعد سعی صفا و مروہ کرلی ہے تو طواف زیارت کے بعد سعی کی بھی حاجت نہیں۔

لیکن متمتع پر طواف قدوم نہیں ہے اس لئے طواف زیارت میں اسے رمل بھی کرنا ہوگا اور بعد طواف صفا و مروہ کی سعی بھی کرنی ہوگی۔

ہاں متمتع اگر اس خیال سے کہ دسویں کو ہجوم ہوگا شاید طواف میں رمل اور سعی میں دوڑنا متعذر ہو، بعد ادائے عمرہ کسی طواف نفل میں رمل کرلے اور سعی سے بھی فارغ ہو جائے تو پھر اُس کے لئے بھی طواف زیارت میں رمل اور صفا و مروہ کی سعی نہیں۔

تمتع ہدی کے ساتھ اگر متمتع اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گیا ہے تو بعد ادائے عمرہ نہ حلق کرائے گا نہ قیود احرام سے فارغ ہوگا۔ عمرہ تو ادا ہوگیا لیکن پابندیاں احرام کی یوں باقی رہیں کہ قربانی کا جانور جس کا لقب شریعت نے ہدی رکھا ہے ہنوز ذبح نہیں ہوا ہے دسویں تاریخ منیٰ پہنچکر رمی جمرہ عقبہ کے بعد ہدی کی قربانی کرے گا۔ اس کا حال پابندی اور کفارہ جرائم

میں قارن جیسا ہی۔ فرق اس میں اور قارن میں صرف یہ ہے کہ قارن کو حج کے لئے احرام باندھنا نہیں ہے اور متمتع کو حج کے لئے احرام باندھنا ہوگا۔

متمتع محض اور ہدی کے ساتھ متمتع میں ایک فرق یہ ہے کہ متمتع محض بعد ادائے عمرہ اگر چاہے احرام کھول کر احرام کی پابندی سے آزاد ہو سکتا ہے اور اگر چاہے تو اُس وقت تک کہ حج کا احرام نہیں باندھا ہے عمرہ کے احرام پر قائم رہے نہ حلق و قصر کرائے نہ احرام کھولے لیکن وہ متمتع جو اپنے ساتھ ہدی لایا ہے وہ بعد ادائے عمرہ نہ حلق و قصر کر سکتا ہے نہ قیود احرام سے آزاد ہو سکتا ہے

دوسرا فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ متمتع محض نے اگر احرام کھول ڈالا تو کفارۂ جرائم میں اس کا حال مفرد جیسا ہے لیکن اگر احرام نہیں کھولا تو اس کا حال مثل قارن کے کفارہ میں ہے لیکن وہ متمتع جو ہدی اپنے ساتھ لایا ہے اُسے احرام سے آزاد ہونے کی چونکہ اجازت ہی نہیں ہے اس لئے اس کا حال کفارہ میں بہر حال مثل قارن کے ہے۔

داخلہ اگر بیت اللہ شریف کی داخلی بغیر داد و ستد کے میسر آئے تو اس میں شک نہیں کہ یہ ایک نعمت عظمیٰ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی جو اس گھر میں داخل ہوا وہ امان میں ہے لیکن ایسا موقع نہ ملے تو فقہا کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ حطیم کی حاضری پر قناعت کرے اس لئے کہ وہ بھی ایک حصۂ کعبہ کا ہی ہے۔

داخلی مستحب ہے اور اُس پر لینا یا دینا حرام پس حرام کے ذریعے سے جو مستحب حاصل کیا جائے وہ بھی حرام ہو جائے گا۔

سال میں علاوہ موسم حج چند بار بیت اللہ شریف کا دروازہ کھلتا ہے اگر کسی خوش نصیب کو بغیر لین دین داخلی خاص یا عام داخلی میں بغیر اس کے کہ کسی کو دھکا دے یا کچلے یا خود اس قدر کشاکش میں پھنس جائے کہ ذوق حاضری اضطراب و کرب سے بدل جائے داخل ہونے کا موقع مل جائے تو کمال ادب ظاہر و باطن سے وہاں حاضر ہو۔

آنکھیں جھکی ہوئی ہوں اور اپنی تقصیر اعمال پر بدرجۂ غایت نادم و شرمسار ہو دل جلال

رب العزت سے لرز رہا ہو انتہائی خشوع و خضوع سے بسم اللہ کہہ کر پہلے سیدھا پاؤں بڑھا کر داخل ہو اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھے کہ تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے۔ وہاں دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھے کہ یہ مقام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلّٰی ہے۔ آپ نے اس مقام پر نماز ادا فرمائی ہے۔

پھر دیوار کعبہ پر منھ رکھے خدا کی حمد بجا لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور سوز دل سے دعا مانگے اسی طرح چاروں گوشوں پر جائے اور دعا کرے۔ پھر ستونوں سے بکمال ادب لپٹ کر دعا مانگے اور اس نعمت کے بار بار ملنے کی خواستگاری کرے۔ حج و زیارت کے قبول کی دعا کرے پھر اسی ادب کے ساتھ واپس آئے۔

ہرگز ہرگز در و دیوار پر نظر ڈال کر اپنے یکسوئی میں فرق نہ آنے دے۔ خانہ کعبہ کی چھت اور اندرونی دیواروں پر دبیز ریشمی گلابی رنگ کا کپڑا چڑھا ہوا ہے اور اس پر چوکونے چوکونے ٹکڑوں میں اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ زریں تار سے بخط نسخ منقوش ہے۔

مغربی شمالی اور جنوبی دیوار کعبہ میں متعدد تختیاں لگی ہوئی ہیں جن میں اُن سلاطین کے اسماء مکتوب ہیں جنھوں نے اپنے اپنے زمانے میں خانہ کعبہ کی مرمت و تعمیر کی سعادت حاصل کی۔ مغربی اور جنوبی دیوار کی تختی پر عبارت نثر میں ہے الا شمالی دیوار جسے باب توبہ کہتے ہیں اُس کی عبارت منظوم ہے۔

خانۂ کعبہ کی چھت میں بیش بہا تحفے آویزاں ہیں سیکڑوں چراغ چاندی سونے کے چھت میں لٹک رہے ہیں جن میں بعض نادر و گراں بہا جواہرات سے مرصع ہیں۔ یہ سب کچھ ہے لیکن زائر بیت اللہ کے لئے زیارت کے وقت مورخانہ نظر سزاوار نہیں۔ تاریخی تحقیق کے لئے انشاء اللہ پھر کوئی اور موقع آئے گا۔

علاوہ موسم حج خانۂ کعبہ سال کے حسب ذیل ایام میں کھولا جاتا ہے۔

تاریخ افتتاح	مقصد افتتاح
(۱) دسویں محرم الحرام	مردوں کے زیارت کے لئے

تاریخ افتتاح	مقصد افتتاح
(۲) گیارہویں شب محرم الحرام	عورتوں کے زیارت کے لئے
(۳) بارہویں ربیع الاول طلوع صبح صادق کے وقت	سلطان کی دعا کے لئے اس وقت شریف مکہ و چند اعیان کے سوا کوئی زائر داخل نہیں ہو سکتا
(۴) بارہویں ربیع الاول بعد طلوع آفتاب	مردوں کے لئے
(۵) بارہویں ربیع الاول بعد غروب آفتاب	عورتوں کے لئے
(۶) بیسویں ربیع الاول کو بعد طلوع آفتاب	غسل کعبہ کے لئے
(۷) رجب المرجب کے پہلے جمعہ کو	مردوں کے لئے
(۸) رجب کے دوسرے جمعہ کو	عورتوں کے لئے
(۹) رجب کے تیسرے جمعہ کو بعد طلوع آفتاب	مردوں کے لئے
(۱۰) رجب کے تیسرے جمعہ کو بعد غروب آفتاب	عورتوں کے لئے
(۱۱) رمضان المبارک کے پہلے جمعہ کو	مردوں کے لئے
(۱۲) رمضان المبارک کے دوسرے جمعہ کو	عورتوں کے لئے
(۱۳) سترہویں رمضان کو	سلطان کی دعا کے لئے اس تاریخ میں بھی شریف مکہ والی مکہ اور چند اعیان مکہ کے سوا کوئی زائر داخل نہیں ہو سکتا۔
(۱۴) جمعۃ الوداع کو	سلطان کی دعا کے لئے اس تاریخ میں بھی کوئی زائر داخل نہیں ہو سکتا
(۱۵) نصف ذوالقعدہ میں دن کو	مردوں کے لئے
(۱۶) نصف ذوالقعدہ میں رات کو	عورتوں کے لئے
(۱۷) بیسویں ذوالقعدہ کو	غسل کعبہ کے لئے
(۱۸) اٹھائیسویں ذوالقعدہ کو	احرام کعبہ کے لئے

فائدہ: سال میں دو مرتبہ خانہ کعبہ کی زمین کو غسل دیا جاتا ہے۔ شریف والی اور اعیان مکہ اس خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ دروازہ کھلنے پر سب سے پہلے شریف مکہ داخل ہوتا ہے۔ اُس کے بعد والی مکہ اُس کے بعد اکابر و اعیان مکہ جنھیں اس خدمت مقدسہ میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

شریف مکہ خانہ کعبہ میں داخل ہو کر پہلے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر کھجور کی چھوٹی چھوٹی جھاڑوؤں سے چاہ زمزم کے پانی سے زمین کو دھوتا ہے۔ زمزم کے بعد گلاب سے دھوتا ہے پانی نکلنے کے لئے خانہ کعبہ کی چوکھٹ میں ایک سوراخ بنا ہوا ہے غسالہ اُسی سوراخ سے نکل جاتا ہے غسل کے بعد قسم قسم کے عطریات سے زمین کو اور خانہ کعبہ کی دیواروں کو جہاں تک کہ ہاتھ پہنچ سکتا ہے معطر کرتا ہے۔ اُس وقت ایک انبوہ عظیم حجاج و زائرین کا دروازہ کعبہ پر قابل دید نظارہ رکھتا ہے۔ خوشبو کی لپٹ جو مقدس گھر سے باہر آتی ہے تو دل و دماغ کے علاوہ ایمان کو بھی تازہ اور معطر کرتی ہے۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر شریف باہر آتا ہے اور اُن جھاڑوؤں کو حجاج و زائرین کے انبوہ کی طرف پھینکتا ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے ہر شخص ایک خاص جوش کے ساتھ سعی بلیغ کرتا ہے۔

اٹھائیس ذوالقعدہ کو خانہ کعبہ کے بیرونی غلاف سے تقریباً دو گز غلاف ہر چہار سمت سے نیچے کی جانب سے کاٹ کر سفید لٹھا کا تھان گرداگرد کعبہ کے لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اسی کو مکہ معظمہ کے رہنے والے احرام کعبہ کہتے ہیں۔ یہ حال کی ایجاد ہے مسئلہ شرعیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اللہ کی یاد: مقدمات حج کے ہی ذیل میں دو مسئلوں کو اور سمجھ لینا چاہئے۔ ایک تو کثرت سے اللہ کی یاد کرنا۔ دوسرے محل اجابت پر دعا و مناجات کرنا ہے۔

اپنے رب کی یاد مومن کے لئے کیا برکات رکھتی ہے اس کے لئے آیہ کریمہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کا مژدہ کفایت کرتا ہے۔ رب جلیل جس کی ذات غنی و حمید ہے وہ ارشاد فرماتا ہے کہ

تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا۔ پھر جسے اُس کا مولیٰ تعالیٰ یاد کرتا ہو کیا اُسے عالم میں اس کی ضرورت ہوگی کہ کوئی اور بھی یاد کرے۔ جس کی یاد قادر و قیوم نے فرمائی کیا وہ اپنی حاجتوں اور کامیابیوں میں کسی اور کا بھی محتاج و نیاز مند ہو سکتا ہے۔؟

اسی لئے ہمارے پیشوا ہمارے آقا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی تاکید فرمائی کہ جہاں تک ہو سکے خدا کی یاد کرتے رہنا دین کو آراستہ کرنا دنیا کو سنوارنا اور دارین کی فلاح پانا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایت ہے کہ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ یعنی اللہ کے یاد کرنے والے کی مثال زندہ کی ہے اور خدا کا نہ یاد کرنے والا مثل مردہ کے ہے۔

ابن حبان بزار اور طبرانی میں حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ آخِرُ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْہِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ قُلْتُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوتے وقت آخری بات میری یہ ہوئی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کاموں میں کون سا کام زیادہ پیارا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے اُس حال میں کہ موت آئے زبان تیری خدا کی یاد سے تر و تازہ ہو۔

طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے مرفوعاً اور ابن حبان احمد بن حنبل ابو یعلی ابن السنی حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری سے یہ روایت کی ہے کہ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کی یاد اس کثرت سے کرو کہ غافل و ناآشنا تمھیں دیوانہ اور پاگل کہیں۔

قابل لحاظ یہ امر ہے کہ جب اللہ کی یاد کی یہ تاکید عام حالت زندگی میں ہے تو رکن حج جو اپنی شان ہی عاشقانہ رکھتا ہے اُس میں اگر اس کثرت سے خدا کی یاد نہ ہوئی کہ بیگانہ و ناآشنا نے

مبارک مسافر کو رب کا دیوانہ نہ کہا تو شاید یہ کہنا صحیح ہو کہ اس پُرشوق رکن کے حق میں کمی کی گئی زائر بیت اللہ کو یہی چاہیئے کہ ذکر خدا سے اپنا دل بہلائے تاکہ بارگاہ شریعت میں اس کا شمار زندوں میں ہو۔ بارگاہ کبریائی میں اُس کی یاد ہو اور رحمت کے فرشتے اُس کے ساتھ ساتھ ہوں کلام مجید کی تلاوت کرے، دلائل الخیرات کا ورد رکھے جو درود یاد ہو اُسے پڑھتا رہے۔ تسبیح یعنی سبحان اللہ تحمید یعنی الحمد للہ تہلیل یعنی لا الٰہ الا اللہ تکبیر یعنی اللہ اکبر کا وظیفہ جاری رکھے۔

جب ایک ورد سے طبیعت سیر ہونے لگے تو دوسرا ورد شروع کر دے۔ قصہ کہانی اور فضول باتوں میں وقت برباد نہ کرے، ہاں مسائل حج کا دیکھتے رہنا یا فضائل حرمین طیبین کا پڑھنا، سننا یا ذکر پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا سننا یہ بھی ذکر ہے اور ان سے فارغ ہو تو اس طرح کے مطالعہ اور شغل سے دل بہلائے غرض اس سے یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے جا رہا ہے اُسی کی یاد ہو سے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔۔۔ بسا کیں دولت از گفتار خیزد

فضل اجابت دعا

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ احادیث میں بکثرت دعا کے فضائل مذکور ہوئے ہیں۔ رب کی جناب میں بندے کی نیاز مندی اور عاجزانہ خواستگاری بے حد پسندیدہ ہے چند حدیثیں تبرکاً و ترغیباً اس باب میں بھی ذکر کی جاتی ہیں۔

امام بخاری اپنی تاریخ میں اور ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ اور نسائی اپنی صحاح میں طبرانی کتاب الدعا میں، حاکم مستدرک میں، نعمان ابن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ ثُمَّ تَلَا قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ الآیۃ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عین عبادت ہے پھر ثبوت میں آپ نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ تمھارا رب کہتا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

ترمذی و ابن ماجہ حضرت سلمان فارسی سے اور ابن حبان و حاکم حضرت ثوبان سے راوی

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ یعنی قضا کو رد کر دینے والی کوئی چیز سوائے دعا کے نہیں ہے۔

امام بخاری الادب المفرد میں ترمذی و ابن ماجہ اپنے سنن میں حاکم مستدرک میں امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ سے راوی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کسی کی عزت نہیں۔

ترمذی و حاکم سے روایت کہ مَنْ لَمْ یَسْأَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ یعنی جو بندہ خدا سے مانگتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

سمجھنے کی بات ہے کہ بندہ کے لئے ہر حال اور ہر مقام پر جب کہ دعا کرنا رحمت الٰہی کا اپنے اوپر نازل کرنا ہے تو ایسی حالت و کیفیت میں جب کہ حج و زیارت کا ولولہ ہو رب جلیل کا گھر ہو اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا آستانہ ہو کیا ایک لمحہ کے لئے بھی غفلت کرنا ہوشمندی کہی جاسکتی ہے؟

کتب احادیث میں ہر موقع ذ رہ کے لئے خاص خاص دعائیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے ان دعاؤں کو خوب اچھی طرح سمجھ کر حفظ کرے لیکن اس زمانہ میں جب کہ عربی سے بیگانگی روز افزوں ہو رہی ہے کم اشخاص ایسے ہونگے جنہیں ان ساری دعاؤں کا یاد کرنا میسر آسکے۔ اس نے ایک ایسی دعا جس میں جامعیت پائی جاتی ہے اور علما و فقہا نے اسے دعاء جامع کہا ہے اسی جگہ پر حدیث سے نقل کر دیتا ہوں تاکہ کم از کم یہی ایک چھوٹی سی دعا یاد کر لی جائے جس کا ہر موقع و محل پر پڑھ لینا کافی ہو۔

دعاء جامع | اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ

اگر کسی وجہ سے یہ دعا بھی یاد نہ ہو سکے تو ہر موقع و محل پر درود شریف کا پڑھنا کافی ہے اس خصوص میں صرف ایک حدیث جلیل کا روایت کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ ترمذی میں ابی بن کعب

سے مروی ہے عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ وَیُکَفَّرُ لَکَ ذَنْبُکَ

ابی ابن کعب کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ با عتبار دیگر وظائف میں آپ پر درود زیادہ تر بھیجتا ہوں۔ اب حضور ارشاد فرمائیں کہ درود شریف کی بہ نسبت دیگر اوراد کیا مقدار مقرر کروں حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر تم چاہو۔ میں نے عرض کیا کہ سارے وظائف کا چوتھائی ارشاد فرمایا جس قدر تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف ارشاد ہوا جس قدر تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی ارشاد ہوا جس قدر تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تو میرا سارا ورد صرف حضور پر درود بھیجنا ہی ہوگا ارشاد ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ تیرا کام بنا دیگا اور گناہ معاف فرمائے گا۔

اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا رہے اور اگر اس سے بھی محروم رہا تو صرف یَا اَللّٰہُ کا ورد جاری رکھے اگر اس میں بھی کوتاہی ہوئی تو وہ جانے اور اس کے رب کی رحمت۔

کم خوابی و کم خوری | یہ کون نہیں جانتا کہ شریعت محمدی نے مسلمانوں کو کم کھانے اور کم سونے کی طرف بہت ہی رغبت دلائی ہے تاکہ قوائے حیوانیہ کا ایسا غلبہ نہ ہونے پائے جو قوائے ایمانیہ کو مغلوب کرلیں لیکن اگر کوئی اس ہدایت پر وطن یا جائے اقامت میں عمل نہیں کرتا تو یہ ایک نقص ہے جس کے ہٹانے میں سستی کرتا ہے۔

لیکن حرمین طیبین میں جب تک قیام رہے جس طرح ہو سکے نفس کو قابو میں لائے اور

آدھے پیٹ سے کبھی زیادہ نہ کھائے۔ اسی طرح شب کے آخر حصے میں ضرور بیدار ہو اور اس بابرکت ساعت کو جسے حرمین کی مقدس زمین نے اور بھی پُرانوار بنادیا ہے ہرگز ہرگز سوکر نہ کھوئے۔

ساتویں ذی الحجہ سے اعمال حج شروع ہوکر بارہ ذی الحجہ کو ختم ہوجاتے ہیں۔ ان تاریخوں میں اور بھی کمر ہمت مضبوط باندھ کر کھانے اور سونے میں تقلیل کرے لیکن نہ اس افراط کے ساتھ کہ ضعف مانع عبادت واذکار ہوجائے یا کثرت بیداری سے دماغ میں خُشکی پیدا ہوجائے۔

خدا کے مقرب بندوں کا تجربہ ہے کہ اگر اخلاص وصدق نیت کے ساتھ سخت سے سخت کار خیر کا بھی عزم کرلیا جائے تو رحمت الٰہی اُس کے معین ہوکر اُسے فائز المرام کرتی ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَاُصَلِّيْ وَاُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

مواقیت

مواقیت لفظ میقات کی جمع ہے۔ اطراف مکہ کے وہ مقامات جہاں سے حج یا عمرہ کرنے والے کو بغیر احرام باندھے ہوئے آگے بڑھنا جائز نہیں انھیں اصطلاح شرع میں میقات کہتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں ایسے اشخاص جو میقات سے باہر رہتے ہیں اگر بغیر نیت حج وعمرہ کسی اور ضرورت سے مکہ معظمہ میں داخل ہونا چاہیں تو ان پر بھی احرام باندھنا واجب ہے۔ مکہ معظمہ کی جلالت وعظمت کا یہی اقتضا ہے کہ شخص احرام باندھ کر اس مقدس مقام پر حاضر ہو۔

ابن ابی شیبہ اور طبرانی وغیرہ میں بسند صحیح یہ حدیث مروی ہے کہ بغیر احرام باندھے ہوئے کوئی میقات سے آگے نہ بڑھے۔ اس حدیث جلیل نے یہ بتایا کہ حج وعمرہ کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ مطلقاً ہر ایک آفاقی جو بیرون میقات کا رہنے والا ہے اُسے

بغیر احرام باندھے ہوئے مکہ معظمہ کی طرف قدم نہ بڑھانا چاہیے اسی حدیث سے استناد کرتے ہوئے صاحب ہدایہ نے یہ مسئلہ تحریر فرمایا کہ اُسی مقدس مقام کی عظمت نے احرام واجب کردیا ہے آفاقی خواہ حج وعمرہ ادا کرنے کی غرض سے آئے یا کسی اور ضرورت سے داخل مکہ معظمہ ہو اس حکم احرام میں سب برابر ہیں۔

ہاں میقات میں داخل ہونے سے پہلے اگر احرام باندھ لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت ابن عمر نے بیت المقدس سے احرام باندھا اور عمران بن حصین نے بصرہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے شام سے احرام باندھا اور ابن مسعود قادسیہ سے احرام باندھ کر روانہ ہوئے۔

مدینہ طیبہ سے آنے والوں کے لئے میقات مقام ذُوالحُلَیفہ ہے (بضم حاے مہملہ و فتح لام) مکہ معظمہ سے یہ مقام دوسو ستائیس میل ہے۔

اہل عراق کا میقات ذات عِرق ہے (بکسر عین وسکون را) مکہ معظمہ سے تقریباً بیالیس میل پر یہ جگہ واقع ہے۔

اہل شام کا میقات جُحفہ ہے (جُحفہ بضم جیم وسکون حا) یہ ایک گاؤں ہے کہ مکہ معظمہ سے اس کا فاصلہ بیالیس میل ہے دوسرا نام اس کا مَہیَعہ ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے جو ایک خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ کے بارہ میں منقول ہے اس میں جحفہ کا دوسرا نام مہیعہ بتایا گیا ہے۔

اہل نجد کا میقات قَرن ہے (قرن بفتح قاف وسکون را) یہ مقام بھی مکہ معظمہ سے بیالیس میل بعید ہے یہ وہ قرن نہیں ہے جس کی طرف حضرت اویس قرنی کی نسبت ہے۔ حضرت اویس کی نسبت جس قرن کی طرف ہے وہ یمن کا ایک گاؤں ہے اور یہ قرن جو میقات اہل نجد کا ہے یہ طائف کے پاس ہے اسے قرن المنازل بھی کہتے ہیں۔

اہل یمن کا میقات کوہ یَلَملَم ہے (یلملم بفتح یا وہردو لام مفتوح وہردو میم ساکن)

مکہ مکرمہ سے یلملم[۹] بیالیس میل کی راہ پر ہے۔ اہل ہند کا میقات اسی یلملم کا محاذ ہے۔ بحری سفر کرنے والوں کا گزر جب کہ عین میقات سے نہ ہو تو میقات کا محاذ اُن کے حق میں میقات کا حکم رکھتا ہے۔ دنیا کے کسی گوشہ سے اگر بہ ارادۂ مکہ معظمہ سفر کیا جائے تو مقامات خمسہ مذکورۂ بالا سے یا اُن کے محاذ سے گزرنا ضرور ہوگا اسی لئے شارع علیہ السلام نے انھیں پانچ مقامات کو میقات مقرر فرمایا۔

لیکن اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کوئی شخص ایسے راہ سے آیا کہ نہ میقات پر اُس کا مرور ہوا نہ اُس کے محاذ سے وہ گزرا تو اُسے وہاں پہنچکر احرام باندھ لینا چاہیئے جس جگہ سے مکہ معظمہ دو منزل رہ جائے۔

میقات میں سکونت اور وطن کا لحاظ نہیں ہے بلکہ اُس مقام کا لحاظ ہے جس سے اب مرور اور گزر ہوگا۔ مثلاً ہندوستان سے مکہ معظمہ جانے والا قافلہ معمولاً کامران سے گزرتا ہوا براہ جدہ داخل حرم شریف ہوتا ہے اس راہ میں یلملم کا محاذ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ہندیوں کا میقات ہے اور وہ احرام اسی جگہ سے باندھتے ہیں لیکن اگر ہندوستان کا باشندہ سیر و سیاحت کرتا ہوا شام یا عراق یا مدینہ طیبہ پہنچ جائے اور وہاں سے مکہ معظمہ کا ارادہ کرے تو اُس کا میقات اب یلملم نہیں ہے بلکہ جحفہ یا ذات عرق یا ذوالحلیفہ ہے۔

بخاری و مسلم میں تعیین میقات کی جو روایت حضرت ابن عباس سے مروی ہے اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات قرار دیا ہے اور اہل شام کے لئے میقات جحفہ کو مقرر فرمایا۔ لیکن مسلم شریف میں وہ حدیث جو حضرت جابرؓ سے منقول ہے اُس میں اس کی تصریح ہے کہ اہل مدینہ جب براہ شام مکہ میں داخل ہوں تو پھر اُن کا میقات ذوالحلیفہ نہیں بلکہ جحفہ ہے۔ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ آنے والوں کے لئے دو راستے تھے ایک ذوالحلیفہ ہوکر اور دوسرا براہ جحفہ حضرت جابر کی روایت نے اس مسئلہ کو بالکل واضح کر دیا کہ میقات میں وطن کا لحاظ نہیں بلکہ مرور و گزر کا ہے۔

مقامات مذکورہ اُن کے احرام باندھنے کی جگہیں ہیں جو میقات سے باہر رہتے ہیں اور جنھیں اصطلاح شریعت میں آفاقی کہتے ہیں۔ لیکن وہ آبادیاں[۱۰] جو میقات کے اندر ہیں اُن کا وہی حکم ہے جو اہل مکہ کا حکم ہے یعنی حج کا احرام وہ اُسی جگہ سے باندھیں گے جہاں وہ آباد ہیں عام ازیں کہ وہ مقام حل ہو یا داخل حرم ہو۔ ہاں عمرہ کے لئے البتہ انھیں حل میں پہونچکر احرام باندھنا ضروری ہے۔

حضرت[۱۱] ابن عباس کی روایت میں یہ نص صریح موجود ہے کہ جو میقات کے اندر رہتا ہے اُس کے احرام باندھنے کی جگہ اُس کا مقام سکونت ہے۔ یہاں تک کہ اہل مکہ حج کا احرام مکہ ہی سے باندھیں گے۔

حجۃ[۱۲] الوداع کی حدیث بتاتی ہے کہ ایک کثیر جماعت صحابہ کرام کی جنھوں نے عمرہ سے فراغت پاکر احرام کھول دیا تھا یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو اُنھوں نے حج کا احرام مکہ ہی سے باندھا اور پھر منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔

عمرہ[۱۳] کے لئے حل میں جاکر احرام باندھنا ضروری ہے اس کا ثبوت اُس حدیث جلیل سے ہوتا ہے جو بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ انھیں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مکہ سے تنعیم جائیں اور وہاں سے ادائے عمرہ کے لئے احرام باندھ کر مکہ معظمہ آئیں۔

(۱) لا یجاوز احد المیقات الا محرما	(۱) بغیر احرام باندھے ہوئے کوئی میقات سے آگے نہ بڑھے۔
(۲) لان وجوب الاحرام لتعظیم هذه البقعة الشریفة فیستوی فیه الحاج والمعتمر وغیرهما (ھدایہ)	(۲) اس مقدس مقام کی عظمت نے احرام واجب کر دیا ہے حج کرنے والا عمرہ ادا کرنے والا اور ان دونوں کے سوا سب اس حکم میں برابر ہیں (ھدایہ)

(۳) فان قدم الاحرام علی هذه المواقیت جاز (ہدایہ)

(۳) میقات میں داخل ہونے سے پیشتر احرام باندھنا جائز ہے (ہدایہ)

(۴) روی عن ابن عمر انه احرم من بیت المقدس وعمران بن حصین من البصرة وعن ابن عباس رضی الله عنهما انه احرم من الشام وابن مسعود من القادسیة (فتح القدیر)

(۴) حضرت ابن عمر نے بیت المقدس سے اور عمران بن حصین نے بصرہ سے اور ابن عباس نے شام سے اور ابن مسعود نے قادسیہ سے احرام باندھا رضی اللہ عنہم اجمعین (فتح القدیر)

(۵) (الف) والمواقیت التی لا یجوز ان یجاوزها الانسان الا محرما خمسة لاهل المدینة ذوالحلیفه ولاهل العراق ذات عرق ولاهل الشام جحفه ولاهل نجد قرن ولاهل الیمن یلملم (ہدایہ)

(۵) (الف) مواقیت جن سے بغیر احرام باندھے ہوئے کسی کو آگے بڑھنا جائز نہیں ہے وہ پانچ ہیں اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل عراق کے لئے ذات عرق اور اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن اور اہل یمن کے لئے یلملم۔ (ہدایہ)

(ب) کل واحد من هذه المواقیت وقت لاهلها ولمن مر بها من غیر اهلها (عالمگیری)

(ب) یہ پانچ مقامات احرام باندھنے کی جگہ اہل مدینہ، عراق، شام، نجد اور یمن کے ہیں۔ اسی طرح وہ جو ان مقامات یعنی مدینہ، عراق وغیرہ کے باشندے تو نہیں مگر انہیں میقات سے گزرتے ہیں احرام باندھیں

(۶) ومن حج فی البحر فوقته اذا حاذی موضعا من البر لا یجاوزه

(۶) جو سفر حج بحری راہ سے طے کر رہا ہے اُس کا میقات محاذی اُس مقام کا جو خشکی پر میقات ہے جب

الا محرما (عالمگیری)

وہاں پہونچے تو بغیر احرام آگے نہ بڑھے (عالمگیری)

(۷) فان لم یکن بحیث یحاذی فعلی مرحلتین الی مکه (عالمگیری)

(۷) لیکن اگر کسی میقات کا محاذی نہ ہو تو پھر وہاں پہنچکر احرام باندھے جہاں سے مکہ دو منزل ہو۔ (عالمگیری)

(۸) وقت رسول الله صلی الله علیه وسلم لاهل المدینه ذا الحلیفة ولاهل الشام الجحفة (متفق علیہ)

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کا ذوالحلیفہ اور اہل شام کا جحفہ میقات مقرر فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

(۹) عن جابر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مهل اهل المدینة من ذی الحلیفة والطریق الآخر الجحفة ومهل اهل العراق من ذات عرق ومهل اهل نجد قرن ومهل اهل الیمن یلملم (مسلم شریف)

(۹) حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل مدینہ کا میقات ذوالحلیفہ ہے لیکن اگر اہل مدینہ شام کی راہ سے آئیں تو اُن کا میقات جحفہ ہے اور اہل عراق کا ذات عرق، اہل نجد کا قرن اور اہل یمن کا یلملم ہے (مسلم شریف)

(۱۰) من کان داخل المواقیت او فی نفس المواقیت فوقته الحل معلوم اذا کان داخل المواقیت الذی هو الحل اما اذا کان ساکنا فی ارض الحرم فمیقاته کمیقات اهل مكة وهو الحرم فی الحج والحل فی العمرة (فتح القدیر)

(۱۰) جو میقات کے اندر یا عین میقات کے رہنے والے ہیں اُن کے احرام باندھنے کی جگہ اگر وہ حل میں ہیں تو حل ہی ہے۔ لیکن اگر حرم کے رہنے والے ہیں تو اُن کا میقات مثل میقات اہل مکہ ہے اور وہ حج کے لئے حرم عمرہ کے لئے حل ہے۔ (فتح القدیر)

(۱۱) فمن كان دونهن فمهلّه من اهله وكذالك كذالك حتى اهل مكة يهلّون منها

(بخاری ومسلم)

(۱۱) جو میقات کے اندر رہتا ہو اُس کے احرام باندھنے کی جگہ وہی ہو جہاں وہ رہتا ہو اور ایسا ہی اور ایسا ہی یہاں تک کہ اہل مکہ احرام مکہ ہی سے باندھینگے۔ (صحیحین)

(۱۲) فلما كان يوم التروية توجهوا الى منى فاهلوا بالحج

(رواہ مسلم عن جابر بن عبداللہ)

(۱۲) جب آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی ہوئی تو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور حج کا احرام باندھا (مسلم)

(۱۳) عن عائشة قالت بعث معى عبد الرحمٰن بن ابى بكر وامرنى ان اعتمر مكان عمرتى من التنعيم

(متفق علیہ)

(۱۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ میرے حقیقی بھائی عبدالرحمٰن کو روانہ فرمایا اور مجھے ارشاد ہوا کہ تنعیم پہنچکر میں عمرہ کے لئے احرام باندھوں اور مکہ معظمہ آکر عمرہ اپنا ادا کروں (بخاری ومسلم)

احرام اور اُس کا طریقہ

یہ تو معلوم ہو چکا کہ مسلمانان ہند کے لئے میقات یلملم کا محاذ ہے. جہاز جب کامران سے گزرتا ہے اور جدہ دو یا تین منزل رہ جاتا ہے اُس وقت جہاز والے حجاج کو اطلاع دیتے ہیں کہ میقات قریب آپہنچا احرام کے لئے تیار ہو جائیں۔

زائر بیت اللہ شریف کو چاہیئے کہ یلملم آنے سے پیشتر تیار و مستعد ہو جائے تاکہ عین وقت پر دل پراگندگی سے اور وقت برباد ہونے سے محفوظ رہے۔

احرام باندھنے سے قبل ناخن کتریں، موئے زیر ناف اور بغل کے بال صاف کریں،

مونچھ ترائیں اس لئے کہ حالت احرام میں ناخن کترنا بال مونڈنا جرم ہے اگر چاہیں سر کے بھی بال منڈائیں۔ تگہداشت کی زحمت سے فراغت ہو جائیگی۔

اصلاح وخط سے فارغ ہو کر اچھی طرح بدن مل کر نہائیں۔ سر کے بال اگر منڈائے نہیں ہیں تو خوشبو تیل ڈال کر کنگھی کریں، ڈاڑھی میں بھی تیل ڈال کر شانہ کشی کریں۔ بدن پہ خوشبو ملیں اُس خوشبو میں اگر مشک کی بھی آمیزش ہو تو یہ احسن واطیب ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام سے قبل جس خوشبو کا استعمال فرمایا تھا اُس میں مشک کی بھی آمیزش تھی۔

اب کہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو چکے مرد سلا ہوا کپڑا اُتار ڈالیں اور بغیر سلی ہوئی ایک چادر کا تہ بند باندھیں اور ایک چادر کندھوں سے اوڑھ لیں یہ دونوں چادریں پاک ہوں۔ دُھلی ہوئی ہوں اور اگر نئی ہوں تو دُھلی سے افضل ہیں۔

احرام کا جامہ پہنکر اب دو رکعت نماز بہ نیت احرام ادا کریں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھیں سلام پھیر کر حج یا عمرہ یا دونوں کی جسے اصطلاح شرع میں قران کہتے ہیں، ان میں سے جس کا ارادہ ہو اُس کی نیت زبان سے بھی کریں۔ پھر لبیک کا کلمہ مرد باآواز بلند پکاریں مگر نہ اس قدر بلند جو چیخنا اور گرجنا ہو جائے اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آہستہ درود بھیجیں اور دعا مانگیں۔

یہ صدائے لبیک مفرد اور قارن اُس وقت تک جاری رکھے گا جب تک رمی جمرۂ عقبہ سے دسویں تاریخ فارغ نہ ہو۔ ہاں متمتع اور معتمر حجر اسود کا پہلا بوسہ لیتے ہی لبیک چھوڑ دے گا۔ اس وقت سے لبیک کی کثرت رکھیں بلندی پر چڑھتے ہوئے پستی میں اُترتے ہوئے سواری جب مڑے، قافلہ جب ملے، صبح جب طلوع ہو اور ہر فرض نماز ادا کرنے کے بعد سواری سے لبیک کہتا ہوا اُترے اور جب سوار ہو تو لبیک کہے۔

بعد دوگانۂ احرام لبیک پکارتے ہی احرام کامل وتمام ہو گیا۔ اب بہت سے مباحات

حرام ہوگئے۔ اور بہت مباح مکروہ ہو گئے۔

یہی حکم عورتوں کے لئے ہے اور یہی طریقہ اُن کے احرام کا ہے لیکن تین مسئلوں میں اُن کا حکم خاص ہے۔ عورت سلا ہوا کپڑا جس طرح کہ قبل احرام پہنتی تھی اب بھی پہنیگی۔ ہاں زعفران کسم یا اسی جیسی خوشبو گھاس ورس کا رنگا ہوا کپڑا نہ ہو جس کی خوشبو کی لپٹ لوگوں کو متوجہ کرے۔

عورت کے لئے سر کھولنا یا بالوں کا اس طرح کھلا رکھنا کہ نامحرم کی نظر اس پر پڑے یوں بھی حرام ہے اب حالت احرام میں اور بھی واجب ہوا کہ سر کے بال چھپے رہیں۔

عورت بعد احرام اپنا چہرہ کھلا رکھے گی۔ نامحرم کے سامنے پنکھے وغیرہ سے آڑ کرلے یا چادر منھ کے سامنے اس طرح لے آئے کہ کپڑا چہرے سے ملنے نہ پائے۔

حالت احرام میں مرد اپنا سر کھلا رکھے گا۔ سر پر کپڑا ڈالنا یا بالوں کا چھپانا مرد کے لئے جرم ہے۔ عورت اپنا چہرہ کھلا رکھے گی۔ منھ اس طرح چھپانا کہ کپڑا چہرے سے لپٹ جائے اس کے لئے جرم ہے۔

عورت لبیک آہستہ کہے گی آواز بلند کرنا اس کے لئے منع ہے اتنی آواز سے لبیک کہے کہ صدا اپنے کانوں تک آجائے، نامحرم کے کانوں تک اس کی آواز ہرگز نہ جانے پائے۔

(۱) ویستحب کمال التنظیف من قص الاظفار والشارب وحلق الابطین والعانۃ والرأس لمن اعتادہ من الرجال والا فتسریحہ وازالۃ الشعث والوسخ عنہ وعن بدنہ بغسلہ بالخطمی والاشنان ونحوھما (عالمگیری)

(۱) کمال نظافت کے خیال سے ناخن اور مونچھ کترنا، بغل اور زیر ناف کے بال مونڈنا مستحب ہے۔ اگر عادی سر منڈانے کا ہے تو سر بھی منڈائے ورنہ کنگھی کرکے بالوں کو سلجھائے تاکہ بالوں میں سے میل کچیل نکل جائے اور اُن کی اُلجھن دور ہو خطمی اور اشنان مل کر بدن سے بھی میل دور کرے۔ (عالمگیری)

(۲) واذا اراد الاحرام اغتسل او توضأ والغسل افضل ولبس ثوبین جدیدین او غسیلین ازارا ورداء ومس طیبا وصلی رکعتین وقال اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی ثم یلبی عقیب صلوٰۃ (قدوری)

(۲) احرام کا جب ارادہ ہو تو نہائے یا وضو کرے اور نہانا افضل ہے دو نئے یا دھلے کپڑے پہنے جن میں سے ایک تہبند اور دوسرا چادر ہو۔ خوشبو ملے دو رکعت پڑھے اور حج کی نیت کرکے نماز کے بعد لبیک پکارے۔ (قدوری)

عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم تجرد لاھلالہ واغتسل (رواہ الترمذی والدارمی)

ترمذی و دارمی میں زید بن ثابت سے یہ روایت مروی ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے ارادہ احرام کا فرمایا تو جسم مقدس سے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ بعد ما ترجل وادھن ولبس رداءہ وازارہ ھو واصحابہ الخ (بخاری)

ابن عباس سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ سے بغرض ادائے حج جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو بالوں میں کنگھی فرمائی تیل ڈالا اور ایک تہبند باندھا اور ایک چادر اوڑھ لی یہی آپ کا اور آپ کے اصحاب کا لباس تھا (بخاری)

(۳) طیب بدنہ ان کان عندہ لا ثوبہ (رد المحتار)

(۳) اگر خوشبو پاس ہو تو بدن پر ملے کپڑے میں نہ لگائے۔ (رد المحتار)

(۴) عن عائشۃ کنت اطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یحرم بطیب فیہ مسک (صحیحین)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ احرام باندھنے سے قبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگایا کرتی تھی جس میں مشک کی آمیزش ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

(۵) والجديد والغسيل في هذا المقصود سواء غير ان الجديد افضل لقوله صلى الله عليه وسلم لابي ذر رضي الله عنه تزين لعبادة ربك (مبسوط)

(۵) نئے اور دھلے احرام کے لئے دونوں برابر ہیں بجز اس کے کہ نیا افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کے لئے آراستگی اختیار کر (مبسوط)

(۶) ثم يصلي ركعتين ويقرأ فيهما بما شاء وان قرأ في الركعة الاولى بفاتحة الكتاب وقل يا ايها الكافرون وفي الثانية قل هو الله احد تبركا بفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو افضل (عالمگیری)

(۶) پھر دو رکعتیں پڑھے اور جو چاہے قرآن کی سورۃ اس میں تلاوت کرے اور اگر تبرکاً پہلی میں بعد فاتحہ قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں بعد فاتحہ قل ہو اللہ پڑھے کہ ان دونوں سورتوں کا ان دو رکعتوں میں پڑھنا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو یہ افضل ہے (عالمگیری)

(۷) ويستحب في التلبية كلها رفع الصوت من غير ان يبلغ الجهد في ذالك (عالمگیری)

(۷) ہر وقت تلبیہ بلند آواز سے کہنا مستحب ہے۔ مگر نہ گلا پھاڑ کر (عالمگیری)

فقال يا رسول الله اي الحج افضل قال العج والثج (ابن ماجه وفي شرح السنة)

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سا حج افضل ہے آپ نے فرمایا جس میں لبیک کی صدا بلند آواز سے پکاریں اور قربانیاں کریں۔ (ابن ماجہ وشرح سنہ)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاني جبريل فامرني ان آمر اصحابي ان يرفعوا اصواتهم بالاهلال او التلبية (مالك والترمذي وابوداؤد والنسائي)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ اپنی آواز لبیک کہنے میں بلند کریں۔ (مالک، ترمذی، ابوداؤد ونسائی)

(۸) ثم اذا لبى صلى على النبي المعلم للخيرات ودعا بما شاء الا انه يخفض صوته

(۸) لبیک کہنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہر طرح کی نیکیاں ہم کو سکھائیں، درود بھیجے اور

اذا صلى عليه (عالمگیری)

دعا مانگے مگر درود بھیجنے میں آواز آہستہ ہو (عالمگیری)

(۹) ويكثر التلبية ما استطاع في ادبار المكتوبات وكلما لقي ركبا او علا شرفا او هبط واديا وبالاسحار وحين استيقظ من منامه او استعطف راحلته وعند كل ركوب ونزول (عالمگیری)

(۹) حتی الامکان لبیک کی کثرت کرے فرض نمازوں کے بعد قافلہ سے ملتے وقت بلندی پر چڑھتے ہوئے پستی میں اترتے ہوئے، صبح کے وقت خواب سے بیدار ہو کر جب سواری موڑے، سوار ہوتے ہوئے اس سے اترتے ہوئے۔ (عالمگیری)

(۱۰) اما النساء فيباح لها لبس المخيط بل اولى لان عليها التستر ابلغ الوجوه وتغطي راسها وشعر راسها من العورة فكشفها حرام ولا تخمر وجهها وتخمر الوجه حرام عليها (اركان اربعه)

(۱۰) عورتوں کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا جائز بلکہ بہتر ہے اس لئے کہ پردہ پوشی سلے کپڑے میں بہت اچھی ہوتی ہے اور اسے سر بھی ڈھانکنا ہوگا۔ اس لئے کہ عورت کا سر اور اس کے سر کا بال بھی عورت ہے اس کا کھولنا حرام ہے۔ منہ اپنا نہ چھپائے گی اس لئے کہ منہ دوپٹے سے چھپانا اس پر حرام ہے۔ (ارکان اربعہ)

(۱۱) والمرأة لا تكشف راسها لانه عورة وتكشف وجهها لقوله عليه السلام احرام المرأة في وجهها ولو سدلت شيئا على وجهها وجافته عنه جاز ولا ترفع صوتها بالتلبية لما فيه من الفتنة (هدايه)

(۱۱) عورت اپنا سر نہ کھولے گی اور منہ کھلا رکھے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کا چہرہ کھلا رکھنا ہے اگر کوئی کپڑا چہرے سے ہٹا ہوا لٹکائے تو یہ جائز ہے۔ لبیک کہنے میں آواز بلند نہ کرے رفع صوت میں عورت کے لئے فتنہ ہے (ہدایہ)

عن ابن عمر انه سمع رسول الله

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نھی النساء فی احرامھن عن القفازین والنقاب وما مس الورس والزعفران من الثیاب الخ (ابوداؤد)

علیہ وسلم نے عورتوں کو منع فرمایا ہے کہ حالت احرام میں وہ قفاز نہ پہنیں یا اپنے چہروں کو نقاب سے چھپائیں یا ایسا کپڑا پہنیں جو زعفران یا ورس میں رنگا گیا ہو (ابوداؤد)
(قفاز ہاتھوں کی پوشش ہے اور بعضوں کے نزدیک زیور کی ایک قسم ہے)

عن عائشہ قالت کان الرکبان یمرون بنا ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرمات فاذا جاوزوا بنا سدلت احدانا جلبابھا من راسھا علی وجھھا فاذا جاوزنا کشفناہ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم یعنی ازواج مطہرات احرام باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے سوار مسافر جب ہم میں سے کسی کے مقابل سے گزرتے تو ہم سر کے اوپر سے چادر سرکا کر چہرے کی آڑ کر لیتے تھے جب وہ آگے بڑھ جاتے تو پھر ہم چہرہ کھول دیتے تھے (ابوداؤد)

نیت اور تلبیہ

حج کی نیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی

اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے لئے حج کی ادائیگی آسان فرمادے اور مجھ سے اس عبادت حج کو قبول بھی فرمالے خالص اللہ کے لئے میں نے حج کی نیت کی۔

عمرہ کی نیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی

اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے لئے عمرہ کی ادائیگی آسان فرمادے اور مجھ سے اس عبادت عمرہ کو قبول بھی فرمالے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے میں نے عمرہ کی نیت کی۔

قران کی نیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی

اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں عبادتوں کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے لئے حج اور عمرہ کی ادائیگی آسان فرمادے اور مجھ سے اس عبادت حج وعمرہ کو قبول بھی فرمالے میں نے خالص اللہ کے لئے حج وعمرہ کی نیت کی۔

تلبیہ یعنی لبیک یہ ہے لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِیْكَ لَكَ

میں خدمت میں حاضر ہوں الٰہی میں تیری خدمت میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں میں خدمت میں حاضر ہوں بیشک سب تعریف تیرے ہی لئے ہے اور ساری نعمتیں تیری ہی ہیں اور ساری بادشاہی تیری ہی ہے تیرا کوئی بھی شریک وساجھی نہیں۔

محرم کو جن باتوں سے پرہیز چاہئے

زائر بیت اللہ نے جب احرام باندھ کر لبیک کہا تو سات چیزیں ایسی کہ احرام سے قبل جائز ومباح بلکہ ان میں سے بعض مستحب تھیں اب محرم پر بعض صورتوں میں حرام اور بعض میں مکروہ ہو گئیں۔

خوشبو یا تیل کا استعمال، سلا ہوا کپڑا پہننا، بال مونڈنا، ناخن کترنا، عورت سے ہمکناری وہم آغوشی اور اس کے دواعی، شکاری جانور جو خشکی میں رہتے ہیں اُن کا شکار کرنا۔

امور متذکرۂ بالا کا صدور محرم سے قصداً ہو یا سہواً بیداری میں ہو یا حالت خواب میں خوشدلی سے ہو یا بکراہ کفارہ ہر حال میں ادا کرنا ہوگا۔ بعض کا کفارہ قربانی ہے اور بعض کا صدقہ، فقہا جہاں کفارہ میں دم کا لفظ کہتے ہیں اُس سے مراد ایک بھیڑ یا بکری ہے اور لفظ صدقہ سے مراد وہ مقدار غلہ جو صدقۂ عید الفطر میں متعین ہے۔ کفارہ میں مفرد پر جہاں ایک دم

یا ایک صدقہ ہے قارن پر دو ہیں۔

صدقۂ عید اور صدقۂ جرائم حج میں صرف اس قدر فرق ہے کہ عید کا ایک صدقہ چند مسکینوں پر تقسیم کر سکتے ہیں لیکن کفارہ کا ایک صدقہ ایک ہی مسکین کو دیں گے۔

جرم اگر بیماری یا سخت ناقابل برداشت گرمی یا سردی وغیرہ کے باعث ہوا یا خواب میں غافل تھا اور اسی غفلت میں کوئی جرم ہو گیا یا سہو سرزد ہوا تو اسے غیر اختیاری کہیں گے۔ اُسے اجازت ہے کہ کفارہ میں بجائے قربانی چھ مسکینوں پر تین صاع گیہوں بحساب فی مسکین نصف صاع صدقہ کر دے یا اگر اُس کی مالی حالت صدقہ کا بھی تحمل نہیں کر سکتی ہے تو پھر تین روزہ رکھے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

اگر وہ جرم غیر اختیاری ایسا ہے کہ اُس کا کفارہ ایک ہی صدقہ یعنی نصف صاع گیہوں ہے تو عدم استطاعت کے وقت بعوض صدقہ ایک روزہ رکھ لے۔

لیکن جب ان منہیات کا ارتکاب جان بوجھ کر قصداً ہوا ہو تو یہ جرم اختیاری ہے اس کا وہی کفارہ دینا ہوگا جو شریعت نے مقرر کیا ہے اسی کے ساتھ گستاخی و شوخی کا جرم اُس پر قائم رہا۔ اس کے لئے توبہ و استغفار کرے۔ اختیاری اور غیر اختیاری میں بس اسی قدر فرق ہے تفصیل کے لئے مبسوط اور ردالمحتار دیکھنا چاہیئے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔

خوشبو کا استعمال

(۱) عالمگیری نے طیب یعنی خوشبو کی تین قسمیں قرار دے کر ہر ایک کا حکم علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اولاً خالص خوشبو جیسے مشک، عنبر، کافور، زعفران، لونگ، الائچی وغیرہ۔ ان کا کھانا، جائے احرام یا دوسرے زیر صرف کپڑے میں ان کا باندھنا کہ اس میں اُس کی خوشبو آجائے یا جسم پر ملنا حرام ہے۔ جرم ہے کثیر مقدار پر دم اور قلیل مقدار پر صدقہ واجب ہوگا۔

(۲) دوسرے وہ کہ خالص خوشبو نہ ہو مگر خوشبو کا اصل ہو یعنی خالص خوشبو کو اپنے میں جذب کر کے اُسی کی خوشبو دے جیسے زیتون اور کنجد اگر ان کا تیل دوا کے طور پر استعمال کیا گیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر تیل کا مصرف ان سے لیا گیا۔ مثلاً بالوں میں ڈالا یا جسم پر محض تدھین کی غرض سے ملا تو انھیں خوشبو کا حکم دیا جائے گا۔ اور کفارہ میں دم دینا واجب ہوگا۔

(۳) تیسری وہ کہ نہ باعتبار ذات خالص خوشبو ہو نہ خوشبو کا اصل ہو۔ روغن محض ہو جیسے چربی، گھی وغیرہ ان کا کھانا بدن پر ملنا جائز ہے۔ صاحب ردالمحتار روغن مغزیات کو اسی تیسری قسم میں داخل کرتے ہیں مثلاً روغن کدو، کاہو اور بادام وغیرہ ان کا استعمال ہر طرح جائز ہے بغرض توضیح خوشبو سے متعلق چند جزئیات ذیل میں درج ہیں:

جزئیات

۱۔ تھوڑے سے عضو پر بہت سی خوشبو لگائی یا تھوڑی سی خوشبو جسم کے بڑے عضو (مثل ران یا پنڈلی) پورے پر لگائی ان دونوں صورتوں میں قربانی واجب ہوئی۔

۲۔ تھوڑی خوشبو تھوڑے حصہ عضو میں لگائی تو ایک صدقہ دے۔

۳۔ ایک جلسے میں کتنے ہی بدن پر خوشبو لگائے ایک جرم اور مختلف جلسوں میں تو ہر بار نیا جرم مثلاً سر سے پاؤں تک سارے بدن پر ایک ہی نشست میں خوشبو کی مالش کی تو یہ ایک جرم ہے۔ خواہ مقدار خوشبو کی قلیل ہو یا کثیر ایک قربانی واجب ہوگی لیکن صبح کو پیٹھ پر ملا دوپہر کو ران پر مالش کی سہ پہر کو پنڈلی پر لگائی تو یہ تین جرم ہوئے۔ تین قربانیاں واجب ہوئیں۔

۴۔ مرد نے مہندی سر پر ایسی لگائی کہ بال نہ چھپے تو ایک جرم کفارہ میں ایک قربانی لیکن ایسی گاڑھی مہندی سر پر تھوپی کہ بال سر کے چھپ گئے اور چار پہر اسی حال میں

گزرگئے تو یہ دو جرم ہوئے۔ اولاً طیب کا استعمال ثانیاً سر کا چھپانا دو قربانیاں واجب ہوئیں۔ لیکن گاڑھی مہندی چار پہر سے کم سر پر رہی تو استعمال خوشبو کے جرم میں قربانی اور سر چھپانے کے جرم میں ایک صدقہ۔

عورت اگر سر پر مہندی لگائے خواہ پتلی ہو یا گاڑھی چار پہر سر پر رکھے یا اس سے کم ہر حال میں اس پر ایک جرم ہے اور کفارہ میں ایک قربانی۔ اس لئے کہ سر چھپانا عورت کے لئے جرم نہیں ہے۔ صرف استعمال خوشبو کا جرم پایا گیا۔ اس لئے ایک ہی قربانی اُس پر واجب ہوئی۔ یہی حکم عورت کے ہاتھوں میں مہندی لگانے کا ہے۔ خوشبو کا استعمال ہوا قربانی واجب ہوئی۔ ہاتھ چھپانا کوئی جرم نہیں ہے۔

۵ - تھوڑی سی خوشبو بدن کے متفرق حصوں پر لگائی اگر ان حصص کا مجموعہ ایک بڑے عضو کے برابر ہو جائے تو کفارہ میں قربانی ورنہ صدقہ۔

۶ - خالص خوشبو کی چیز اس مقدار میں کھائی کہ مُنھ کے اکثر حصے میں لگ گئی قربانی واجب ہوئی۔ ورنہ صدقہ۔

۷ - کھانے کی ایسی چیز جو پکا کر کھائی جاتی ہے اُس میں خالص خوشبو ڈالی گئی اور اُسے پکایا گیا۔ طبخ اُس میں تغیر پیدا کر دے گا۔ محرم کو اُس غذا کا کھانا جائز ہے اگرچہ خوشبو اُس کھانے میں سے آرہی ہو۔ لیکن اگر اُسے ایسی جنس طعام میں ملایا ہے جو پکائی نہیں جاتی تو اگر مقدار خوشبو مغلوب ہے اور مقدار طعام غالب تو اس کا کھانا بھی جائز البتہ اگر باوجود مغلوب ہونے کے بھی اُس کی خوشبو صاف محسوس ہو رہی ہو تو مکروہ ہے اور اگر خوشبو کا حصہ غالب اور ماکول کا حصہ مغلوب ہو تو کھانا ناروا اور جرم پھر کھا لینے پر قربانی واجب۔

۸ - اگر مشروبات میں خوشبو کی آمیزش کی گئی اور مقدار خوشبو غالب ہے تو قربانی واجب ہوئی، ورنہ صدقہ۔ لیکن اگر اسی مغلوب خوشبو کا مشروبات میں باربار استعمال ہوا تو

پھر قربانی واجب ہوگی۔

۹ - سرمہ خوشبو میں بسا ہوا اگر آنکھوں میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ لگایا گیا تو صدقہ واجب ہے اور اگر تین مرتبہ استعمال ہوا تو قربانی۔

۱۰ - خوشبو پھل مثل سیب، نارنگی، لیمو وغیرہ یا خوشبو پتہ مثل پودینہ، کشنیز سبز یا خوشبو گھاس مثل خس وغیرہ سونگھنا کسی طرح کا کفارہ تو واجب نہیں کرتا مگر مکروہ ہے احتراز چاہئے۔

فقیر بنوا اپنے سُنّی بھائیوں سے نہایت نیازمندانہ یہ التماس پیش کرتا ہے کہ تمباکو کے استعمال سے حالت احرام میں پرہیز کریں۔ علی الخصوص سگار اور سگریٹ وغیرہ۔

اس دور ایام میں تمباکو کی یہ ہمہ گیری ہے کہ ایک بادشاہ فرماں روا اور ایک بھیک مانگنے والا گدا ایک متورع عالم اور ایک رند بیباک ایک صوفی با اوقات اور ایک غافل مست خور و خواب ہر ایک اس کا مبتلا پایا جاتا ہے۔ الاماشاءاللہ۔ کوئی کھاتا ہے کوئی پیتا ہے کوئی سونگھتا ہے کسی نہ کسی طرح اس کا گرفتار ضرور ہے۔

ہر طبقہ اور ہر مزاج میں چونکہ تمباکو کی رسائی ہے اس لئے اس میں تنوعات گوناگوں بھی پیدا ہو گئے۔ قوام گولی، زردہ زعفرانی اور زردہ مشکی وغیرہ۔

ان کے اعلیٰ قسموں میں خالص خوشبو کافی مقدار میں ملائی جاتی ہے پھر خوشبو ملا کر انھیں طبخ بھی نہیں دیا جاتا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ زعفران، لونگ، الائچی، سنبل الطیب اور مشک باوجود غالب مقدار اور بقائے طیب تمباکو میں مل کر کیوں کر جائز و مرخص ہو نگے۔

تمباکو کشیدنی کا یہ حال ہے کہ پینے والے کا منھ تمباکو سے بس جاتا ہے اور ایسے اشخاص جو تمباکو نہیں پیتے ہیں اُن کے سامنے تمباکو پی کر اگر گفتگو کی جائے تو منھ کا رائحہ انھیں تکلیف دیتا ہے۔ سخت ناگوار گزرتا ہے۔ سگار و سگریٹ کا تعفن اس سے بھی بدتر ہے۔

انصاف شرط ہے کہ قصداً منھ میں بدرائحہ پیدا کر کے بوسہ گاہ نبوی کو چومنا بیت اللہ شریف میں جا کر تسبیح و درود پڑھنا کہاں تک شرط ادب کی بجا آوری ہے۔ وہ علمائے کرام جو تمباکو

پینے کو جائز سمجھتے ہیں وہ بھی کراہت تنزیہی کے قائل ہیں پھر یوں ہی سمجھ لیجئے کہ مکروہ تنزیہی ہے جب بھی اس کا ترک اس کے فعل سے بہر وقت اولیٰ ہوگا چہ جائے کہ حالت احرام اور حرم بیت اللہ

سُنّی بھائیو! سگار سگریٹ اور تمباکو پی کر حجرِ اسود کا بوسہ دینا رکن یمانی کو چومنا میں کمال بے باکی سمجھتا ہوں۔ آئندہ تم جانو اور تمہارا تقویٰ۔

اسی طرح چائے کے متعلق یہ گزارش ہے کہ وہ حضرات جنہیں اس بوٹی کے اسرار پر بھی بصیرت حاصل ہے وہ موسم گرما میں عرق بید مشک اور سرما میں مشک و زعفران کثر اور عنبر اکثر و بیشتر اس میں ملا کر استعمال کرتے ہیں۔ ملک عرب اور علی الخصوص حرمین شریفین میں امتزاج عنبر کا رواج عام ہے۔ حالت احرام میں اس سے پرہیز کریں۔ ورنہ کفارہ لازم آئے گا (دیکھئے نمبر آٹھ میں مشروبات کا حکم)

بے شک ایام حج میں چائے پینا رفع کسل اور بیداری قلب پر ایک بہترین معین ہوگا مگر خوشبو کی آمیزش تو دیگر لطائف کے لئے ہے نہ کہ رفع کسل اور تیقظ قلب کے لئے اس قدر فائدہ تو خالص و سادہ چائے سے بدرجۂ اتم حاصل ہے۔

(۱ و ۲) لو طیب بالقلیل عضواً کاملاً	(۱ و ۲) تھوڑی خوشبو پورے عضو پر لگائی یا بہت خوشبو
او بالکثیر ربع عضو لزم الدم	چوتھائی عضو پر تو قربانی واجب ہوئی ورنہ
والا فصدقة (رد المحتار)	صدقہ (رد المحتار)
(۳) والبدن کل کعضو واحد	(۳) سارا بدن بمنزلہ ایک عضو کے ہے اگر اتحاد مجلس ہے
ان اتحد المجلس والا فلکل طیب	ورنہ ہر عضو پر خوشبو ملنے کا ایک کفارہ
کفارة (رد المحتار)	ہوگا۔ (رد المحتار)
(۴) وان خضب راسه بحناء یجب الدم	(۴) مہندی کا مرد نے سر میں خضاب کیا قربانی واجب
وهذا اذا کان مائعاً وان کان	ہوئی۔ اس تقدیر پر کہ مہندی پتلی ہو اور اگر گاڑھی
ملبداً فعلیه دمان دم للطیب	تھوپی تو دو قربانی ایک خوشبو استعمال کرنے سے

ودم لتغطیة الراس (عالمگیری)	دوسری سر ڈھانکنے سے (عالمگیری)
اما المرأة فلا تمنع من تغطیة	لیکن عورت اس کے لئے سر ڈھانکنا منع نہیں ایک
راسها فلو خضبت یدها	قربانی اس پر واجب ہوئی اور اگر ہاتھوں میں مہندی لگائی
وجب الدم	جب بھی ایک قربانی سر اور ہاتھ دونوں میں صرف استعمال
(رد المحتار)	طیب کا جرم پایا گیا۔ ایک ایک قربانی واجب ہوگی (رد المحتار)
(۵) ولو کان الطیب فی اعضاء	(۵) اگر متفرق اعضاء پر خوشبو لگائی تو اس کا مجموعہ
متفرقة یجمع ذلك کله	اگر ایک پورے عضو کے برابر ہوگا تو قربانی
فان بلغ عضواً کاملاً فعلیه	ورنہ صدقہ۔
دم والا فصدقة (عالمگیری)	(عالمگیری)
(۶) وان اکل عین الطیب غیر مخلوط	(۶) اگر خالص خوشبو بغیر آمیزش طعام بہت سی کھائی
بالطعام فعلیه الدم اذا کان	قربانی واجب ہوئی۔ بہت اس مقدار کو کہیں گے
کثیراً (عالمگیری) کثیر هو ما یلتزق	کہ منھ کے اکثر حصہ میں لپٹ جائے
باکثر فمه فعلیه الدم (رد المحتار)	(عالمگیری و رد المحتار)
(۷) ولو کان الطیب فی طعام طبخ و	(۷) ماکولات میں خوشبو ڈال کر پکایا اور محرم نے
تغیر فلا شیء علی المحرم فی اکله سواء	کھایا تو کچھ کفارہ نہیں۔ لیکن اگر وہ ماکول پکا کر
کان یوجد رائحته او لا وان خلطه	نہیں کھایا جاتا ہے تو یہ دیکھیں گے کہ غالب حصہ
بما یوکل بلا طبخ فان کان مغلوباً	کس کا ہے اگر خوشبو کا حصہ غالب ہے تو قربانی
فلا شیء علیه غیر انه ان وجدت	واجب ہوئی اور اگر ماکول غالب ہے تو بہ تقدیر
معه الرائحة کره وان کان غالباً	بقائے خوشبو مکروہ
وجب الجزاء (عالمگیری)	(عالمگیری)
(۸) ولو خلطه بما یشرب فان کان	(۸) مشروبات میں خوشبو ملائی اگر مقدار خوشبو غالب ہے

غالباً فدم والا فصدقة الا	قربانی واجب ہوئی ورنہ صدقہ لیکن اگر بار بار پیا
ان یشرب مراراً فیجب دما	تو قربانی واجب۔
(رد المحتار و عالمگیری) بالفظ الثانی	(رد المحتار و عالمگیری)
(۹) اکتحل بکحل مطیب مرة او مرتین	(۹) خوشبودار سرمہ ایک یا دو مرتبہ آنکھوں میں
فعلیہ صدقة وان کان مراراً	لگایا تو صدقہ اور اگر بار بار بہت مرتبہ لگایا
کثیرا فعلیہ دم (عالمگیری)	تو قربانی (عالمگیری)
(۱۰) ولا یلزمہ شئ بشم الریحان و الطیب	(۱۰) خوشبو پھول اور پھل سونگھنے سے کچھ کفارہ تو
و الثمار الطیبة مع کراھة شمہ (عالمگیری)	لازم نہیں آتا لیکن مکروہ ہے (عالمگیری)

احرام میں لباس ممنوع

سلا کپڑا مثل کرتا، پائجامہ، انگرکھا، عبا، نیم آستین وغیرہ پہننا ایسا لباس جو اُس حصۂ عضو کو چھپا دے جس کا کھلا رکھنا احرام میں واجب ہے۔ مثلاً عمامہ، ٹوپی، موزہ، دستانہ وغیرہ۔ سر پر ایسی چیز اُٹھانا جس کا مصرف سر پر پہننا ہو جیسے عمامہ یا ٹوپی کی گٹھری۔ رومال یا چادر کا اس طرح سے استعمال کہ سر یا منھ چھپ جائے حالت احرام میں یہ سب حرام ہیں۔ بڑے اعضا کا وہی حکم ہے جو سارے بدن کا ہے ان کا چوتھائی کامل عضو سمجھا جائے گا چھوٹے اعضا بڑے اعضا کے جز ہیں مستقل ان کا وجود فقہا نے نہیں مانا ہے مثلاً کان، ناک، چہرہ کے جز قلیل ہیں چار پہر سے زیادہ ساعات چار ہی پہر کے حکم میں ہیں اور اس سے کم خواہ تین پہر یا دو پہر یا ایک منٹ سب کا ایک حکم ہے۔

احرام میں لباس مکروہ

بلا عذر سر یا منھ پر پٹی باندھنا مکروہ تحریمی ہے ان دو اعضا کے سوا کسی اور حصہ بدن پر

پٹی باندھنا عذر کے ساتھ جائز اور بلا عذر مکروہ۔

چادر اوڑھ کر آنچل میں گرہ دینا تہ بند باندھ کر کمر بند سے کسنا یا کسی نوکیلی چیز سے گرہ کا کام لینا (مثلاً سیفٹی پن) چھوٹے اعضا مثل کان اور ناک کا کپڑے سے چھپانا یا منھ پر رومال رکھنا یہ سب مکروہ ہے ناک کان اور منھ جماہی کے وقت ہاتھ سے اگر چھپائے تو مضائقہ نہیں۔

جزئیات

(۱) سلا کپڑا چار پہر یا اس سے زیادہ یا مسلسل چند دنوں تک پہنا قربانی واجب ہوئی۔

(۲) دن کو پہنا رات کو اُتار دیا یا رات کو پہنا دن کو اُتار دیا لیکن اُتارتے وقت باز آنے کی نیت سے نہیں اُتارا دوبارہ پھر پہننے کی نیت ہے تو جتنے دن پہنے ایک ہی بار کا پہننا شریعت اسے قرار دے گی اور اس لئے ایک ہی کفارہ اُس پر واجب ہوگا اور اگر باز آنے اور تائب ہونے کی نیت سے اُتارا تھا دوبارہ پہننے کا ارادہ نہ تھا۔ تو دوسری بار پہننا دوسرا جرم ہوا اور تیسری بار تیسرا جرم اور ہر بار کا جرم ایک قربانی اُس پر واجب کرے گا۔

(۳) بیماری کے سبب سے پہنا تو جب تک وہ بیماری رہے گی ایک ہی جرم شمار ہوگا اور ایک ہی کفارہ واجب آئے گا اور اگر بیماری جاتی رہی طبیعت وصحت اُس لباس کی داعی اور خواہاں نہیں مگر محرم وہ لباس نہیں اُتارتا ہے تو یہ دوسرا جرم ہوا دو قربانیاں واجب ہوئیں ایک مرض میں پہننے کے سبب سے دوسری بعد ازالہ مرض جو صحت میں پہنا۔

(۴) بیماری کے سبب سے کسی ایک کپڑے کی حاجت ہوئی اور بیمار نے دوسرا کپڑا جس کی حاجت نہ تھی وہ بھی پہن لیا تو یہ دو جرم ہوئے ایک اختیاری اور دوسرا غیر اختیاری۔ مثلاً حاجت ایک قمیص کی تھی بیمار نے عمامہ بھی باندھ لیا یا بجائے

ایک قمیص کے دو پہن لیں تو عمامہ اور دوسری قمیص جرم اختیاری ہے دو قربانیاں واجب ہوئیں لیکن غیر اختیاری جرم کا کفارہ صدقہ اور روزے سے ہوسکتا ہے اور اختیاری میں تو قربانی ہی کفارہ ہوگی۔

(۵) مرد نے اپنا سارا سر اور منہ یا ان کا چوتھائی حصہ چھپایا اور چار پہر اسی حالت میں گزر گئے تو قربانی واجب ہوئی اور چار پہر سے کم میں ایک صدقہ۔

عورت نے اپنا سارا یا چوتھائی چہرہ چھپایا تو چار پہر گزر جانے پر قربانی ورنہ صدقہ اس لئے کہ سر چھپانا عورت کے لئے جرم نہیں ہے بلکہ اسے تو اس کا حکم دیا گیا ہے۔

(۶) محرم نے سر پر ایسی چیز اٹھائی جو سر پر پہنی جاتی ہے تو اس کا اٹھانا پہننا قرار دیا جائیگا اور اگر وہ چیز ایسی نہیں مثلاً طشت وغیرہ تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً لباس جسے انسان پہنتے ہیں خواہ کرتا ہو یا چادر یا عبا و عمامہ اگر مرد اسے سر پر اٹھائے گا تو سر چھپانا قرار پائے گا اور کفارہ میں قربانی۔

۱-(الف) ستر رأسه اولبس مخيطاً يوماً كاملاً او ليلة كاملة (يجب الدم) وفي الاقل صدقة والزائد على اليوم كاليوم (در مختار)

۱-(الف) سارا دن یا ساری رات سر چھپایا یا سلا کپڑا پہنا قربانی واجب ہوئی اور کم میں صدقہ (ایک دن سے زیادہ ایک دن ہی میں شمار ہے) (در مختار)

(ب) وفي الاقل صدقة اے نصف صاع من بر وشمل الاقل الساعة الواحدة وما دونها (رد المحتار)

(ب) کم میں صدقہ ہے یعنی نصف صاع چار پہر سے کم سب کو شامل ہے خواہ گھنٹہ بھر ہو یا آدھ گھنٹہ یا تین پہر (رد المحتار)

(ج) ولو لبس المحرم المخيط اياماً فان لم ينزعه ليلاً ونهاراً يكفيه دم واحد بالاجماع (عالمگیری)

(ج) محرم نے شبانہ یوم چند دنوں تک سلا کپڑا پہنا تو اس پر اجماع ہے کہ ایک ہی قربانی اس پر واجب ہوئی (عالمگیری)

۲- وان نزعه ليلاً واعاده نهاراً ولو جمع ما يلبس ما لم يعزم على الترك للبسه عند النزاع فان عزم عليه اى الترك ثم لبس تعدد الجزاء (در مختار)

۲- محرم پورا جوڑا یعنی قمیص پاجامہ عمامہ دن کو پہنتا ہے رات کو اتارتا ہے لیکن اتارتے وقت ترک کا عزم نہیں کرتا تو یہ ایک ہی جرم ہے اور اگر عزم ترک کا کیا اور پھر پہنا تو جزا بھی متعدد ہوگی۔ (در مختار)

۳- ولو تيقن زوال الضرورة فاستمر كفّر اخرى (در مختار)

۳- ضرورت کے زوال کا یقین ہوگیا لیکن کپڑا پھر بھی نہیں اتارا تو اب دوسرا کفارہ اور ادا کرے (در مختار)

۴- ولو اضطر الى قميص فلبس قميصين اوالى قلنسوة فلبس مع عمامته لزمه دم واثم (در مختار)

۴- اگر ایک قمیص پہننے پر مجبور ہوا اور دو قمیصیں پہنیں یا ٹوپی کی حاجت تھی اس کے ساتھ عمامہ بھی باندھ لیا تو قربانی دے گا اور بے ضرورت پہننے کا گناہ بھی ہوا (در مختار)

(ب) وان لبس على موضعين مختلفين موضع الضرورة وغير الضرورة كما اذا اضطر الى لبس العمامة فلبسها مع القميص مثلاً اولبس قميصاً للضرورة وخفين لغيرها فعليه كفارتان كفارة الضرورة يتخير فيها وكفارة الاختيار لا يتخير فيها (رد المحتار)

(ب) اگر دو مختلف جگہوں پر پہنا ایک مقام ضرورت اور دوسرا فضول مثلاً حاجت عمامہ کی تھی اور کرتا بھی پہن لیا یا حاجت و ضرورت کرتے کی تھی اور موزے بھی پہن لئے تو اس پر دو کفارہ ہیں ایک تو ضرورۃ کا کفارہ جس میں صدقہ اور صوم کے ساتھ عوض کا اختیار ہے اور دوسرا جرم اختیاری کا کفارہ جس میں عوض کا اختیار نہیں (رد المحتار)

۵- وتغطية ربع الرأس اوالوجه كالكل ولا بأس بتغطية اذنيه

۵- چوتھائی سر یا منہ کا چھپانا کل کا چھپانا ہے اور کان اور گردن چھپانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے

وقفاه ووضع يديه على انفه بلا ثوب (در مختار)

یوں ہی اگر ناک بغیر کپڑے کے چھپائے (در مختار)

٦ - (الف) لو حمل المحرم شيئا على راسه فان كان شيئا من جنس ما لا يغطى به الراس كالطست والاجانة ونحوها فلا شيء عليه وان كان من جنس ما يغطى به الراس من الثياب فعليه الجزاء (عالمگیری)

٦ - (الف) محرم ایسی چیز سر پر اٹھائے جو سر پر نہیں پہنی جاتی جیسے طست اور تغار تو کچھ کفارہ نہیں اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس سے سر چھپایا جاتا ہے تو جزا سر چھپانے کی واجب ہے (عالمگیری)

(ب) لو حمل المحرم على راسه شيئا يلبسه الناس يكون لابسا وان كان لا يلبسه الناس كالاجانة فلا (خانیہ)

(ب) اگر محرم نے سر پر ایسی چیز اٹھائی جسے انسان پہنتے ہیں تو وہ پہننے میں شمار ہوگی اور اگر لوگ پہنتے نہیں جیسے تغار تو کچھ کفارہ نہیں (خانیہ)

مکروہات

١ - (الف) ويكره له ان يعصب راسه فان فعل يوما الى الليل فعليه صدقة الا ان ما غطى به جزء يسير من راسه فتكفيه الصدقة (مبسوط)

١ - (الف) سر پر پٹی باندھنا مکروہ تحریمی ہے اگر آٹھ پہر پٹی بندھی رہی تو ایک صدقہ ہاں اگر سر کا تھوڑا سا حصہ پٹی سے باندھا تھا تو کچھ خیرات کرنا کافی ہے (مبسوط)

(ب) وان عصب شيئا من جسده من علة او غير علة فلا شيء عليه ولكن يكره له ان يفعل ذلك من غير علة (مبسوط)

(ب) بے ضرورت بدن کا کوئی حصہ پٹی سے باندھنا مکروہ ہے اگرچہ کفارہ لازم نہیں آتا اور ضرورت سے باندھنے کی اجازت ہے (مبسوط)

(٢) ويتوشح المحرم بالثياب ولا يعقد على عنقه وكذلك قالوا اذا يتزر فلا ينبغي له ان يعقد ازاره على نفسه بحبل وغيره وكذلك يكره له ان يخلل رداءه بخلال (مبسوط)

٢ - احرام کی چادر کاندھے پر آویزاں رہے گدی پر گرہ دینا یا تہبند میں گرہ ڈالنا یا آگے ڈوری وغیرہ سے باندھنا یا چادر کو کانٹے سے اٹکا دینا یہ سب مکروہ ہے (مبسوط)

(٣) وان دخل تحت ستر الكعبة حتى غطاه فان كان الستر يصيب راسه ووجهه كره له وان كان لا يصيب راسه ولا وجهه فلا باس به (مبسوط)

٣ - خانہ کعبہ کے پردے میں داخل ہوا تو اگر سر اور منہ پر پردہ پڑا تو مکروہ ہے ورنہ کچھ مضائقہ نہیں (مبسوط)

حلق یعنی بال مونڈنا

حالت احرام میں کسی عضو کا یا سر سے پاؤں تک بال مونڈنا یا نوچنا یا کسی اور طریقہ سے زائل کرنا منع ہے۔ سر اور ڈاڑھی یہ دو اعضا تو ایسے ہیں کہ ان کے چوتھائی حصہ کو کامل عضو شریعت نے قرار دیا ہے۔ لیکن بغل، گردن اور موئے زیر ناف میں چوتھائی کا یہ حکم نہیں تفصیل جزئیات کے ذیل میں معلوم ہوگی۔

مرد کو ڈاڑھی رکھنا واجب اور مونڈنا حرام ہے کیونکہ ڈاڑھی مونڈنے پر فسق بالاعلان کا بھی جرم ہے۔ اب اگر کوئی حالت احرام میں اس فعل شنیع کا مرتکب ہوتا ہے تو ایک سخت حرام اور بدتر گناہ ہے جس کا صدور اس سے ہو رہا ہے۔ یہ گناہ اور اس کا عقاب تو علیحدہ ہے۔ یہاں تو کفارہ صرف بال مونڈنے کا بتایا گیا ہے نہ یہ کہ کفارہ نے اسے معصیت سے بری کر دیا۔

جزئیات | ١ - چوتھائی یا اس سے زیادہ سر یا ڈاڑھی کے بال کسی طرح سے بھی دور کیے تو قربانی

واجب ہوئی اور چوتھائی سے کم میں صدقہ۔

۲ - اگر کوئی چندلا ہو لیکن سر کے کچھ حصہ میں بال تھے انھیں مونڈا یا تو اگر یہ حصہ چوتھائی سر کے برابر تھا تو قربانی واجب ہوئی اور اگر اس سے کم تھا تو صدقہ۔

۳ - گردن یا ایک بغل پوری مونڈائی تو قربانی واجب ہوئی اور پورے سے کم میں صدقہ اگرچہ نصف سے زیادہ مونڈائی ہو بغل اور گردن میں چوتھائی نصف اور نصف سے زیادہ سب ایک حکم رکھتے ہیں۔

۴ - دونوں بغلیں مونڈائیں جب بھی ایک صدقہ۔

۵ - موئے زیرناف صاف کئے قربانی واجب ہوئی، پورے سے کم صاف کئے صدقہ واجب ہوا۔

۶ - سارے بدن کے بال مونڈے لیکن بیک جلسہ تو ایک قربانی اور اگر ہر عضو کی مجلس علٰحدہ ہوئی تو ہر عضو پر ایک قربانی۔

۷ - وضو کرنے یا کھجانے یا کنگھی کرنے میں جو بال گرے اُس پر بعضوں کے نزدیک پورا صدقہ اور بعض کے نزدیک تین چار بالوں تک فی بال ایک مٹھی اناج یا ایک ٹکڑا روٹی۔

(۱) واذا حلق ربع راسه او لحيته فصاعدا فعليه دم وان كان اقل من الربع فصدقة (عالمگیری)

(۱) چوتھائی یا اس سے زیادہ سر یا ڈاڑھی مونڈی قربانی واجب ہوئی اور اس سے کم میں صدقہ۔ (عالمگیری)

(۲) اصلع وشعره اقل من الربع فصدقة فی حلقه وان بلغ الربع فعليه دم (عالمگیری)

(۲) چندلا ہو اور بال چوتھائی سر کی مقدار سے کم ہیں انھیں مونڈا یا، صدقہ دے اور اگر چوتھائی کے برابر ہو تو قربانی۔ (عالمگیری)

(۳ و ۴) وان حلق الرقبة كلها او حلق عانته او ابطيه او نتفهما او احدهما فعليه دم (عالمگیری)

(۳ و ۴) ساری گردن مونڈائی یا موئے زیرناف یا دونوں بغل کو مونڈا یا نوچ ڈالا یا ایک بغل کو مونڈا قربانی واجب ہوئی۔ (عالمگیری)

(۵) وان حلق من احدى الابطين اكثرها يجب عليه الصدقة (عالمگیری)

(۵) ایک بغل کا اکثر حصہ مونڈا صدقہ واجب ہوا (عالمگیری)

(۶) اذا حلق راسه ولحيته وابطيه وكل بدنه فان فعل ذالك فی مقام واحد فعليه دم واحد وان فعل كل شئ من ذالك فی مقام فعليه فی كل شئ من ذالك دم (عالمگیری)

(۶) سر ڈاڑھی دونوں بغل اور جسم کے سارے بال مونڈائے، لیکن ایک ہی نشست اور ایک ہی مقام پر تو ایک قربانی واجب ہوئی اور اگر مختلف مقام پر کیا تو ہر عضو پر ایک قربانی۔ (عالمگیری)

(۷) وان نتف من راسه او من انفه او لحيته شعرات ففی كل شعرات كف من الطعام (عالمگیری)

(۷) اگر ڈاڑھی سر یا ناک کے دو تین بال نوچ لئے تو ہر بال کے عوض ایک مٹھی اناج (عالمگیری)

ناخن کترنا

حالت احرام میں ناخن کترنا منع ہے اگر کوئی اس جرم کا مرتکب ہوگا تو شریعت نے جو اُس کا جرمانہ مقرر کیا ہے اُسے ادا کرنا ہوگا۔ ایک ناخن سے چار ناخن تک صدقہ اور کامل ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے پانچوں ناخن پر قربانی۔

اگر ایک ہی مجلس میں دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے بیسوں ناخن تراشے تو ایک ہی قربانی ہوگی لیکن اگر چار مجلسوں میں چاروں کے تراشے تو پھر چار قربانیاں۔

کوئی ناخن ٹوٹ کر لٹک گیا محرم نے اُسے جدا کر دیا تو اس میں کچھ کفارہ نہیں

(۱) لو قلم خمسة اظافیر من الاعضاء الاربعة المتفرقة تجب الصدقة لکل ظفر نصف صاع (عالمگیری)

(۱) اگر چاروں ہاتھ پاؤں میں سے پانچ ناخن متفرق طور پر تراشے تو ہر ناخن کے عوض ایک صدقہ واجب ہوا۔ (عالمگیری)

(۲) اذا قلم اظافیر یدیه و رجلیه فی مجلس واحد یلقیه دم واحد (عالمگیری)

(۲) ایک ہی مجلس میں چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن کتروائے ایک قربانی واجب ہوئی۔ (عالمگیری)

(۳) انکسر ظفر المحرم و تعلق فاخذه فلا شئ علیه (عالمگیری)

(۳) ناخن ٹوٹ کر لٹک گیا محرم نے جدا کر دیا کچھ کفارہ نہیں (عالمگیری)

(۴) کذا لک لو قلم من کل عضو من الاعضاء الاربعة اظافیر تجب علیه الصدقة وان کان جملتها ستة عشر فی کل ظفر نصف صاع من حنطة الا اذا بلغت قیمة الطعام دما فینقص منه ما شاء (عالمگیری)

(۴) چاروں ہاتھ پاؤں میں سے بعض بعض انگلیوں کے ناخن کتروائے تو ہر ناخن کے عوض ایک صدقہ اگرچہ مجموعی تعداد ناخنوں کی سولہ ہو جائے لیکن اگر آدھ صاع گیہوں کی قیمت ایک قربانی کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر لے۔ (عالمگیری)

عورت سے صحبت اور بوس و کنار

محرم کے لئے یہ سب سے بڑا جرم ہے کہ حالتِ احرام میں عورت سے ہم بستر ہو یا ایسے افعال و اقوال عمل میں لائے جس سے طبیعت میں ہیجان ہو اور جذباتِ حیوانیہ مشتعل ہو کر پیدا ہو جائیں۔

اگر بغیر ارادہ اس قسم کے خیالات ہجوم کریں اور نوبت یہاں تک پہنچے کہ شخص منزل ہو جائے

تو اس پر شریعت کا مواخذہ نہیں لیکن اگر قصداً کوئی حرکت ایسی کی گئی جس سے طبیعت میں سکون پیدا ہو جائے تو کفارہ دینا ہوگا مثلاً جلق لگانے پر قربانی واجب ہوگی۔

عورت سے ایسا اختلاط جس سے دونوں کو لذت حاصل ہو قربانی واجب کرتا ہے لیکن اگر بوس و کنار بغیر شہوت و لذت عمل میں آئے تو اس پر کچھ کفارہ نہیں مگر یہ ایک فعل عبث و لایعنی ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔

عورت سے مجامعت قبل اس کے کہ وقوف عرفات سے نویں تاریخ فارغ ہو حج کو فاسد کر دیتا ہے دوسرے سال دونوں کو قضا ادا کرنا ہوگا اور عدم احتیاط و انضباط کے جرم میں ایک قربانی کرنا واجب ہے۔ پھر اس کی بھی اجازت نہیں کہ جب حج فاسد ہو گیا اور قضا واجب ہوئی تو بعد مجامعت مناسک حج جو باقی رہ گئے ہیں انھیں اس وقت ترک کر دے نہیں امسال اس جرم کے بعد بھی ارکان پورے کرے گا اور کفارہ میں قربانی اور حج کی قضا علی حالہٖ۔

مجامعت سے حج مرد اور عورت دونوں کا فاسد ہو جائے گا اور بوس و کنار سے حج تو فاسد نہ ہوگا مگر قربانی اُس پر واجب ہوگی جسے لذت حاصل ہوئی جس جانب شہوت و لذت کا وجود پایا جائے گا اُسی کے حق میں قربانی کا وجوب ہے۔

جزئیات

(۱) ان قبل او لمس بشهوة فعلیه دم (قدوری)

(۱) شہوت کے ساتھ بوسہ لیا اور مساس قربانی واجب کرتا ہے (قدوری)

(۲) وان جامع قبل الوقوف بعرفة فسد حجه و علیه شاة و یمضی فی الحج کما یمضی من لم یفسد (قدوری)

(۲) قبل وقوف عرفہ مجامعت کی حج فاسد ہو گیا اور بکری کی قربانی کرنا واجب ہوا اور مناسکِ حج اسی طرح پورے کرنے ہونگے جیسا کہ وہ کرتا ہے جس کا حج فاسد نہیں ہوا۔ (قدوری)

حیوانا بریا متوحشا باصل خلقته او دل علیه قاتله فعلیه جزائه والجزاء هو ما قومه عدلان (درمختار)

باعتبار اپنی اصل خلقت کے وحشی ہو مارا یا مارنے والے کو اس کا نشان بتا کر رہبری کی تو اس پر جزا واجب ہے۔ جزا وہ ہے جسے دو عادل شخص مقرر کریں (درمختار)

(۲) للقاتل ان یشتری به هدیا ویذبحه بمکة او طعاما ویتصدق این شاء علی کل مسکین نصف صاع من بر او صاعا من تمر او شعیر کالفطرة او صام عن طعام کل مسکین یوما ولا یدفع کل الطعام الی مسکین واحد هنا بخلاف الفطرة لان العدد منصوص علیه (درمختار)

(۲) قاتل کو چاہیے کہ اس قیمت سے ہدی کا جانور خریدے اور مکہ میں اسے ذبح کرے یا غلہ خریدے اور اسے جہاں چاہے خیرات کر دے اگر گیہوں خریدا ہے تو ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں اور اگر چھوارا یا جو ہے تو ایک صاع عید الفطر کے فطرہ کے مانند یا ہر مسکین کے طعام کے عوض ایک روزہ رکھے سارا طعام یعنی غلہ ایک مسکین کو نہ دے، اس لئے کہ مساکین کا متعدد ہونا صریح و منصوص ہے۔ (درمختار)

ولا یجوز ان یطعم المسکین اقل من نصف صاع (قدوری)

نصف صاع سے کم گیہوں ایک مسکین کو دینا جائز نہیں ہے۔ (قدوری)

(۳) ولو جرح صیدا او نتف شعره او قطع عضوا ضمن ما نقصه (قدوری)

شکار کو زخمی کیا یا اس کا بال نوچ ڈالا یا کوئی عضو کاٹ دیا تو تاوان بقدر نقصان دینا ہوگا۔ (قدوری)

ولو نتف ریش طائر او قطع قوائم صید فخرج من حیز الامتناع فعلیه قیمة کاملة (قدوری)

پرندہ کا پر اکھاڑ دیا یا چوپایہ کا ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالا اور قوت مدافعت و محافظت کی اس سے جاتی رہی تو پوری قیمت ادا کرنا واجب ہے۔ (قدوری)

(۴) محرم کسر بیضة من بیض الصید فان کانت مذرة فلا شیء علیه وان کانت صحیحة ضمن قیمتها عندنا وکذا اذا شوی بیض صید (عالمگیری)

(۴) شکاری جانور کا انڈا توڑا اگر گندہ نکلا تو کچھ کفارہ نہیں اور اگر اچھا نکلا تو انڈے کی قیمت واجب ہوگی۔ یہی حکم صید کے انڈا بھوننے کا ہے (عالمگیری)

(۵) حلب لبن صید ضمنه (درمختار)

(۵) شکاری جانور کا دودھ دوہا تو تاوان ادا کرنا ہوگا یعنی دودھ کی قیمت (درمختار)

جوں مارنا

بال یا کپڑے میں اگر جوں پیدا ہو جائے تو اس کا مارنا یا کسی کو اس کے مارنے کا حکم دینا یا اشارہ کرنا یا دھوپ میں اس نیت سے کپڑے کا ڈالنا کہ جوں تمازت آفتاب سے مر جائے یا کپڑا اس نیت سے دھونا کہ جوں مر جائے ممنوع ہے دو تین جوں مارنے کا کفارہ ایک مٹھی بھر اناج ہے۔ لیکن اگر زیادہ تعداد میں جوں مارے گا تو نصف صاع گیہوں کفارہ میں دینا واجب ہے۔

(۱) وان قتل قملتین او ثلاثا تصدق بکف من طعام وفی الزیادة علی ذلک نصف صاع من حنطة (عالمگیری)

(۱) اگر دو یا تین جوں ماریں تو ایک مٹھی اناج اور زیادہ پر نصف صاع گیہوں۔ (عالمگیری)

(۲) وکذا لا یجوز له ان یشیر الی القمل ولا ان یلقی ثیابه فی الشمس لیموت القمل ولا ان یغسل (عالمگیری)

(۲) محرم کو یہ جائز نہیں کہ کسی کو جوں مارنے کا اشارہ کرے یا دھوپ میں کپڑا اس کے مرنے کی نیت سے ڈال دے یا اسی نیت سے کپڑا دھوئے (عالمگیری)

(۳) فان القی ثیابه فی الشمس فمات منه القمل فعلیه نصف صاع

(۳) اگر دھوپ میں کپڑا ڈالا اور بہت جوئیں گر کے مر گئیں تو نصف صاع گیہوں صدقہ کرنا

اذا کان کثیراً (عالمگیری) واجب ہوا (عالمگیری)

مباحات احرام

(۱) سلا ہوا کپڑا مثل عبا قبا، انگرکھا لیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ منھ اور سر کھلا رہے جائز ہے۔

(۲) ہمیانی یا پیٹی باندھنا۔

(۳) بے میل چھڑائے نہانا، حمام کرنا۔

(۴) کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا۔ چھتری لگانا۔

(۵) پروردہ جانور اونٹ، گائے، بکری، مینڈھا، مرغ وغیرہ ذبح کرنا، پکانا، کھانا۔

(۶) پروردہ جانور کا دودھ دوہنا ان کا انڈا توڑنا، بھوننا، کھانا۔

(۷) سر یا گال یا ران کے نیچے تکیہ رکھنا۔

(۸) سر یا ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔

(۹) کڑوا تیل یا روغن بادام، کدو، کاہو، ناریل کا جو خوشبو میں بسایا نہ گیا ہو سر میں ڈالنا، تلووں میں مالش کرنا، بدن پر لگانا۔

(۱۰) کان کپڑے سے چھپانا، ٹھوڑی سے نیچے ڈاڑھی پر کپڑا آنا۔

یہ سب احرام میں جائز ہیں مباح ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ اجل واعظم واتم۔

حرم اور حل

روئے زمین کا وہ محترم خطہ جس کی عظمت بعض مباحات کو حرام کر دیتی ہے اُسے حرم کہتے ہیں۔

حل اُس حصۂ زمین کو کہتے ہیں جہاں وہ مباحات حلال و جائز ہوں جن کا ارتکاب حرم میں حرام تھا۔

مکہ معظمہ کے گرداگرد کئی کوس تک جو جنگل و زمین ہے اُسے اصطلاح شرع میں حرم کی زمین کہتے ہیں۔ ان حدود میں داخل ہوتے ہی بعض مباح حرام ہو جاتے ہیں جن کی تفصیل آئندہ فصل میں آئے گی۔

اس سہولت کی غرض سے تاکہ حدود حرم کی حرمت میں تقصیر نہ ہونے پائے ہر ایک حد پر بڑے بڑے ستون کی صورت میں دیواریں بنا دی گئی ہیں اب کسی رستہ پر تم ایسا نہ پاؤ گے کہ حد حرم کی یہ عظیم الشان علامت دور ہی سے اپنے آنے والے کو متنبہ نہ کرتی ہو کہ ہاں ہوشیار حرم کی زمین آگئی یہاں کے آداب سے غفلت و بے پروائی نہ ہونے پائے۔

معتبر روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ جب خانہ کعبہ بن کر تیار ہوا تو حسب فرمان الٰہی جبریل امین تشریف لائے اور حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرم کے حدود بتائے۔ حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے اسی بنا پر ہر سمت حدود حرم کی علامت مقرر فرمائی۔ پھر عدنان نے اُن علامتوں کو زیادہ نمایاں کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد علامتیں مرمت طلب ہو گئیں تو قصی نے اُن کی مرمت کی اس کے بعد قریش نے فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے، پھر جب خلیفۃ المسلمین کو اپنے عہد میں اس سعادت کا موقع ملا اُسی نے اس کی تعمیر یا استحکام یا مرمت کی سعادت حاصل کی۔

غرض حدود حرم جس کی بنا حضرت ابراہیم کے مقدس ہاتھوں نے رکھی تھی وہ اُس وقت سے اس وقت تک برابر قائم و باقی رکھی گئی۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھو توضیح المناسک علامہ عبدالرؤف اور کتاب الاعداد علامہ ابن سراقہ۔

حرم کی حد ہر طرف سے برابر نہیں ہے کسی طرف زیادہ ہے اور کسی طرف کم تفصیل اگر کی

یہ ہے۔

(۱) مدینہ طیبہ کے راہ میں مسجد الحرام سے تین میل چل کر آغاز تنعیم سے پہلے حد حرم ہے۔

(۲) عراق کے راہ میں سات میل چل کر جبل ثنیہ تک حد حرم ہے۔

(۳) طائف کے راہ میں سات میل چل کر بطن نمرہ تک حد حرم ہے۔

(۴) جدہ کی راہ میں دس میل چل کر بیر شمیس تک حد حرم ہے۔

(۵) جعرانہ کی راہ میں نو میل چل کر شعب آل عبد اللہ بن خالد تک حد حرم ہے۔

(۶) یمن کی راہ میں ساتواں میل جہاں ختم ہوتا ہے اسی جگہ حد حرم ہے۔

حد حرم کی مسافت مدینہ طیبہ کی راہ میں باعتبار دیگر اطراف بہت ہی کم ہے۔ تنعیم حل میں داخل ہے۔ مسجد الحرام سے تین میل چل کر جیوں ہی کہ حد حرم پر پہنچتے ہیں اس سے آگے بڑھتے ہی تنعیم شروع ہو جاتا ہے۔ اسی جگہ سے عمرہ کے لئے احرام باندھا جاتا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ کا اس رؤف و رحیم نبی کے صدقہ میں یہ بھی ایک احسان ہے جو مدینے کے راہ میں حد حرم اس قدر کم ہے کہ تھوڑی ہمت سے ایک طالب خیر ہر روز ایک عمرہ ادا کرنے کی بسہولت توفیق پا سکتا ہے۔

حرم کے آداب

حرم کی حد میں جب داخل ہو تو لبیک اور دعاء ماثورہ کی کثرت کرے۔ اپنے گناہوں کو یاد کرے اور رب العزت کے عظمت و جلال کا نقشہ جمائے۔ خشوع و خضوع کے ساتھ سر جھکائے۔ معصیت و ندامت سے آنکھیں نیچے کئے ہوئے آگے قدم بڑھائے۔

حرم کے اندر تر گھاس اکھاڑنا یا وہاں کا کانٹا کاٹنا حرام ہے۔ چرند یا پرند کسی طرح کا شکاری جانور نظر آئے تو اس کا شکار کرنا یا اس سرزمین کے وحوش و طیور کو کسی طرح کا آزار پہنچانا سخت حرام ہے۔ یہاں تک کہ اگر بہت ہی تیز دھوپ ہو اور ایک ہی درخت

سایہ دار ہو لیکن اس کے سایہ میں ہرن بیٹھا ہو اگر یہ اس درخت کے پاس گیا تو ہرن کو وحشت ہوگی اور وہ سایہ سے اٹھ کر بھاگ جائے گا تو اسے ہرگز جائز نہیں کہ اپنی راحت کے لئے حرم کے ہرن کو اٹھائے اپنے اوپر تکلیف گوارا کرے۔ لیکن حرم کے جانوروں کو تکلیف نہ دے۔

مولیٰ تعالیٰ سبحانہ کی اسی میں رضا ہے کہ اس کے بندے اس کے حرم کی اس طرح عظمت بجا لائیں۔ ابن ماجہ میں یہ صحیح حدیث وارد ہے:

(۱) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتزال ھذہ الامۃ بخیر ما عظموا ھذہ الحرمۃ حق تعظیمھا فاذا ضیعوا ذالک ھلکوا (ابن ماجہ)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک کہ حرم محترم کی پوری پوری عظمت یہ امت ادا کرتی رہے گی بھلائی اور خیر اس کے شامل حال رہے گی ہاں جب تعظیم حرم کی سعادت کھو دے گی تو پھر یہ امت تباہ ہو جائے گی۔ (ابن ماجہ)

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعضد شوکہ ولا ینفر صیدہ ولا یختلی خلاہ۔ (بخاری و مسلم)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ تو حرم کا کانٹا کاٹا جائے نہ یہاں سے صید بھڑکایا جائے اور نہ تر گھاس حرم کی اکھاڑی جائے۔ (بخاری و مسلم)

ہاں موذی خبیث اور زہریلے جانوروں کا قتل کرنا جیسا کہ بیرون حرم جائز تھا یوں ہی حرم میں بھی ان کا مارنا جائز بلکہ حالت احرام میں بھی یہ اپنے خبث و فساد کے باعث ہر جگہ اور ہر حال میں سزاوار قتل ہیں۔

عن ابی سعید الخدری عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یقتل المحرم السبع العادی (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ درندے جو دشمن انسان ہیں محرم کو ان کے قتل کی اجازت ہے۔ (ترمذی)

بخاری و مسلم کی حدیث میں چند موذی جانوروں کے قتل کی تصریح ہے۔ چوہا، چیل کوا، بچھو، سانپ اور باولا کتا جو آدمیوں کو کاٹے اسی حکم میں گرگٹ، چھپکلی، پھڑ بیتو اور کھٹمل بھی داخل ہے۔

حرم کا کبوتر

مکہ معظمہ میں بکثرت جنگلی کبوتر ہیں۔ خاص خانہ کعبہ پر جھنڈ کا جھنڈ ان کا ہر وقت آتا جاتا رہتا ہے۔ آدمیوں سے انہیں مطلق وحشت نہیں ہوتی۔ غربی جانب کچھ فقرا اناج لے کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اکثر زائرین اناج کا دانہ اُن سے خرید کر کبوتروں کے آگے ڈالتے ہیں اور وہ نہایت اطمینان و سکون سے آدمیوں کے سامنے سے دانہ چُن لیتے ہیں۔

باوجود اس بے شمار کثرت کے جو کبوتر کی یہاں پائی جاتی ہے کسی طرح کی آلودگی حرم کے اندر یا خانہ کعبہ کے چھت پر پائی نہیں جاتی۔ خانہ کعبہ کے چھت پر سے کوئی جانور نہیں اُڑتا ہے۔ یہ کبوتر بھی جب بیت اللہ کے سامنے آتے ہیں تو دو حصوں میں ان کا جھنڈ پھٹ کر داہنے بائیں سے اُڑ جاتا ہے۔ چھت کے اوپر سے اُڑتے ہوئے انہیں دیکھا نہیں گیا۔

مکہ معظمہ میں شاید ہی کوئی ایسا مکان ہو جس میں کبوتر نہ رہتا ہو۔ خبردار ہرگز ہرگز انہیں نہ اُڑائیے، نہ ڈرائیے، نہ کسی طرح سے ایذا پہنچائیے۔

سلف سے یہ منقول ہے کہ یہ کبوتر اُس مبارک جوڑے کی نسل سے ہیں جس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت غار ثور میں انڈے دیئے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس خدمت کے صلہ میں اُن کو اپنے حرم پاک میں جگہ بخشی۔ یہ روایت حرم کے کبوتر کی محبت اور کشش قلبی ہر مومن کے دل میں پیدا کرتی ہے۔

بعض آفاقی ادھر اُدھر کے رہنے والے جو اب جا کر مکہ معظمہ میں آباد ہو گئے ہیں

وہ ان کبوتروں کا ادب نہیں کرتے یہ اُن کا فعل ہے ہمیں تو شارع علیہ السلام کے اتباع اور اُن کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے۔

ہاں بُرا انہیں بھی نہ کہیے سختی یا گستاخی کے ساتھ اُن کے اس فعل پر معترض نہ ہو۔ جس مقدس سرزمین کے جانوروں کا آزار پہنچانا شریعت نے حرام فرما دیا تو پھر وہاں کے مسلمان باشندوں کی بدگوئی اور دل آزاری کیوں کر جائز ہو سکتی ہے؟

دردمندی و نیازمندی کے لہجہ میں ادب کے ساتھ اگر مسئلہ شرعی اُن کے سامنے بھی بیان کر دیا جائے تو یہ دینی خیر خواہی ہے۔ خشونت و تلخی کے ساتھ حرم محترم کے کسی باشندے سے پیش آنا اگرچہ وہ آفاقی ہو شریعت کے نزدیک نامحمود ہے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

حرم محترم کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا اَمْنُكَ وَحَرَمُكَ
الَّذِىْ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا فَحَرِّمْ
لَحْمِىْ وَدَمِىْ وَعَظْمِىْ وَبَشَرِىْ عَلَى النَّارِ
اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّىْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ
عِبَادَكَ فَاِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَاَسْاَلُكَ
اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِهٖ

الٰہی یہ تیرے امن کی جگہ اور تیرا ایسا حرم ہے کہ جو اس میں داخل ہوا وہ سارے آفات سے محفوظ مامون ہو گیا پس میرے گوشت خون ہڈی اور چمڑے کو آگ کے اوپر حرام فرما دے۔ الٰہی مجھے اپنے عذاب سے مامون رکھ جس دن تو اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائے بیشک تو ہی اللہ ہے بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو رحمٰن رحیم ہے اور میرا تجھ سے یہ سوال ہے کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی اولاد پر درود بھیج۔

مکہ معظمہ کی داخلی

حرم کی زمین طے کرتے ہوئے جب بلد امین مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو مستحب یہ ہے کہ بخیال تنظیف غسل کرے جو عورتیں حیض ونفاس میں ہوں انھیں بھی داخلی مکہ معظمہ کے لئے غسل کرنا مستحب ہے جیسا کہ احرام باندھنے کے وقت ہر مرد وعورت کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ ہاں اگر نہانا متعذر ہو پھر وضو پر اکتفا کرے۔

دن کے وقت پیادہ یا بلکہ برہنہ پا مکہ معظمہ میں داخل ہونا افضل ہے۔ لیکن اگر رات میں بھی داخل ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

جب رب العالمین کا شہر نظر آئے جو مولد خیر البشر افضل الرسل خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہے، تو تکبیر کر دعا مانگے۔ درود شریف کی کثرت کرے لبیک بار بار کہے۔ دل میں خشوع وخضوع، قلب میں رقت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ ولولہ شوق اور جذبہ ذوق زیارت کے ساتھ اس مقام مقدس کی عظمت وجلال سے غافل نہ ہو۔ لرزتا، کانپتا گناہوں کی آمرزش چاہتا آنکھوں سے آنسو بہاتا ہوا داخل مکہ معظمہ ہو۔

(۱) ولیستحب ان یغتسل لدخول مکۃ ولیستحب للحائض والنفسا کما فی غسل الاحرام (فتح القدیر)

(۱) مستحب ہے کہ نہا کر مکہ معظمہ میں داخل ہو حیض و نفاس والی عورت کے لئے بھی یہ غسل ویسا ہی مستحب ہے جیسا کہ احرام کا غسل (فتح القدیر)

(۲) والمستحب ان یدخلھا نھارًا (عالمگیری)

(۲) مستحب یہ ہے کہ دن کو داخل ہو۔ (عالمگیری)

ولا یضرہ لیلاً دخلھا او نھارًا لما روی النسائی انہ علیہ السلام دخلھا لیلاً ونھارًا دخلھا فی حجۃ نھارًا ولیلاً فی عمرتہ (فتح القدیر)

کچھ ضرر نہیں ان کو داخل ہو یا رات میں۔ نسائی میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی علیہ السلام دن کو داخل ہوئے اور عمرہ ادا کرنے جب تشریف لائے تھے تو رات کو داخل ہوئے (فتح القدیر)

ان ابن عمر کان لا یقدم مکۃ الا بات بذی طوی حتی یصبح ویغتسل ویصلی فیدخل مکۃ نھارًا ویذکر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذالک (بخاری ومسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ شب ذی طوی میں بسر کرتے جب صبح ہوتی نہاتے اور نماز پڑھتے پھر کہیں دن کے وقت داخل ہوتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اسی طرح تھا (بخاری ومسلم)

داخلی مکہ کی دعا یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ جِئْتُ لِاُؤَدِّیَ فَرَائِضَکَ وَاَطْلُبَ رَحْمَتَکَ وَاَلْتَمِسَ رِضَاکَ مُتَّبِعًا لِاَمْرِکَ رَاضِیًا بِقَضَائِکَ اَسْاَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمُضْطَرِّیْنَ اِلَیْکَ الْمُشْفِقِیْنَ مِنْ عَذَابِکَ اَلْخَائِفِیْنَ مِنْ عِقَابِکَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِیَ الْیَوْمَ بِعَفْوِکَ وَتَحْفَظَنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَتَتَجَاوَزَ عَنِّیْ بِمَغْفِرَتِکَ وَتُعِیْنَنِیْ عَلٰی اَدَاءِ فَرَائِضِکَ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔

الٰہی تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں محض اس غرض سے آیا ہوں کہ تیرے فرائض ادا کروں اور تیری رحمت کی درخواست کروں اور تیری رضامندی چاہوں اور تیرے حکم کی پابندی کروں اور تیرے فیصلہ پر راضی رہوں۔ میں تجھ سے بیقراروں جیسا سوال کرتا ہوں اور ان کی طرح جو تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور تیرے عقاب سے خوف کھاتے ہیں۔ میری التجا یہ ہے کہ آج میرے ساتھ معافی سے پیش آ اور اپنی رحمت سے میری حفاظت فرما اور اپنی بخشش کی وجہ سے میری خطاؤں سے درگزر کر اور اپنے فرائض ادا کرنے میں میری مدد فرما۔ الٰہی میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور ان میں مجھے داخل فرما اور مجھ کو شیطان راندۂ درگاہ کے شر سے بچا۔

مدعیٰ

یہ وہ مقام ہے جہاں سے قبل تعمیر مکانات بیت اللہ شریف نظر آتا تھا۔ اللہ اکبر یہ عظیم قبول و اجابت کا وقت ہے، نگاہ پڑتے ہی تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور تین مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے پھر صدق دل سے نہایت تضرع والحاح کے ساتھ اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اپنے اساتذہ کے لئے، اپنے شیوخ طریقت کے لئے، اپنے تمام عزیزوں دوستوں اور مسلمانوں کے لئے دعا کریں۔ بہترین دعا مغفرت، عاقبت اور بلاحساب وکتاب جنت کا مانگنا ہے۔ انشاء اللہ شفیع المذنبین تاجدار مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اس وقت کی دعا مقبول ہوگی۔

احادیث شریفہ میں سے تین دعائیں لکھتا ہوں۔ جسے جو آسان معلوم ہو یاد کرے اور دعا نہ یاد ہو سکے تو صرف سبحان اللہ الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر بار بار کہے اور بکثرت درود بھیجے۔ صادق مصدوق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ درود پڑھنے والے کا اللہ تعالیٰ غم دور کرے گا اور کام بنا دے گا۔

(۱) اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَعَظَّمَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا

(۱) الٰہی اپنے اس گھر کی بزرگی اور بڑائی اور اس کی تکریم وہیبت کو اور زیادہ کر اور اس کی بزرگی بڑائی عظمت اور نیکی زیادہ فرما جو اس کو معظم اور مکرم سمجھے اور اس مکان میں آکر حج یا عمرہ کرے۔

(۲) اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الدَّيْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

(۲) میں اس ذات پاک سے جو اس گھر کا مالک ہے پناہ مانگتا ہوں قرض سے محتاجی سے تنگدلی سے اور قبر کے عذاب سے

(۳) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ

(۳) الٰہی تیرا نام سلام ہے اور تیری طرف سے سلامتی ہے

فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ

(ا) واذا عاین البیت کبر وهلل ثلاثا ویدعو بما بدا له وعن عطاء انه علیه السلام کان یقول اذا لقی البیت اعوذ برب البیت الخ ویرفع یدیه ومن اهم الادعیة طلب الجنة بلاحساب فان الدعاء مستجاب عند رؤیة البیت (فتح القدیر)

(الف) جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو تین مرتبہ تکبیر و تہلیل کہے پھر جو چاہے دعا کرے عطاء سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی اعوذ برب البیت الخ (دیکھو نمبر ۲) اور بہت بڑی دعا جنت کا بلاحساب مانگنا ہے۔ بے شک رؤیت کعبہ کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے۔

(فتح القدیر)

(ب) اسند البیهقی الی سعید بن المسیب قال سمعت عمر کلمة ما بقی احد من الناس سمعها غیری سمعته یقول اذا رای البیت اللهم انت السلام الخ

(فتح القدیر)

(ب) بیہقی میں سعید ابن المسیب سے یہ مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ زیارت بیت اللہ کے وقت عمر رضی اللہ عنہ جو کلمات فرمایا کرتے تھے اس کا سننے والا اب صرف ایک میں ہی باقی رہ گیا ہوں وہ جب بیت اللہ کو دیکھتے تو کہتے اللھم انت السلام الخ (دیکھو نمبر ۳)

(فتح القدیر)

(ج) واسند الشافعی عن ابن جریج ان النبی صلی الله علیه وسلم اذا رای البیت رفع یدیه وقال اللهم زد هذا البیت الخ (فتح القدیر)

ج - امام شافعی ابن جریج سے روایت فرماتے ہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کو دیکھتے تو دونوں مقدس ہاتھوں کو اٹھا کر یہ دعا فرماتے اللھم زد ہذا البیت الخ (دیکھو نمبر ۱) (فتح القدیر)

مسجد الحرام

کعبہ مکرمہ کے گرداگرد مطاف کا حلقہ ہے۔ اس کے بعد ایک وسیع صحن ہے جس میں سیاہ کنکریوں کا فرش بچھا ہوا ہے۔ اس کے کنارے کنارے کئی کئی درجے کے دالان بنے ہوئے ہیں۔ اسی کو مسجد الحرام کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل و تاریخ صفحات ماسبق میں دیکھو۔ مسجد الحرام آنے جانے کے لئے متعدد دروازے ہیں اور ہر دروازہ کا ایک نام ہے۔ جس دروازے سے زائرین بیت اللہ داخل ہوتے ہیں اُس کا نام باب السلام ہے۔ اس کا دوسرا نام باب بنو شیبہ ہے۔

مکہ معظمہ میں پہنچکر سب سے پہلے مسجد الحرام میں حاضر ہونا چاہیئے۔ حاضری کے وقت اعضا میں تذلل و خاکساری عجز و بیتوائی کی ہیئت پیدا کرے دل میں خشوع و خضوع کی سعی بلیغ کرے۔ چوکھٹ کو بوسہ دے کر

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

(شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے اور سب خوبیاں خدا کو اور رسول اللہ پر سلام۔ الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد اور اُن کی آل اور اُن کی بیبیوں پر۔ الٰہی میرے گناہ بخشدے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔)

پڑھے اور داہنا قدم اندر رکھے۔ چوکھٹ پر قدم رکھنے سے احتراز چاہیئے یہ وہ دعا ہے کہ ہر مسلمان کو ہر مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پڑھنا چاہیئے۔ علی الخصوص مسجد الحرام کی حاضری۔

جب مسجد الحرام سے یا کسی اور مسجد سے باہر آئے جب بھی اسی دعا کو پڑھے لیکن اس وقت

بجائے اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کے اَبْوَابَ فَضْلِکَ کے اور سَہِّلْ لِیْ اَبْوَابَ رِزْقِکَ کا جملہ اور بڑھا لے۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو دعا ترمذی ابن ماجہ ابن خزیمہ اور ابن ابی شیبہ نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے وہ یہی دعا ہے۔ مسجد میں حاضر ہونے اور واں سے باہر آنے میں اس دعا کا معمول برکات عجیبہ رکھتا ہے۔

خانۂ کعبہ

یہ تو معلوم ہو چکا کہ خانہ کعبہ ایک مربع شکل کا مکان ہے اس بیت مطہر کی چار دیواریں ہیں جہاں دو دو دیواریں اس مکان مقدس کی ملتی ہیں اُسے رکن کہتے ہیں۔ مکان کی دو دیواریں جب ملیں گی تو گوشہ یعنی زاویہ پیدا ہوگا یہی زاویہ رکن ہے مثلاً دیکھو ا ی دونوں دیواریں مقام ا پر ملی ہیں یہی زاویہ ا ایک رکن ہوا یا یہاں ع اور ش دو دیواریں ش پر ملی ہیں یہ زاویہ ش ہوا اب خانہ کعبہ کی ایک شکل قرار دے لو۔
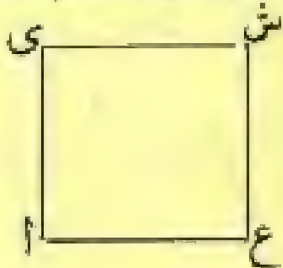
زاویہ ع رکن عراقی ہے زاویہ ا رکن اسود ہے زاویہ ی رکن یمانی ہے اور زاویہ ش رکن شامی ہے۔

رکن اسود سے رکن عراقی تک چوّن بالشت کا فاصلہ ہے۔ رکن عراقی سے رکن شامی تک اڑتالیس بالشت۔ رکن شامی سے رکن یمانی کا فاصلہ وہی ہے جو رکن اسود اور رکن عراقی کے مابین فاصلہ ہے یعنی چوّن بالشت رکن یمانی سے رکن اسود کا فاصلہ

رکن عراقی اور رکن شامی کا فاصلہ ہے یعنی اڑتالیس بالشت۔

حطیم، رکن عراقی سے رکن شامی تک ہے فاصلہ داخل حطیم کے اعتبار سے لکھا گیا ہے۔ لیکن اگر بیرون حطیم سے فاصلہ لیں تو پھر رکن عراقی سے رکن شامی تک فاصلہ ایک سو تین بالشت ہوتا ہے۔ اس صورت میں رکن یمانی سے رکن اسود تک کا فاصلہ بہتر بالشت فاصلہ عراقی و شامی سے کم ہوگا۔

حجر یا حطیم

قریش نے جب اپنے عہد میں خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی تو سامان تعمیر میں کمی محسوس ہوئی۔ مشورہ سے یہ رائے قرار پائی کہ طول میں بنائے ابراہیمی سے کچھ کم کر دینا چاہیئے اور جس قدر زمین خانہ کعبہ کی چھوڑی جائے اُسے دیوار سے گھیر دیا جائے۔

حطیم خانہ کعبہ کے شمالی دیوار کی طرف واقع ہے۔ ایک قوسی دیوار سے اسے گھیر دیا گیا دیوار کی چوڑان دو اور تہائی گز $2\frac{1}{3}$ ہے۔ بلندی اس کی ڈھائی گز ہے۔

حطیم کی زمین کا طول سترہ گز ہے اور عرض پندرہ گز دیوار حطیم کی چوڑان اس پیمائش میں شامل نہیں ہے۔ (گز سے مراد شرعی گز ہے)۔

حطیم کے لفظی معنی ٹکڑے کے ہیں چونکہ یہ حصہ کعبہ کی زمین سے ایک ٹکڑا ہے اس لئے اسے حطیم کہتے ہیں۔

حِجر کے معنی باز رکھنا روک دینا ہے اس زمین کو کعبہ میں شامل ہونے سے باز رکھا گیا۔ اس لئے دوسرا نام اس کا حِجر ہے۔

کس قدر کعبہ کی زمین حطیم میں شامل ہے اس میں تین روایتیں ہیں۔ بعضوں کے نزدیک جنوباً و شمالاً چھ ہاتھ اور بعض کے نزدیک سات ہاتھ۔ بعض کہتے ہیں کہ کل زمین حطیم کی کعبہ کی زمین ہے۔ اسی وجہ سے طواف حطیم کے باہر کرتے ہیں تاکہ بیت اللہ کا کوئی حصہ چھوٹنے نہ پائے

حطیم میں داخل ہونے کے لئے دونوں طرف راستے ہیں تاکہ آنے جانے میں کشاکش نہ ہو۔

شاذروان

خانہ کعبہ کے شمالی جانب تو حطیم کی دیوار ہے۔ لیکن جنوب و شرق و غرب کی جانب اونچا پشتہ بقدر سولہ انگل بنا دیا گیا ہے۔ اسی پشتہ دیوار کو شاذروان کہتے ہیں۔ یہ پشتہ نہایت خوشنما کارنس کی شکل کا بنا ہوا ہے۔ فرق یہ ہے کہ کارنس دیوار کے اوپر بنائی جاتی ہے اور یہ دیوار کے نیچے ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شاذروان داخل زمین کعبہ ہے۔ اُن کی تحقیق یہ ہے کہ تعمیر قریش کے وقت شمالی جانب جو زیادہ حصہ خانہ کعبہ کا چھوڑ دیا گیا تھا اُس کا حطیم نام ہوا۔ لیکن بقیہ تین سمتوں میں جو قریب ایک ہاتھ کے کعبہ کی زمین اور بھی چھوڑ دی گئی تھی اسے پشتہ بنا کر قدم گاہ ہونے سے محفوظ کر لیا گیا ہے۔ مگر ہمارے ائمہ احناف کی تحقیق یہ ہے کہ بجز حطیم اور کسی طرف زمین کعبہ کا چھوڑنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ شاذروان پشتہ ہے اور اُس سے حفاظت و استحکام مقصود ہے۔

میزاب رحمت

شمالی دیوار کے چھت پر رکن شامی و عراقی کے مابین یہ پرنالہ سونے کا نصب ہے اس میں زبانہ بھی بنا ہوا ہے۔ ایک بالشت چوڑا ہے اور چار ہاتھ لانبا چھت کے باہر جس قدر حصہ اُس کا نمایاں ہے وہ ڈیڑھ ہاتھ کے انداز سے ہے طواف سے فارغ ہو کر جب حطیم کے اندر داخل ہوتے ہیں تو میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ یہاں کی دعا مقبول اور دعا مانگنے والا مسعود ہے۔

میزاب رحمت کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اِیْمَانًا لَا یَزُوْلُ وَیَقِیْنًا لَا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَاسْقِنِیْ بِكَاْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا

الٰہی میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو ٹل نہ سکے اور ایسا یقین جو ختم نہ ہو اور آخرت میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ الٰہی مجھے حشر کے روز اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمانا۔ اُس روز تیرے عرش کے سوا اور کہیں سایہ نہ ہوگا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے مجھے ایسا جام پلانا کہ پھر کبھی میں پیاسا نہ ہوں۔

باب کعبہ

بیت اللہ شریف کا دروازہ رکن اسود اور رکن عراقی کے درمیان ہے حجر اسود سے باب کعبہ کا فاصلہ دس بالشت ہے زمین سے دروازہ گیارہ بالشت اونچا ہے۔ چوکھٹ چاندی کی ہے اور اس پر سونا چڑھا ہوا ہے۔ چوکھٹ میں اعلیٰ درجہ کی صناعی کی گئی ہے۔

دروازے میں چاندی کے دو کنڈے ہیں۔ ان میں قفل پڑا رہتا ہے۔ رخ دروازہ کا مشرق کی جانب ہے۔ طول اس کا تیرہ بالشت اور عرض آٹھ بالشت ہے۔ طواف کے وقت جب باب کعبہ کا محاذ ہوتا ہے تو اُس وقت دعا مانگتے ہیں۔

باب کعبہ کی دعا

اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُكَ

الٰہی یہ تیرا گھر ہے تیرا حرم ہے تیرا امن ہے یہ وہ

وَهٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُكَ وَهٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاَعِذْنِیْ مِنْهَا

جگہ ہے جہاں دوزخ سے پناہ مانگنے والے تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ میں تجھ سے آتش دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس مجھے اس سے بچالے

مُلْتَزَم

حجر اسود سے دروازۂ بیت اللہ[1] کا جو فاصلہ بقدر دس بالشت ہے اس قدر حصہ دیوار کا نام ملتزم ہے طواف سے فارغ ہو کر اس سے لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے (التزام کے معنی لپٹنا ملتزم بضم میم وفتح زائے معجمہ جس سے لپٹا گیا)

ملتزم سے لپٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ سر سے اونچا[2] ہاتھ کرکے دیوار پر پھیلادے یا داہنا ہاتھ[3] دروازہ کعبہ کی طرف اور بایاں حجر اسود کی طرف پھیلائے کبھی اپنا سینہ اور پیٹ کبھی داہنا رخسارہ کبھی بایاں کبھی سارا رخ اُس پر رکھے اور سوز دل رقت قلب سے دعا مانگے صادق مصدوق رحمۃ للعالمین نے یہ مژدہ سنایا ہے کہ دعا ملتزم کی مقبول ہے یقین کامل اور ایمان صادق ہے تو انشاء اللہ دعا مقبول ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ میں جب چاہتا ہوں جبریل کو دیکھتا ہوں کہ ملتزم سے لپٹے ہوئے یہ دعا مانگ رہے ہیں۔

بعد طواف ملتزم کی دعا

یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ

اے قدرت والے، اے عزت والے مجھ سے اپنی وہ نعمت زائل نہ فرما جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

(۱) فی شعب الایمان عن ابن عباسؓ (۱) شعب الایمان میں حضرت ابن عباسؓ

عن علیہ السلام قال ما بین الرکن والباب ملتزم

روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان جو حصۂ دیوار ہے وہی ملتزم ہے

(۲) ویضع یدیہ علیٰ راسہ مبسوطتین علی الجدار قائمتین والتصق بالجدار (در مختار)

(۲) ملتزم سے یوں لپٹے کہ دونوں ہاتھ سر سے اونچے کرکے دیوار کعبہ پر پھیلا دے اور دیوار سے لپٹ جائے (در مختار)

(۳) عن عمرو بن شعیب قال طفت مع عبد اللہ (بن عمرو بن العاص) حتی استلم الحجر و قام بین الرکن والباب فوضع صدرہ ووجہہ وذراعیہ وکفیہ ھکذا و بسطہما بسطا ثم قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ (فتح القدیر)

(۳) عمرو بن شعیب کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے ساتھ طواف کیا ختم طواف کے بعد انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور باب کعبہ اور حجر اسود کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ پھر اپنا سینہ اور منہ اور دونوں ہاتھ اور کف دست انہوں نے اس طرح رکھے یعنی ایک کو باب کعبہ کی طرف پھیلایا اور دوسرے ہاتھ کو حجر اسود کی طرف پھر عبد اللہ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ (فتح القدیر)

مستجار

غربی دیوار کعبہ کا اس قدر حصہ جو ملتزم کے مقابل ہے اس کا نام مستجار ہے یہ مقام بھی دعا کا ہے اور اپنے مخصوص برکات سے زائر بیت اللہ کو سعادت بخشتا ہے۔ مستجار رکن عراقی و یمانی کے مابین ہے۔ اس مقام کی وہی دعا ہے جو رکن عراقی کی دعا ہے۔

طواف کرنے والا طواف کے وقت ارکان اربعہ سے گزرے گا۔ ملتزم کا بھی آسے محاذ ہو گا اور مقام ابراہیم بھی اس کے بازو سے مقابل ہو گا۔ ان سب اوقات اور مقامات کے لئے خاص خاص دعائیں ہیں لیکن جسے یاد نہ ہو وہ دعائے جامع اور درود شریف پر

اکتفا کرے۔ یہاں ہر موقع کی دعا لکھ دی جاتی ہے۔ تاکہ بیان طواف میں تسلسل قائم رہے اور وہاں دعا لکھنے کی حاجت نہ ہو۔ سب سے پہلے مقام ابراہیم کی دعا لکھی جاتی ہے۔ طواف کے وقت بازو پر مقام ابراہیم پڑے گا۔

طواف میں مقام ابراہیم کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مَقَامُ اِبْرَاھِیْمَ الْعَائِذِ اللَّائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ حَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَی النَّارِ

الٰہی یہ تیرے خلیل حضرت ابراہیم کا مقام ہے جنہوں نے تیری ہی پناہ چاہی تھی اور تیرا ہی سہارا پکڑا تھا جب کہ کفار نے انہیں آگ میں ڈالا تھا پس ان کی برکت ہمارے گوشت پوست کو آگ پر حرام کر دے

طواف میں رکن عراقی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشِّرْکِ وَالشَّکِّ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ

الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شرک اور شک اور نفاق اور مسلمانوں میں پراگندگی ڈالنے سے اور بری عادتوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ بری واپسی اپنے مال اور اہل و عیال کی طرف ہو۔

طواف کے وقت رکن شامی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ

الٰہی اس حج کو ہر ایک گناہ سے پاک و صاف رکھنا اور میری سعی کو مشکور فرمانا میرے گناہ کو بخش دے اور ایسی تجارت نصیب فرما جس میں کسی طرح کا نقصان نہ ہو تو ہی غالب اور مغفرت فرمانے والا ہے

طواف کے وقت رکن یمانی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ	الٰہی میں تیری پناہ میں آیا کفر سے اور میں تیری پناہ میں آیا محتاجی اور عذاب قبر سے اور زندگانی و موت کے فتنہ سے میں تیری پناہ میں آیا دنیا اور آخرت کی رسوائی سے۔

مقام ابراہیم

مسجد الحرام میں کعبہ کے سامنے مطاف کے کنارہ ایک قبہ ہے جس کی چاروں طرف لوہے کی جال دار دیواریں قائم ہیں۔ شاذروان کعبہ جو اس جالی کے مقابل ہے ساڑھے تین گز کے فاصلہ پر ہے۔ حجر اسود اور اس قبہ شریف میں ستائیس گز کا فاصلہ ہے۔

اس قبہ میں وہ سنگ مقدس ہے جس پر چڑھکر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کعبہ کی دیوار بناتے تھے۔ جب پتھر لینے کے لئے جھکتے تھے تو یہ پتھر لچک کر نیچا ہو جاتا اور جب پتھر لے کر آپ کھڑے ہوتے تو یہ بلند ہو جاتا تھا۔

اس پتھر میں قدم مبارک اور انگشت مبارک حضرت ابراہیم خلیلؑ کا نشان قائم ہو گیا تھا جو اس وقت تک موجود ہے۔ علامہ محمد بن جبیر اندلسی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

"مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جسے اب چاندی سے منڈھ دیا گیا ہے۔ یہ تین بالشت بلند اور دو بالشت کا چوڑا پتھر ہے۔ میں نے اس سے مس کیا چوما اور آب زمزم اس پر ڈال کر پیا۔"

چاندی کا پتر جو اس پر چڑھا ہوا ہے موقع قدم پاک و انگشت مبارک پر بمقدار اصل ہی

پیمائش صحیح اس میں عمق رکھا ہے۔ تاکہ زائرین اس نشان مبارک کے برکات سے سعادت اندوز ہو سکیں جسے کلام مجید نے آیات بینات ارشاد فرمایا ہے۔

طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز مقام ابراہیم میں پڑھتے ہیں۔ ان دو رکعتوں کا بعد طواف پڑھنا حنفی مذہب میں واجب ہے۔

مقام جبرئیلؑ یا معجنہ ابراہیمؑ

آستانہ کعبہ کے پاس دیوار شرقی سے ملا ہوا ایک حوض نما چھوٹا سا گڑھا ہے۔ طول اس کا سات بالشت اور سات انگل ہے۔ عمق ڈھائی بالشت کے قریب ہے۔ عرض اتنا ہے کہ نمازی اچھی طرح سجدہ ادا کر سکے۔ اس جگہ حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور پنجگانہ نماز کے اوقات متعین کئے تھے۔ اسی لئے اس کا نام مقام جبرئیل ہے۔ تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم خلیلؑ اس میں گارا بناتے تھے اس لئے اس کا دوسرا نام معجنہ ابراہیم ہے یعنی ابراہیمؑ کے گارا بنانے کی جگہ۔

زمزم

چاہ زمزم کا قبہ رکن اسود کے سامنے چوبیس قدم کے فاصلہ پر ہے۔ ایک قدم تین بالشت کا اور ایک گز چوبیس انگل کا ہوتا ہے۔ یہ کنواں دیوار کعبہ سے ۳۲ گز کے فاصلہ پر ہے کنواں کا منہ چار گز عریض ہے۔ عمق اس کا ۹۹ گز ہے جگت جس پر کھڑے ہو کر پانی بھرتے ہیں۔ تقریباً قد آدم کے برابر بلند ہے۔ ہر طرف گھڑنیاں بنی ہوئی ہیں جس کا جی چاہے پانی بھرے اور پیئے کنوئیں کے چاروں طرف پتھر کی دیوار نہایت مضبوط قائم کی گئی ہے۔ اس کا دروازہ شرق کی جانب ہے۔ یہ دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے۔ رات کے وقت بند ہو جاتا ہے۔ اس کوٹھری میں کئی نالیاں بنی ہوئی ہیں۔ جن سے وہ پانی جو یہاں گرتا ہے باہر کی طرف نکل جاتا ہے کنوئیں

میں نہ تو خس و خاشاک آنے پاتا ہی نہ جگت اور نالیاں کیچڑ سے آلودہ رہتی ہیں۔ صفائی کا انتظام بے حد اچھا ہی۔

بعد طواف چاہ زمزم پر آکر تین سانس میں کو کھ بھر کر پانی پینا مسنون ہی۔ حدیث شریف میں وارد ہی کہ جس مقصد کی نیت سے پانی پیا جائے گا حق سبحانہ تعالیٰ اس مقصد میں کامیابی عطا فرماتا ہی۔ ممکن ہو تو اپنے ہاتھ سے پانی کھینچکر نکالے ورنہ پلانے والوں سے طلب کرے اور ڈول سے کر پئے۔ پی کر جو پانی بچ جائے اُسے اپنے بدن پر ڈال لے یا کنوئیں میں گرا دے۔

حجرِ اسود

سمت شرقی کے کونے پر نصب ہی۔ یہ پتھر فی الحقیقت بڑا ہی لیکن زیادہ حصہ اس کا دیوار میں دبا ہوا ہی۔ جس قدر نمایاں ہی وہ ایک بالشت چوڑا اور اس سے کچھ زیادہ لمبا ہی۔ اس کے گرداگرد چاندی کا محیط حلقہ ہی۔ رنگ پتھر کا سیاہ ہی۔ سیاہ میں سفید چاندی کی چمک بہت ہی ضیا افگن ہی۔ طواف حجر اسود ہی سے شروع کرتے ہیں اور اسی پر ختم کرتے ہیں۔

مسجد الحرام کی حاضری اور سنگ اسود کی حضوری

مکہ معظمہ پہنچکر بعد اطمینانِ رخت و سامان سب سے پہلے مسجد الحرام کی(۱) حاضری ہونی چاہیئے اور مسجد الحرام میں حاضر ہو کر سب سے پہلے حجر اسود کی(۲) طرف رخ کرکے تکبیر و تہلیل کرنا ہی۔ جب اس سنگ مقدس کے پاس پہنچے تو رو بکعبہ حجر اسود سے قریب اُس کے داہنی جانب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے سیدھے ہاتھ کو رہے پھر طواف کی نیت کرے۔

طواف کی نیت اور آغاز طواف

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

الٰہی میں تیرے عزت والے گھر کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں پس تو اُسے مجھ پر آسان فرما دے اور قبول فرمالے۔

اس نیت کے بعد کعبہ کو منھ کئے اپنے داہنے سمت چلے جب سنگ اسود کے مقابل ہو جو اولی حرکت میں حاصل ہوتا ہی کانوں(۳) تک دونوں ہاتھ اس طرح اُٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ کے وقت نماز میں ہاتھوں کو بلند کرتے ہیں لیکن ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہوں اور کہے۔

ہاتھ اُٹھانے کا موقع ہی نیت کے وقت ہاتھ اُٹھانا بدعت ہی

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

شروع اللہ کے نام سے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہی اور اللہ سب سے بڑا ہی اور درود و سلام رسول اللہ پر

تقبیل و استلام کا طریقہ

اب میسر ہو سکے تو حجر مطہر پر دونوں(۴) ہتھیلیاں اور اُن کے بیچ میں منھ رکھکر یوں بوسہ دے کہ آواز نہ پیدا ہو۔ تین بار ایسا ہی کرے۔ یہ نصیب ہو تو کمال سعادت ہی۔ ہجوم کے سبب سے اگر یہ موقع نہ ملے تو ہاتھ سے حجر(۵) مطہر کو چھو کر اپنا ہاتھ چوم لے۔ اگر ہاتھ نہ پہنچ سکتا ہو تو پھر کسی پاک لکڑی(۶) سے حجر اسود کو چھو کر اُس لکڑی کو چوم لے۔ یہ بھی اگر میسر نہ آئے تو ہاتھوں سے اُس کی طرف(۷) اشارہ کرکے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔ اصطلاح شریعت میں اسے تقبیل و استلام کہتے ہیں۔

لفظ استلام کے معنی

تقبیل کے معنی چومنا اور بوسہ دینا ہی لیکن استلام بمعنی بوسہ دادن و از دست سودن و سلام کردن تینوں معنوں میں مستعمل ہی۔ محدثین لکھتے ہیں کہ لفظ استلام یا سلام بفتح سین سے باب افتعال میں لایا گیا ہی جس کے معنی تحیۃ و سلام کے ہیں۔ حجر اسود کا دوسرا نام اسی مناسبت سے محیّا ہی۔ اس کا سلام و تحیۃ یہی ہی کہ اسے بوسہ دیا جائے یا یہ لفظ سلام سِلام بکسر سین بمعنی حجارہ سے باب افتعال میں لایا گیا ہی جس کا واحد سلِمہ بکسر لام ہی جیسا کہ کحل سے اکتحال۔ اس تقدیر پر استلام بمعنی سودن ہوگا۔ استلمت الحجر ای لمست الحجر۔

جہاں کہیں استلام اور تقبیل دونوں کا مشتق واو عاطفہ کے ساتھ مذکور ہی وہاں استلام کے معنی ہاتھ لگانا یا ہاتھ یا کسی چیز سے چھونا ہی اور تقبیل کے معنی چومنا اور جہاں کہیں

صرف استلام کا لفظ ہے وہاں دونوں معنوں کا احتمال ہے۔

تقبیل و استلام کے متعلق جس قدر صورتیں بتائی گئی ہیں یہ سب شارع علیہ السلام سے منقول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ بھی دیا ہے، دستِ مبارک سے بھی مس فرمایا ہے کسی خمیدہ لکڑی سے بھی چھو کر اُسے چوم لیا ہے۔ اشارہ پر بھی اکتفا فرمایا ہے۔

بے شک حجر اسود کا بوسہ دینا مسنون ہے اور اس سنت کا ادا کرنا امت کے لئے سعادت عظمیٰ ہے لیکن اگر ہجوم خلائق ہو جس میں اپنی اذیت یا غیر کی تکلیف متصور ہو تو ایسی صورت میں اُس کی طرف ہاتھ اُٹھا کر اپنے ہاتھ کو چوم لینا ہی کافی ہے۔ بوسہ گاہ نبوی تک کا پہنچانا اور اس کے پر انوار زیارت سے استبصار کیا کم خوش نصیبی ہے جو کشاکش میں پھنس کر اذیت اُٹھائے اور کچلا جائے یا کسی دوسرے کو دھکا دے اور کچل ڈالے اذیت پہنچنے سے اپنا ذوق باطل ہوتا ہے۔ دوسروں کو اذیت پہنچانے میں یہ جرم ہے کہ عین حرم میں بیت اللہ کے سامنے ایک مسلمان صاحب ایمان کو اذیت پہنچائی۔

مکہ معظمہ میں ابھی تو حاضری رہے گی اگر طواف قدوم کے موقع پر تقبیل حجر کا موقع نہ ملا تو انشاء اللہ طواف زیارت یا طواف وداع یا کسی نفل طواف میں یہ سعادت بھی حاصل ہو جائے گی۔ اُس وقت اطمینان و سکون کے ساتھ حجر اسود کو بوسہ دے۔ اُس پر رخسارہ رکھے آنکھوں سے آنسو بہانے یہ ہمارے پیشوا، ہمارے آقا، حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

امت محمدی کے لئے یہ کیسی سعادت ہے کہ وہ مقام جہاں آنسو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے گرے ہوں وہاں اس کا آنسو بہے، جہاں دہن پاک اور لب مبارک صاحب لولاک کے پہنچے ہیں۔ اُس جگہ کے بوسہ دینے اور منہ رکھنے کی سعادت حاصل ہو اللہ اللہ یہ عجیب احسان رب کریم کا بطفیل سید الانبیاء امت مرحومہ کے لئے قائم و باقی ہے صلے اللہ تعالےٰ علی نبیہ الکریم الامین وعلےٰ الہ واصحابہ وبارک وسلم الی یوم الدین

(۲و) فاذا دخل مکۃ ابتدء بالمسجد ثم ابتدء بالحجر الاسود فاستقبلہ وکبر وھلل لما روی ان النبی علیہ السلام دخل المسجد فابتدأ بالحجر فاستقبلہ وکبر وھلل
(ھدایہ)

(۱) جب مکہ میں آئے تو ابتداء حاضری کی مسجد الحرام سے کرے۔ یہاں پہنچکر حجر اسود کے پاس آئے اور اُس کی طرف رخ کرکے تکبیر و تہلیل کہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مروی ہے کہ مسجد الحرام میں پہنچکر سب سے پہلے حجر کے پاس آپ تشریف لائے اور اُس کی طرف رخ کرکے تکبیر و تہلیل فرمائی
(ھدایہ)

(۲و) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہ علیہ السلام اول شئ بدأ بہ حین قدم مکۃ انہ توضأ ثم طاف بالبیت (فتح القدیر)

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ پہنچکر سب سے پہلا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ آپ نے وضو فرمایا پھر طواف بیت اللہ شروع کیا۔ (فتح القدیر)

(۲-۱) عن عطاء مرسلا لما دخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکۃ لم یلو علی شئ ولم یعرج ولا بلغنا انہ دخل بیتا ولا لھا بشئ حتی دخل المسجد فبدأ بالبیت (فتح القدیر)

(۱) حضرت عطا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے تو نہ کسی چیز کی طرف مائل ہوئے نہ کسی کام میں مشغول ہوئے نہ کسی گھر میں تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ مسجد الحرام میں تشریف لائے اور طواف بیت اللہ شروع کر دیا۔ (فتح القدیر)

(۳) ا ویرفع یدیہ لقولہ علیہ السلام لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن وذکر من جملتھا استلام الحجر
(ھدایہ)

(۳) الحجر اسود کے پاس دونوں ہاتھ اُٹھانا چاہیئے اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہاتھ نہ اُٹھایا جائے لیکن سات جگہوں میں اور منجملہ اُن کے استلام حجر اسود ہے۔
(ھدایہ)

(۳) ب ویکون باطنہما فی ھذا الرفع الی الحجر کھیئتہما فی افتتاح الصلوٰۃ (ھدایہ)

(ب-۳) ہاتھ اُٹھانے میں کف دست حجر اسود کی طرف ہو جیسا کہ نماز کے افتتاح میں کف دست قبلہ رخ ہوتے ہیں (ھدایہ)

(۴) الف واستلام الحجر للطواف بمنزلۃ التکبیر للصلوات فیبدأ بہ طوافہ (مبسوط)

(الف-۴) طواف کے لئے حجر اسود کا بوسہ دینا ایسا ہی ہے جیسا نماز کے لئے تکبیر تو پھر طواف کو حجر اسود کے بوسے سے شروع کرے (مبسوط)

(۴) ب وصفۃ الاستلام ان یضع کفیہ علی الحجر ویضع فمہ بین کفیہ ویقبلہ ویکررہ مع التقبیل ثلاثا (رد المحتار)

(ب-۴) استلام کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں حجر پر رکھ کر منہ بیچ میں دونوں ہاتھوں کے رکھے اور بوسہ دے اور تین مرتبہ اسی طرح کرے (رد المحتار)

(۴) ج ثم ھذا التقبیل لا یکون لہ صوت (فتح القدیر)

(ج-۴) بوسہ لینے میں آواز نہ ہونا چاہئے۔ (فتح القدیر)

(۵) واستلمہ ان استطاع من غیر ان یؤذی مسلما لان الاستلام سنۃ والتحرز عن اذی المسلم واجب (ھدایہ)

(۵) حجر اسود کو بوسہ دے اگر بغیر اذیت پہنچانے کسی مسلمان کے ممکن ہو۔ اس لئے کہ استلام سنت ہے اور مسلمان کی اذیت رسانی سے بچنا واجب ہے (ھدایہ)

(۶) وان امکنہ ان یمس الحجر شیئا فی یدہ کالعرجون وغیرہ ثم قبل ذالک فعلہ (ھدایہ)

(۶) اگر بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا ممکن نہ ہو تو کسی خمیدہ لکڑی سے حجر اسود کو چھو کر اسی لکڑی کو چوم لے (ھدایہ)

(۷) وان عجز عنہما ای الاستلام والمس استقبلہ مشیرا الیہ بباطن کفیہ

(۷) اگر استلام اور امساس دونوں سے عاجز ہو تو پھر حجر کی طرف رخ کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک

ای بان یرفع یدیہ حذاء اذنیہ ویجعل باطنہما نحو الحجر مشیرا بہما الیہ وظاھرھما نحو وجھہ ثم یقبل کفیہ ای بعد الاشارۃ (رد المحتار)

اُٹھائے۔ اس طرح کہ کف دست حجر اسود کی طرف ہو اور پشت دست اپنے رخ کی جانب اور دونوں ہاتھوں سے اشارہ حجر اسود کی طرف کرکے اپنے ہاتھوں کو چوم لے۔ (رد المحتار)

(۱) عن جابر قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لما قدم مکۃ اتی الحجر فاستلمہ ثم مشی علی یمینہ (مسلم)

(۱) حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ تشریف لائے تو حجر اسود کے پاس آکر استلام ادا فرمایا پھر اپنے داہنے ہاتھ کی سمت چلنا شروع فرمایا۔ (مسلم)

(۲) عن ابی الطفیل قال رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یطوف بالبیت ویستلم الرکن بمحجن معہ ویقبل المحجن (رواہ مسلم)

(۲) ابو الطفیل کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف بیت اللہ ادا کرتے ہوئے دیکھا حجر اسود کا استلام ایک خمیدہ لکڑی آپ کے ساتھ تھی اس سے کرتے اور اس لکڑی کو چوم لیتے (مسلم)

(۳) عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طاف بالبیت علی بعیر کلما اتی علی الرکن اشار الیہ بشیء فی یدہ وکبر (بخاری)

(۳) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار طواف بیت اللہ کا ادا فرمایا جب حجر اسود کے پاس تشریف لاتے تو کسی چیز سے جو دست مبارک میں تھی اس کی طرف اشارہ فرماتے اور تکبیر کہتے (بخاری)

(۴) عن الزبیر بن عربی قال سأل رجل ابن عمر عن استلام الحجر فقال رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یستلمہ ویقبلہ (بخاری)

(۴) زبیر ابن عربی کہتے ہیں کہ کسی نے استلام حجر کے متعلق ابن عمر سے سوال کیا تو ابن عمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ حجر اسود کو ہاتھ سے بھی چھوا ہے اور منہ سے بھی چوما ہے۔ (بخاری)

(۵) عن عابس بن ربیعة قال رأیت عمر یقبل الحجر ویقول انی لاعلم انک حجر ما تنفع ولا تضر ولولا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک (بخاری ومسلم)

(۵) عابس بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ پر بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے نہ چومتا (بخاری مسلم)

(۲) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل الحجر ووضع شفتیہ علیہ وبکی طویلا ثم نظر فاذا ھو بعمر رضی اللہ عنہ فقال یا عمر ھنا تسکب العبرات (ابن ماجہ)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور لب مبارک اس پر رکھ کر دیر تک گریہ فرماتے رہے پھر جو نظر اٹھائی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو موجود پایا تو آپ نے فرمایا عمر آنسو بہانے کی یہ جگہ ہے۔ (ابن ماجہ)

رکن یمانی

یہ تو معلوم ہو چکا کہ خانہ کعبہ کے چار رکن ہیں ہر رکن کی دعائیں علیحدہ علیحدہ بھی معلوم ہو چکی ہیں ان کے گرد گھومنا، دعائیں مانگنا، تسبیح وتہلیل کا زبان پر جاری رکھنا نبی علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا حج مبرور کی علامت ہے۔ لیکن ان چار رکنوں میں سے تقبیل واستلام صرف دو رکن کا مسنون ہے۔ ایک حجر اسود جس کا بیان اور طریقہ استلام گزر چکا۔ دوسرا رکن یمانی کہ جب طواف کرنے والا رکن یمانی پر پہنچے تو دونوں ہاتھوں سے اس رکن کو تبرکاً چھوئے اگر دونوں ہاتھ پہنچنا متعذر ہو تو صرف داہنے ہاتھ سے چھوئے لیکن اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو پھر دعا پر اکتفا کرے۔ صرف بائیں ہاتھ سے چھونا اس کا جائز نہیں۔ نہ یہاں لکڑی سے چھونا اور اشارہ کرنا ہے۔ ہاں اگر چاہے تو رکن یمانی کو بوسہ بھی دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار سے اسی قدر ثابت ہے۔

رکن یمانی سے جب جنوبی دیوار کی طرف بڑھے تو یہاں دعا میں مبالغہ کرے۔ یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فضیلت رکن یمانی میں دو حدیثیں مروی ہیں۔ ایک میں ستر فرشتے اور دوسری میں ستر ہزار فرشتوں کا رکن یمانی پر مقرر ہونا مذکور ہے۔ پہلے سے مراد خاص رکن یمانی ہے اور دوسری سے وہ دیوار جو رکن یمانی کے بعد آتی ہے۔ مگر یہ بھولنا نہ چاہیئے کہ صرف دعا کے لئے ٹھیرنا اور کھڑا ہونا نہ چاہیئے۔ طواف ہی میں دعا بھی مانگا جائے۔ استلام وتقبیل کے لئے ٹھیرنا ضرور ہے۔ اور دعا کے لئے غیر ضروری۔

(۱) واستلم الرکن الیمانی وھو مندوب لکن بلا تقبیل وقال محمد ھو سنة ویقبلہ والدلائل تؤیدہ (در مختار)

(۱) رکن یمانی کا استلام کرے کہ مستحسن ہے لیکن بلا تقبیل اور امام محمد رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ سنت ہے اور اسے بوسہ بھی دے دلائل امام محمد رحمہ اللہ کی تائید کرتے ہیں (در مختار)

(۲) المراد بالاستلام ھنا لمسه بکفیه او بیمینه دون یساره ولا ینیابة عنه بالاشارة عند العجز عن لمسه (رد المختار)

(۲) استلام رکن یمانی سے مراد دونوں کف دست سے اس کا مس کرنا ہے۔ یا داہنے کف دست سے صرف بائیں کف دست سے نہ چھوئے۔ جب کہ چھونے سے عاجز ہو تو استلام کا قائم مقام اشارہ یہاں نہیں ہوگا (رد المختار)

(۱) عن عبید بن عمیر ان ابن عمر کان یزاحم علی الرکنین زحاما ما رأیت احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزاحم علیہ قال ان افعل فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان مسحھما کفارة للخطایا (رواہ الترمذی)

(۱) عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جس طرح سعی اور کوشاں رکن یمانی اور رکن اسود پر پایا کسی اور صحابی کو اس حد تک کوشش کرتے ہوئے نہ دیکھا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ میں یہ جدوجہد اس لئے کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام گناہوں کو مٹاتا ہے (ترمذی)

(۲) عن ابن عمرؓ قال ما ترکنا استلام هذین الرکنین الیمانی والحجر فی شدة ولا رخاء منذ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستلمها (بخاری و مسلم)

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام نہ سختی میں چھوٹا نہ سہولت میں جب سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

(۳) عن أبی هریرةؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وکل به سبعون ملکاً یعنی الرکن الیمانی فمن قال اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ قالوا اٰمین (رواہ ابن ماجہ)

وفی روایة سبعون الف ملکاً (کما فی فتح القدیر وغیرہ)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو شخص یہاں پہنچکر یہ دعا مانگتا ہے کہ الٰہی میں تجھ سے خطاؤں کی معافی اور عافیت جسمانی و روحانی دنیا اور آخرۃ میں مانگتا ہوں۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرۃ میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچائے تو وہ ستر فرشتے اُس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

اور ایک روایت میں ستر ہزار فرشتے

(۴) فی الدار قطنی عن ابن عمرؓ کان علیہ السلام یقبل الرکن الیمانی ویضع یدہ علیہ (فتح القدیر)

(۴) دارقطنی میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکن یمانی کو بوسہ دیتے تھے اور دست مبارک سے اسے چھوتے بھی تھے۔ (فتح القدیر)

(۵) ان بین الرکن الیمانی والرکن الاسود سبعین الف ملک لا یفارقونہ هم هنالک منذ خلق اللہ سبحانہ البیت (اخبار مکہ الازرقی)

(۵) بیشک رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیانی حصہ پر ستر ہزار فرشتے ہیں اور وہ مقرر ہیں جب سے کہ اللہ سبحانہ نے بیت اللہ کو خلق فرمایا اور فرشتے اُس جگہ کو کبھی نہیں چھوڑتے۔ (اخبار مکہ)

مطاف

خانہ کعبہ کے گرداگرد جو دائرہ مستطیل بشکل بیضاوی ہے اُسے مطاف کہتے ہیں۔ مطاف میں سنگ مرمر کا فرش بچھا ہوا ہے۔ مسافت اس کی غرب سے جنوب تک اکتالیس ہاتھ ایک بالشت ہے اور شمال و شرق کی طرف چھبیس ہاتھ سے کچھ زیادہ قطر دائرہ مطاف کا شمال سے جنوب تک ایک سو گیارہ ہاتھ ہے اور شرق سے غرب تک تقریباً نوے ہاتھ۔ اس دائرہ کے گرداگرد گھومنا طواف ہے۔

طواف حج اور عمرہ کا رکن ہے۔ یہ رکن اس جگہ ادا کیا جاتا ہے اس لئے اس مقام کو مطاف کہتے ہیں۔ مطاف کا ایک پھیرا میل کا سولہواں $\frac{1}{16}$ حصہ ہے سات پھیروں میں نصف میل سے کچھ کم مسافت طے ہوگی یعنی $\frac{7}{16}$۔

اقسام طواف

حج میں تین طواف ہیں ایک مسنون دوسرا فرض جو رکن حج ہے اور تیسرا واجب آفاقی مسجد الحرام میں پہونچتے ہی جو طواف ادا کرتا ہے اُسے طواف قدوم اور طواف تحیۃ کہتے ہیں۔ یہ طواف حنفی مذہب میں مسنون ہے۔ مفرد و قارن دونوں کے لئے اس کا ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ مفرد کا پہلا طواف حرم شریف پہونچکر یہی طواف قدوم ہے۔ لیکن قارن پہلے عمرہ کا طواف ادا کرے گا اُس سے فارغ ہوکر طواف قدوم بجالائے گا۔ متمتع کے لئے طواف قدوم نہیں ہے۔

ایام النحر یعنی دسویں گیارہویں بارہویں کو بعد قربانی اور حلق جو طواف کرتے ہیں وہ طواف زیارت ہے اور یہی طواف رکن حج ہے۔

مکہ معظمہ سے جب رخصت ہوتے ہیں تو چلتے وقت پھر طواف کرتے ہیں یہ طواف حنفی مذہب میں واجب ہے۔ اسے طواف صدر اور طواف وداع کہتے ہیں۔

مکہ معظمہ کے رہنے والوں کے لئے نہ طواف قدوم ہے نہ طواف وداع۔ یہ دونوں طواف آفاقی کے لئے ہیں اہل مکہ نہ کہیں سے چل کر آتے ہیں جو طواف قدوم کریں نہ مکہ معظمہ سے نکل کر وطن و مقام سکونت میں جاتے ہیں جو خانہ کعبہ سے رخصت ہوں۔

(۱) اما احد الاطوفۃ فی الحج فھو طواف التحیۃ ویسمی القدوم وطواف اللقاء وھذا الاول عند ابتداء وصولہ الی البیت وھو سنۃ عندنا والثانی طواف الزیارۃ وھو رکن الحج والثالث طواف الصدر وھو واجب عندنا علی من یودع البیت (مبسوط)

(۱) حج کے طوافوں میں سے ایک طواف تحیہ ہے (یعنی حاضری دربار کا سلام و نیاز) اور اسی کا طواف قدوم اور طواف لقا بھی نام ہے۔ ہم احناف کے مذہب میں یہ طواف سنت ہے۔ دوسرا طواف طواف الزیارۃ ہے اور یہ حج کا رکن ہے۔ تیسرا طواف طواف الصدر ہے اور یہ طواف حنفی مذہب میں ان لوگوں پر جو بیت اللہ سے رخصت ہوتے ہیں واجب ہے (مبسوط)

(۲) ولیس علی اھل مکۃ طواف القدوم لانعدام القدوم فی حقھم و طواف الصدر واجب عندنا الا علی اھل مکۃ لانھم لا یصدرون ولا یودعون (ہدایہ)

(۲) اہل مکہ کے لئے نہ طواف قدوم ہے نہ طواف وداع پہلا تو یوں نہیں کہ ان کے حق میں کہیں سے چل کر آنا ہی نہیں پایا جاتا پھر حاضری دربار کا طواف کیسا۔ اور دوسرا یوں نہیں کہ وہ تو سکان مکہ ہیں نہ بیت اللہ سے رخصت ہوتے ہیں نہ اس سے نکل کر کہیں جاتے ہیں۔ (ہدایہ)

طواف کا طریقہ

اضطباع کی تعریف

طواف شروع کرنے سے پہلے مرد اضطباع کرے اپنی چادر کے سیدھے آنچل کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالے تاکہ داہنا ہاتھ پورا مونڈھے تک کھلا رہے اسے شریعت میں اضطباع کہتے ہیں۔

نیت طواف کا طریق

بعد اضطباع رو بکعبہ حجر اسود کی داہنی طرف رکن یمانی کی جانب سنگ اقدس کے

قریب یوں کھڑا ہو کہ سارا پتھر اپنے سیدھے ہاتھ کو رہے۔ پھر طواف کی نیت کرے۔

طواف کی نیت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

(ترجمہ) الٰہی میں تیرے عزت والے مکان کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں تو اپنی رحمت سے مجھ پر اس کا ادا کرنا آسان فرما دے اور اپنے کرم سے قبول فرما۔

نیت کے بعد کعبہ کو منہ کئے اپنے داہنے سمت چلے جب سنگ اسود کا مقابلہ ہو تو ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے کف دست حجر اسود کی طرف ہو اور پشت دست اپنے چہرے کی جانب ہو اور کہے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

(ترجمہ) اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں سب تعریف خدا ہی کے لئے ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ رسول اللہ صلعم پر درود اور سلام

اب حجر اسود کا استلام کرے جس کا مفصل بیان فصل ماسبق میں گزر چکا وہاں دیکھنا چاہئے بعد استلام یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(ترجمہ) الٰہی تجھ پر ایمان لاکر اور بغرض پیروی سنت تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ طواف کرتا ہوں۔

اب در کعبہ کی طرف بڑھے۔ جب حجر مبارک کے سامنے سے گزر جائے سیدھا ہو لے۔ خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر چلنا شروع کر دے۔ جب جانب شمال میں پہنچے تو حطیم کے اندر نہ جائے۔ بلکہ بیرون حطیم سے طواف کرتا ہوا گزر جائے۔ اس لئے کہ حطیم کی زمین کعبہ کی زمین ہے۔ طواف میں زمین کعبہ اگر ایک انگل بھی چھوٹ گئی تو طواف ناقص رہے گا۔

بیت اللہ کے گرد گھومتا ہوا پھر حجر اسود کے پاس پہنچ جائے۔ یہ ایک پھیرا ہوا جسے عربی میں شَوْط کہتے ہیں اور اس کی جمع اَشْوَاط ہے۔ اس طرح سات پھیرے خانۂ کعبہ کے گرداگرد کرے۔ ہر پھیرے کی ابتدا میں استلام حجر مسنون ہے۔ لیکن طواف کی نیت سوا ابتدا میں

ہو چکی۔ اب کسی پھیرے میں دوبارہ نیت کی حاجت نہیں۔ مرد تین پہلے پھیروں میں رمل کرتا ہوا چلے۔ باقی چار پھیروں میں آہستہ بے جنبش شانہ سکون و وقار کے ساتھ طواف کرے۔

رمل اور اس کی تعریف

رمل اصطلاح شریعت میں اُس چال کو کہتے ہیں جو بہادر مجاہد جاں باز کی رفتار میدان قتال میں بوقت مبارزۂ کفار ہوتی ہے۔ دونوں شانوں کو جنبش دیتے ہوئے جلد جلد چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چلنا رمل ہے۔

طواف کے وقت ملتزم میزاب رحمت، مستجار، رکن عراقی، رکن یمانی یہ سب دعا کے مواقع ہیں۔ جب ان جگہوں پر پہنچے تو دعا مانگے لیکن اگر کسی کو ہر مقام کی دعا یاد نہ ہو تو رکن یمانی کے بیان میں جو دعا حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے جس کا نمبر تین ہے اُسے پڑھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اگر یہ بھی دشوار ہو تو پھر تسبیح و تہلیل کہتا ہوا طواف پورا کرے۔

دعا یا تسبیح میں آواز بلند نہ کریں

دعا ہو یا صلوٰۃ و سلام۔ تسبیح و تحمید ہو یا تکبیر و تہلیل۔ ہرگز ہرگز چلّا کر نہ پڑھے بس اتنی آواز سے پڑھنا کفایت کرتا ہے جو اپنے کانوں تک آواز آجائے۔ چلّا کر دعا کرنا ایک تو آداب دعا کے منافی ہے۔ پھر ایک کا بلند آواز سے پڑھنا دوسرے کے پڑھنے میں خلل پیدا کرتا ہے اگر کوئی ناواقف زور سے چلّا کر پڑھتا ہو یا کوئی مطوف کسی زائر کو بلند آواز سے دعائیں پڑھاتا جاتا ہو تو باخبر صاحب علم کو اُس کی عیب جوئی یا نکتہ چینی نہ چاہیئے۔ اس سے نفس میں عُجب پیدا ہوتا ہے یہ موقع تواضع و خاکساری کا ہے دوسروں کی طرف دھیان لگا کر اپنے لطف فدویت کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ رب البیت کی تسبیح و تحمید اور اُس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے میں ایسا محو ہو کہ اغیار سے بے خبر ہو جائے۔ طواف میں دعا مانگنے کے لئے ٹھیرنا بھی نہ چاہیئے۔ دل میں سوز و گداز لب پر تسبیح و صلوٰۃ اور قدم مصروف طواف رہے۔ ہاں اگر کثرت ازدحام سے ایسا موقع آجائے کہ اگر رمل کرتا ہے تو دوسروں کو تکلیف ہوگی یا خود اپنی ذات کو اذیت پہنچے گی تو اس قدر

توقف کرے کہ اذیت پانے اور اذیت پہنچانے کا موقع گزر جائے۔ پھر رمل شروع کردے

رمل میں قرب کعبہ بعد سے افضل ہے

رمل میں خانۂ کعبہ سے جس قدر قریب ہو بہتر و افضل ہے مگر نہ ایسا اتصال و قرب کہ شاذروان یا غلاف کعبہ سے وصل ہو جائے۔ لیکن اگر قرب میں رمل کرنا ناممکن یا دشوار ہو تو پھر دوری ہی بہتر ہے۔ طواف رمل کے ساتھ خانۂ کعبہ سے دور افضل ہے اُس طواف سے جو بیت اللہ سے قریب بلا رمل ہو۔

پہلا دوسرا اور تیسرا پھیرا رمل کے ساتھ کرنا سنت عظیمہ ہے۔ شریعت نے اس کی اہمیت کا یہاں تک اعتبار کیا ہے کہ اس کی اجازت دیدی کہ اگر موقع رمل کا نہ ملے تو ایک لحظ ٹھیر جائے اور پھر رمل شروع کردے۔ رمل کا چھوڑنا خطا کاری ہے اور اتباع سنت کی سعادت سے محرومی۔

جب سات پھیرے ہو جائیں تو ختم طواف پر حجر اسود کو بوسہ دے یا استلام کے جو طریقے بیان کئے گئے اُن میں سے جس کا موقع پائے اُس پر عامل ہو۔ طواف کے پھیرے سات ہوئے اور حجر اسود کا استلام آٹھ مرتبہ ہوا۔

مقام ابراہیم پر نماز

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر آئے دو رکعت نماز ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھے بعد طواف ان دو رکعتوں کا پڑھنا مذہب حنفی میں واجب ہے اور نیت نماز سے پہلے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلےٰ سنت ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر ملتزم پر جائے اور اُس سے لپٹ کر دعا مانگے پھر زمزم پر پہنچے اور تین سانس میں کوکھ بھر کر پانی پیئے ہر مرتبہ شروع میں بسم اللہ اور ختم پر الحمدللہ کہے۔

ہاں اگر ایسے وقت طواف ختم ہوا کہ اُس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مثلاً طلوع صبح صادق یا دوپہر یا غروب آفتاب کا وقت بعد نماز عصر تو اس عرصہ تک ٹھیرا رہے کہ کراہت کا وقت نکل جائے جب آفتاب بلند ہو یا خط استواء سے زوال پزیر ہو یا غروب ہو جائے۔ اب دو رکعت پڑھ کر ادائے واجب سے فارغ ہو۔

مقام ابراہیم میں اگر جگہ اس نماز کے ادا کی نہ ملے تو مسجد الحرام میں جہاں موقع ملے اس نماز کو پڑھے۔ یہ طواف مسنون ہے اور اسی کا نام طواف قدوم ہے۔ حاضری دربار کا سلام و نیاز ہو گیا۔

رہا طواف فرض جو رکن حج ہے اُس کے ادا کا افضل وقت دسویں تاریخ ہے گیارہویں اور بارہویں تک اُس میں وسعت و اجازت ہے۔ طواف فرض میں اضطباع نہیں ہے۔

قارن و مفرد طواف قدوم میں اور متمتع بعد احرام حج کسی طواف نفل میں اگر رمل کر چکے ہوں تو اس طواف فرض میں رمل کی حاجت نہیں اس کا ایک ہی مرتبہ بجالانا سنت ہے لیکن اگر اُس میں رمل نہ کیا ہو تو اس طواف فرض میں رمل کرنا ہو گا۔

تیسرا طواف جسے طواف الصدر اور طواف وداع کہتے ہیں اُس میں نہ اضطباع ہے نہ رمل صرف سات پھیرے پورے کرکے مقام ابراہیم پر حاضر ہو اور دو رکعت نماز پڑھکر بیت اللہ شریف سے رخصت ہو جائے۔

طواف نفل ہو یا فرض سنت ہو یا واجب اگر جماعت فرض نماز کی قائم ہو اور طواف کرنے والے نے اُس وقت کا فرض ادا نہیں کیا ہے تو اُسے طواف چھوڑ کر فرض نماز میں شریک ہونا چاہیئے۔ بعد ادائے فرض طواف جہاں سے چھوڑا تھا پھر شروع کر دے۔

طواف میں نمازی کے سامنے سے گزرنا

لیکن اگر یہ اپنی نماز اس جماعت قائم ہونے سے پیشتر ادا کر چکا تو پھر طواف میں مصروف رہے۔ نمازیوں کے سامنے سے طواف میں اگر گزرنا پڑے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ مسئلہ کہ نمازیوں کے سامنے سے گزرنا گناہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے صرف حرم بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

عورت کے طواف میں دو باتوں کا استثنا

ہاں عورت طواف میں نہ رمل کرے گی نہ اضطباع۔ ان دو کے سوا جملہ امور طواف میں عورت و مرد کا ایک حکم ہے۔

(۱) وینبغی ان یضطبع قبل الشروع فی الطواف (فتح القدیر)

(۱) طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع کرلینا چاہیئے۔ (فتح القدیر)

اضطباع کی تعریف

(۲) والاضطباع ان یجعل ردائه تحت ابطه الایمن ویلقیه علی کتفه الایسر وهو سنة (ہدایہ)

(۲) اضطباع اسے کہتے ہیں کہ مرد اپنی چادر کا داہنا آنچل بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالے طواف میں اضطباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے (ہدایہ)

استقبال حجر اسود اس کا طریقہ

(۳) یقف مستقبل البیت بجانب الحجر الاسود مما یلی الرکن الیمانی بحیث یصیر جمیع الحجر عن یمینه ویکون منکبه الایمن عند طرف الحجر فینوی الطواف ثم یمشی مارًا الی یمینه حتی یحاذی الحجر فیقف بحیاله ویستقبله ویقول بسم اللّٰه الخ

(۳) رو بکعبہ حجر اسود کے داہنے طرف رکن یمانی کی جانب سنگ اقدس کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام حجر اپنے سیدھے ہاتھ کو رہے پھر طواف کی نیت کرے۔ پھر اپنے داہنی سمت چلے یہاں تک کہ حجر اقدس کے مقابل ہو جائے۔ اب ٹھیر کر رخ اپنا حجر کی جانب کرے اور بسم اللہ الخ۔ (رد المحتار)

طواف بیرون حطیم کرنا چاہیئے

(۴) ثم اخذ عن یمینه مما یلی الباب ویجعل الطواف من وراء الحطیم فان الحطیم من البیت فلهذا یجعل الطواف من ورائه (ہدایہ)

(۴) پھر اپنے داہنے سمت در کعبہ کی طرف بڑھے اور طواف بیرون حطیم کرے چونکہ حطیم بیت اللہ کا ایک جزو ہے اس سے طواف اُس کے باہر کرنا چاہیئے (ہدایہ)

رمل کی تعریف

(۵) ویرمل فی الثلث الاول من الاشواط والرمل ان یهز فی مشیه الکتفین کالمبارز یتبختر بین الصفین (ہدایہ) فی الرمل اسراع مع من تقارب الخطا دون الوثوب والعدو (فتح القدیر)

(۵) تین پہلے پھیروں میں مرد رمل کرے مونڈھے ہلاتا جلد جلد چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا ہوا چلے جیسا کہ قوی بہادر کی رفتار میدان قتال میں بمقابلہ کفار ہوتی ہے نہ کودتا اور دوڑتا ہوا چلے (ہدایہ و فتح القدیر)

دعا آہستہ کرے

(۶) الجہر یکون فی التلبیۃ اما الادعیۃ والاذکار فبالخفیۃ اولیٰ وفی السراج ویجتہد فی الدعاء والسنۃ ان یخفض صوتہ لقولہ تعالیٰ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (ردالمحتار)

(۶) لبیک با آواز بلند کہنا چاہئے لیکن دعا اور اذکار انہیں آہستہ کہنا بہتر ہے اور سراج میں ہے کہ دعا مانگنے میں خوب کوشش کرے اور سنت یہ ہے کہ آواز آہستہ ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کو پکارو تضرع وزاری کے ساتھ بھی اور آہستہ آواز سے۔ (ردالمحتار)

طواف ورمل میں قرب کعبہ افضل ہے

(۷) والرمل بالقرب من البیت افضل فان لم یقدر فھو بالبعد من البیت افضل من الطواف بلا رمل مع القرب منہ (فتح القدیر)

(۷) رمل میں قرب بیت اللہ افضل ہے لیکن قرب میں اگر رمل ناممکن ہو تو پھر دوری افضل ہے رمل کے ساتھ طواف کعبہ سے دور افضل ہے اس طواف سے جو قرب میں بلا رمل ہو۔ (فتح القدیر)

(۸) وینبغی ان یکون قریبًا من البیت فی طوافہ اذا لم یؤذ احدًا (فتح القدیر)

(۸) طواف میں بھی قرب کعبہ افضل ہے۔ بشرطیکہ اذیت کسی کو نہ پہنچے۔ (فتح القدیر)

(۹) فان زاحمہ الناس فی الرمل قام فاذا وجد مسلکًا رمل (عالمگیری)

(۹) اگر آدمیوں کا ہجوم ہو تو ٹھہر جائے پھر جب رمل کا موقع ملے اور راہ پائے تو رمل شروع کرے (عالمگیری)

استلام حجر ہر طواف اور خاتمہ طواف پر

(۱۰) ویستلم الحجر کلما مر ان استطاع ویختم الطواف باستلام الحجر (ہدایہ)

(۱۰) حجر اسود کا استلام ہر پھیرے میں حتی الامکان کرنا چاہئے اور جب طواف کے سات پھیرے پورے ہو جائیں تو ختم طواف پر حجر استلام کرے۔ (ہدایہ)

بعد طواف مقام ابراہیم پر دو رکعت واجب

(۱۱) ثم یاتی المقام فیصلی عندہ رکعتین او حیث تیسر من المسجد وھی واجبۃ (ہدایہ)

(۱۱) ختم طواف پر حجر اسود کا بوسہ دے کر مقام ابراہیم پر حاضر ہو اور دو رکعتیں نماز ادا کرے یہ نماز حنفی مذہب میں واجب ہے لیکن اگر مقام ابراہیم پر ادا کرنا متعذر ہو تو مسجد الحرام میں جہاں جگہ پائے ادا کرے (ہدایہ)

(۱۲) ان المرور بین یدی المصلی بحضرۃ الکعبۃ یجوز (ردالمحتار)

(۱۲) کعبہ میں نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار)

(۱) عن یعلی بن امیۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاف بالبیت مضطبعًا (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ)

(۱) یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف اضطباع کے ساتھ فرمایا (ترمذی وغیرہ)

(۲) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اعتمروا من الجعرانۃ فرملوا بالبیت ثلثًا وجعلوا اردیتہم تحت آباطہم ثم قذفوھا علی عواتقہم الیسری (رواہ ابوداؤد)

(۲) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا جب بیت اللہ پہنچے تو تین طواف میں رمل کیا اور اپنی چادروں کو داہنے بغل سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لیا تھا۔ (ابوداؤد)

(۳) عن جابر بن عبد اللہ قال اذا اتینا البیت معہ استلم الرکن فطاف سبعًا فرمل ثلثًا ومشی اربعًا ثم تقدم الی مقام ابراہیم فقرأ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی فصلی رکعتین فجعل المقام بینہ وبین البیت وفی روایۃ انہ قرأ فی الرکعتین قل ھو اللہ احد وقل یا ایہا الکافرون (رواہ مسلم)

(۳) حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ پہنچے تو آپ نے حجر کا استلام ادا فرمایا پھر سات طواف کئے تین رمل کے ساتھ اور چار معمول رفتار سے پھر مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور آیہ کریمہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی کی تلاوت فرمائی اور دو رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ نماز کے وقت مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے بیچ میں آپ نے لے لیا تھا (رواہ مسلم)

واجبات و محرمات طواف

طواف میں سات باتیں واجب ہیں جن کا بجا لانا ضروری ہے اگر ان سات میں سے کسی ایک واجب میں بھی غفلت ہوئی تو طواف نامکمل ہوا اُسے پھر کرنا چاہئے۔ لیکن اگر مکہ معظمہ سے شخص اپنے وطن آگیا اور موقع اعادہ کا جاتا رہا تو اب اُسے قربانی دینا واجب ہے ترک واجب پر نماز میں سجدۂ سہو لازم آتا ہے اور طواف میں بلکہ مناسک حج میں ترک واجب سے قربانی لازم آتی ہے۔ ہاں شخص اگر مکہ معظمہ میں موجود ہے اور اُسے اس کا علم ہو گیا کہ مجھ سے طواف میں فلاں واجب ترک ہوا ہے اب وہ چاہے کہ قربانی دے کر واجب کا کفارہ ادا کرے تو یہ ہرگز جائز نہیں بلکہ اسی طواف ہی از سرِ نو دوبارہ کرنا ہوگا قربانی اسی وقت کفارہ ہوتی ہے جب کہ طواف کا موقع جاتا رہا ہو۔

واجبات | وہ سات واجبات یہ ہیں:

(۱) طہارت (۲) سترِ عورت (۳) حرکت اپنی داہنی سمت تاکہ کعبہ بائیں ہاتھ پر پڑے (۴) پیادہ پا (۵) کھڑے ہو کر طواف کرنا (۶) حطیم کے باہر طواف کرنا۔ (۷) سات پھیرے پورے کرنا۔

واجب کا خلاف حرام ہے۔ اس لئے سات باتیں جو واجبات مذکورہ کے خلاف ہیں اُن کا ارتکاب طواف میں حرام ہے۔ بشرط وقوع و عدمِ اعادہ قربانی لازم و ضروری ہوگی۔ سات محرمات حسب ذیل ہیں:

محرمات (۱) بغیر وضو طواف کرنا (۲) کوئی عضو جو ستر میں داخل ہے اُس کا چہارم کھلا رہنا اُس عضو کا جس کا چھپانا واجب ہے۔ جب چہارم حصہ کھلا رہ جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو سارے عضو کے کھلے رہنے کا ہے (۳) کعبہ کو اپنے داہنے ہاتھ پر لیکر اُلٹا طواف کرنا یہ اُس صورت میں ہوگا جب کہ استلام حجر کے بعد اپنے بائیں ہاتھ کی طرف سے چلنا شروع کرے گا۔ تو لامحالہ کعبہ اس کے داہنے ہاتھ پر پڑے گا (۴) بغیر مجبوری و معذوری سواری پر

یا کسی کی گود یا کندھے پر طواف کرنا۔ (۵) بلا عذر بیٹھ کر گھسکنا یا گھٹنوں کے بل چلنا (۶) حطیم کے اندر ہو کر طواف میں گزرنا (۷) سات پھیروں سے کم کرنا اگرچہ ایک ہی کم ہو (۸) بغیر وضو طواف کا کفارہ دم ہے یعنی ایک مینڈھا یا بکری۔ لیکن اگر حالت جنابت میں ناپاک بدن سے طواف کیا تو اس کا کفارہ ایک بدنہ ہے یعنی ایک اونٹ یا ایک گائے یہ جرم عظیم ہے۔ طہارت کبریٰ مفقود ہے اس لئے اس کا کفارہ بھی محدث کے کفارہ سے گراں ہے۔

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ طواف جب کہ پیادہ پا واجب ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر کیوں طواف ادا فرمایا۔ اس کے متعلق چند روایتیں ہیں ایک یہ ہے کہ آپ کو تکلیف تھی پاؤں میں پچھنے لگوائے تھے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر اصحاب کرام کی بہت بڑی جماعت موجود تھی آپ نے بغرض تعلیم سواری پر طواف ادا فرمایا تاکہ استلام وغیرہ ہر شخص اچھی طرح دیکھ لے سمجھ لے۔ فقہائے کرام نے بہت اچھی طرح اس شبہ کا ازالہ اسانید صحیحہ اور دلائل قویہ سے اپنی کتابوں میں فرمایا ہے۔ دیکھو مبسوط اور فتح القدیر وغیرہ۔

(۱) ان الطهارة فی الطواف واجبة وان طواف المحدث معتد به عندنا ولكن لا حتصل ان يعيد وان لم يعد فعليه دم (مبسوط)

(۱) بے شک طواف میں طہارت واجب ہے اگر کسی نے بلا وضو طواف کیا تو یہ طواف تو شمار ہوگا لیکن اس کا اعادہ بہتر ہے اگر اس نے اعادہ نہ کیا تو دم اس پر واجب ہوا (دم سے مراد بکری یا بھیڑ کی قربانی اور بدنہ سے اونٹ یا گائے) (مبسوط)

(۲) ستر العورة من واجبات الطواف اذا طاف عريانا فانه يومر بالاعادة وان لم يعد فعليه دم (مبسوط) يكشف ربع العضو فاكثر يجب الدم (درمختار)

(۲) طواف میں ستر عورت واجب ہے اگر کسی نے برہنہ طواف کیا تو حاکم شریعت یا عالم شریعت اُسے اعادہ کا حکم دے گا اگر اعادہ نہ کیا تو دم دینا واجب ہوا یعنی قربانی چوتھائی عضو یا اس سے زیادہ کا کھلا رہنا دم واجب کرتا ہے (مبسوط و درمختار)

(۳) لوطاف بالبیت منکوساً بان استلم الحجر ثم اخذ علی یسار الکعبة علیه الاعادة ما دام بمکة فان رجع الی اهله قبل الاعادة فعلیه دم (مبسوط)

(۳) اگر کسی نے الٹا طواف کیا یعنی حجر اسود کے استلام کے بعد داہنے طرف نہ جھک کر بائیں طرف چلا تو جب تک مکہ میں ہے اعادہ واجب ہے لیکن اگر وطن لوٹ کر آگیا اور اعادہ نہ کر سکا تو پھر دم واجب ہے قربانی کرے۔ (مبسوط)

(۴) وان طاف راکباً او محمولاً فان کان لعذر من مرض او کبر لم یلزمه شئ وان کان بغیر عذر اعاده ما دام بمکة فان رجع الی اهله فعلیه الدم (مبسوط)

(۴) اگر سواری پر یا کسی کے گود اور کندھے پر طواف کیا تو اگر یہ فعل کسی بیماری یا انتہائی پیری کے سبب سے تھا تو اُس پر کچھ کفارہ نہیں ورنہ اگر بغیر عذر تھا تو اُسے اعادہ کرنا چاہئے جب تک کہ مکہ میں ہو ہاں اگر وطن لوٹ کر آگیا تو پھر قربانی کرے۔ (مبسوط)

(۵) ولو طاف زحفاً لعذر اجزاه ولا شئ علیه وبلا عذر علیه الاعادة او الدم (فتح القدیر)

(۵) اگر کسی نے معذوری کے سبب سے گھسک کر طواف کیا تو اُس پر کچھ کفارہ نہیں لیکن اگر بغیر عذر ایسا کیا تو اعادہ کرے ورنہ دم یعنی قربانی واجب ہوگی (فتح القدیر)

وان جعل لله علیه ان یطوف زحفاً فعلیه ان یطوف ماشیاً وان طاف کذالک زحفاً فعلیه الاعادة ما دام بمکة وان رجع الی اهله فعلیه دم (مبسوط)

اگر کسی نے یہ منت مانی کہ طواف گھسک کر کرونگا تو اُسے چاہئے کہ طواف کھڑے ہو کر قدموں پر چل کر ادا کرے اگر ایسا نہیں کیا تو جب تک مکہ میں ہے اعادہ واجب ہے لیکن اگر وطن لوٹ کر آگیا تو کفارہ میں قربانی کرے (مبسوط)

(۶) واذا طاف الطواف الواجب فی الحج والعمرة فی جوف الحطیم قضی ما ترک منه ان کان بمکة وان کان رجع الی اهله فعلیه

(۶) حج یا عمرہ کا طواف واجب حطیم میں ہو کر ادا کیا تو جب تک مکہ میں ہے اُس قدر حصہ کا جو باقی رہ گیا ہے طواف پورا کرے اور اگر گھر پلٹ آیا تو قربانی کرے پھر افضل تو یہ تھا کہ نئے سرے سے طواف کا اعادہ کرتا

دم ثم الافضل عنده ان یعید الطواف من الاصل (مبسوط)

صرف متروک حصے کا طواف کرنا مفضول ہے۔ (مبسوط)

(۷) واتمام السبعة واجبة (رد المحتار) لو ترک الاقل من اشواط الطواف فعلیه اعادة المتروک وان لم یعد فعلیه دم (مبسوط)

(۷) پورے سات پھیرے کرنا واجب ہے اگر اکثر ادا ہوا اور کم پھیرا رہ گیا تو رکن ادا ہو گیا اور واجب ترک ہوا تو متروک کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کر سکا تو قربانی واجب ہوئی (مبسوط ردالمحتار)

(۸) وان کان جنباً فعلیه بدنة کذا روی عن ابن عباس لان الجنابة اغلظ من الحدث فیجب جبر نقصانها بالبدنة اظهاراً للتفاوت (هدایه)

(۸) حالت جنابت میں طواف کیا بدنہ واجب ہوا یعنی اونٹ یا گائے اس لئے کہ جنابت حدث سے زیادہ غلیظ تر ہے تو اس نقصان کا جبر بدنے سے ہوگا تاکہ حدث و جنابت کے کفارہ کا فرق ظاہر ہو۔ (ہدایہ)

مکروہات طواف

اس میں کچھ شک نہیں کہ طواف ایک بہترین عبادت ہے ترمذی و نسائی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کو نماز کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ نماز کے فضائل اور اس کے برکات و انوار مسلمانوں سے مخفی نہیں پھر جو عبادت ایسی بزرگ و محترم ہو اُس میں سنن و آداب کی رعایت عین سعادت ہے۔ ترک سنن سے کچھ کفارہ تو لازم نہیں آتا لیکن غلط کاری و خطا کاری ضرور ہے کوشش کی جائے کہ آداب ترک نہوں اور کسی طرح کی کراہت طواف میں آنے نہ پائے وہ دس باتیں ہیں جن سے طواف مکروہ ہو جاتا ہے تفصیل ان کی یہ ہے:

(۱) نجس و ناپاک کپڑے میں طواف کیا

(۲) بجائے دعا و تسبیح فضول باتیں بنائیں

(۳) کھانے کی چیز مل گئی تو کھانا شروع کر دیا
(۴) موقع پاکر خرید و فروخت میں لگ گئے اگرچہ چند ہی لمحات میں فراغت ہو جائے
(۵) دو تین پھیرے کئے اور پھر دیر تک بیٹھ رہے۔
(۶) سات پھیرے کئے اور مقام ابراہیم پر دو رکعتِ طواف نہ پڑھی تھیں کہ پھر دوسرا طواف شروع کر دیا۔
(۷) جس میں رمل تھا یا اضطباع اُس میں رمل چھوڑ دیا یا اضطباع سے بے پرواہ ہو گئے۔
(۸) حجر اسود کا استلام نہ کیا
(۹) بجائے تسبیح و دعا شعر خوانی و غزل سرائی کی۔
(۱۰) قرآن کی آیۃ یا دعا یا درود چلا چلا کر پڑھی۔

(۱) ولو طاف للزيارة وفي ثوبه نجاسة كان مسيئاً ولا يلزمه شئ (مبسوط)

(۱) اگر طواف زیارت اس حال میں ادا کیا کہ کپڑا نجاست سے آلودہ تھا تو شخص خطا کار ہے اگرچہ کچھ کفارہ اُس پر لازم نہیں۔ (مبسوط)

(۲-۴-۹) ويكره ان ينشد الشعر في طوافه او يتحدث او يبيع او يشتري (مبسوط) واما كراهة الكلام فالمراد فضوله الا ما يحتاج اليه بقدر الحاجة (فتح القدير) ولا بأس بان يفتي في الطواف (فتح القدير) الشعر ان يعرى عن حمد وثناء فيكره والا فلا (فتح القدير)

(۲) طواف میں غزل سرائی و شعر خوانی یا فضول بات چیت یا بیچنا اور خریدنا یہ سب مکروہ ہے۔ (مبسوط) فضول بات چیت طواف میں مکروہ ہے ورنہ جس کام کی ضرورت آجائے تو بقدرِ حاجت بولنا جائز ہے۔ (فتح القدیر) (۴) میں اگر عالم نے فتویٰ دیا تو مضائقہ نہیں۔ (فتح القدیر) شعر اگر حمد و نعت سے خالی ہو تو اس کا پڑھنا مکروہ ہے ورنہ نہیں (فتح القدیر)

(۳) كراهة الاكل في الطواف مصرح في اللباب وعد الشرب من المباحات (رد المحتار)

(۳) طواف میں کھانا مکروہ اور پانی پینا مباح ہے۔ (رد المحتار)

(۵) وعد من مكروهاته تفريقه اى الفصل بين اشواطه تفريقاً كثيراً (رد المحتار) ولو خرج منه او من السعي الى جنازة او مكتوبة او تجديد وضوء ثم عاد بنى (در مختار)

(۵) طواف کے پھیروں میں تفرقہ کثیر مکروہ ہے۔ لیکن اگر وضو جاتا رہے یا فرض نماز کی جماعت قائم ہو یا جنازہ کی نماز تیار ہو تو طواف چھوڑ دے اور ان سے فارغ ہو کر جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کر دے (رد المحتار و در مختار)

(۶) ويكره ان يجمع بين اسبوعين من الطواف قبل ان يصلي (مبسوط)

(۶) ایک طواف کے سات پھیرے کرکے قبل اس کے کہ دو رکعت طواف ادا کرے دوسرے طواف کا پھیرا شروع کر دینا مکروہ ہے (مبسوط)

(۷ و ۸) وترك الرمل في طواف الحج لا يوجب عليه شيئاً غير انه مسئ وكذالك ترك استلام الحجر (مبسوط)

(۷ و ۸) رمل یا استلام حجر چھوڑ دینا خطا کاری ہے اگرچہ ان کے ترک سے کفارہ واجب نہیں آتا۔ (مبسوط)

(۱۰) ويكره له ان يرفع صوته بقرأة القرآن (مبسوط) والمستحب عندنا في الاذكار والدعاء الخفية (مبسوط) والسنة ان يخفض صوته بالدعاء كذا في الجوهرة النيرة

(۱۰) بلند آواز سے طواف میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ (مبسوط) ذکر اور دعا میں خفی آواز خفی رہنا مستحب ہے (مبسوط) سنت یہ ہے کہ دعا آہستہ آواز سے ہو (جوہرہ نیرہ)

باب الصفا یا باب بنو مخزوم

خانہ کعبہ کے جنوبی سمت میں مسجد الحرام کا وہ دروازہ جس سے نکل کر کوہ صفا پر جاتے ہیں اُس کا نام باب الصفا ہے اُس زمانہ میں جب کہ مسجد الحرام صرف بقدر مطاف تھی اُس وقت اس کا

دوسرا نام باب بنو مخزوم تھا اس دروازہ سے صفا پہاڑ چونکہ قریب ہے اس لئے باب الصفا اس کا نام ہوا۔ یہ دروازہ نہایت شان دار اور خوب صورت ہے اونچیں کنگرے اس پر بنائے گئے ہیں۔

باب الصفا جانے کی راہ رکن یمانی سے قریب ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جس راستہ سے باب الصفا تشریف لے گئے تھے اس راہ پر ستون بطور نشان بنے ہوئے ہیں۔ ان ستونوں کے بیچ سے ہو کر گزرنا موجب سعادت و برکت ہے۔ رکن یمانی سے ان ستونوں کا فاصلہ چھیالیس گز انگریزی ہے۔ دروازہ پر پہنچکر اس دعا کی تلاوت کرنا چاہئیے جسے مسجد سے باہر آنے میں پڑھنا مسنون ہے

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ وَسَهِّلْ لِيْ اَبْوَابَ رِزْقِكَ

یہ دعا پڑھکر بایاں پاؤں پہلے نکالے اور جوتے میں داہنا پاؤں پہلے داخل کرے اب صفا کی طرف روانہ ہو۔

صفا و مروہ

صفا مروہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں کسی زمانہ میں یہ پہاڑیاں نمایاں تھیں لیکن اب زمین میں چھپ گئی ہیں۔ صفا خانہ کعبہ سے جنوب میں واقع ہوا ہے اور شمال کعبہ کی طرف مروہ ہے۔

ان دونوں مابین صفا و مروہ بہت بڑا بازار ہے جس میں ہر قسم کی چیزیں ہر وقت ملتی ہیں۔ اس بازار کے دو نام ہیں سوق کبیر اور سوق مسعیٰ۔

زمانہ نبوت تک ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان ایک نشیبی وادی تھی جسے اب سیلاب نے بھر کر برابر کر دیا ہے۔ اس وادی کا نام مسعیٰ ہے اس وقت نہ پہاڑی ہے نہ وادی لیکن وہ عبادت

جو ان مقامات سے متعلق تھی وہ ہنوز قائم و باقی ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت باقی رہے گی۔ یہاں کی عبادت یہ ہے کہ صفا پر اس قدر چڑھے کہ بیت اللہ نظر آجائے دعا مانگے اور اتر کر مروہ کی طرف روانہ ہو جب وادی یعنی مسعیٰ کے ابتدا پر آئے تو دوڑنا شروع کرے یہاں تک کہ وادی یعنی مسعیٰ ختم ہو جائے اب دوڑنا موقوف کرے اور مروہ تک معمولی رفتار سے چل کر آئے یہاں بھی دست بدعا ہو۔ یہ ایک پھیرا ہوا اب مروہ سے صفا کو واپس جائے۔ یہ دوسرا پھیرا ہوا یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کرے اسی کا نام سعی ہے۔ اگرچہ سعی (یعنی دوڑنا) صرف مسعیٰ ہی میں کرتے ہیں لیکن سارے ایاب و ذہاب کا نام اسی مناسبت سے سعی قرار پایا۔

وادی میں دوڑ کر چلنے کا حکم ہے اور اب کوئی علامت نشیب کی باقی نہیں رہی اس لئے اس کی ابتدا اور انتہا پر ایک ایک پتھر نصب کر دیا گیا ہے جس طرح میل کا نشان پتھر گاڑ کر بنا دیتے ہیں بجنسہ ویسا ہی پتھر ایک ابتدا میں اور دوسرا انتہا پر گڑا ہوا ہے۔ ایک کا رنگ سبز ہے اور دوسرے کا زردی مائل۔ ان دونوں پتھروں کو میلین اخضرین کہتے ہیں جو فاصلہ دونوں میلوں کے مابین ہے وہی سعی ہے (یعنی دوڑنے کی جگہ) مسافت مسعیٰ کی بقدر پچھتر گز انگریزی ہے۔

صفا سے مروہ تک کا فاصلہ تقریباً چار سو چورانوے (۴۹۴) گز ہے۔ صفا سے میل اول چورانوے (۹۴) گز میل اول سے میل دوم پچھتر گز، میل دوم سے مروہ تین سو پچیس (۳۲۵) گز۔

صفا و مروہ کے سات پھیروں میں دو میل سے کچھ زیادہ مسافت طے ہو جاتی ہے۔

سعی کا طریقہ

طواف کے سات پھیرے پورے کر کے مقام ابراہیم پر دو رکعت طواف ادا کرے پھر حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دے کر باب الصفا سے صفا کی جانب روانہ ہو تاکہ ادائے سعی کی سعادت حاصل ہو۔ سعی حنفی مذہب میں واجب ہے رکن حج نہیں۔

یہ کلیہ ہے کہ جس طواف کے بعد سعی کی جائے گی تو شروع اس طرح کریں گے کہ حجر اسود کے پاس آکر اُس کا استلام کریں گے پھر مسجد الحرام سے صفا جانے کے لیے باہر آئیں گے۔ جس طرح آغاز طواف استلام حجر سے کرتے ہیں اُسی طرح آغاز سعی بھی استلام حجر سے کریں گے۔

باب الصفا سے نکل کر ذکر و درود میں مشغول صفا تک آئیں یہاں پہنچکر سیڑھیوں پر اتنا چڑھیں کہ بیت اللہ شریف نظر آجائے۔ الحمدللہ کہ پہلی سیڑھی پر چڑھتے ہی کعبہ مقدس نظر آجاتا ہے۔ دوسری تیسری سیڑھی پر چڑھنا اب فعل عبث ہے۔ علماء اسے خلاف سنت کہتے ہیں اور بدعت قرار دیتے ہیں۔ جب مقصود حاصل ہے تو فضول ایک امر لایعنی ہے۔ جب آنکھیں دیدار کعبہ سے مشرف ہوں تو دونوں ہاتھ اُس طرح اُٹھائے جیسا کہ دعا میں ہاتھ اُٹھانے کا معمول ہے۔ کف دست آسمان کی طرف ہو اور پشت دست زمین کی طرف۔ ہاتھ اتنا بلند کرے کہ مونڈھے سے مقابل ہوجائے۔ پھر دیر تک تسبیح و تہلیل درود و سلام اور دعا میں مشغول رہے محل اجابت ہے اور اتباع سنت رسول ہے ہرگز ہرگز تن آسانی اور کاہلی کو راہ نہ دے کیا معلوم زندگی میں پھر یہ موقع ملتا ہے یا نہیں۔ کم از کم اتنا وقت تو صلوٰۃ و مناجات میں ضرور صرف کرے جتنا دو یا تین رکوع باترتیل تلاوت میں صرف ہوتا ہے۔

اب یہاں سے اتریے اور ذکر و درود میں مشغول مروہ کی طرف چلے جب مسعیٰ کی پہلی میل آئے تو دوڑنا شروع کرے۔ مگر نہ حد سے زیادہ تیز دوڑے نہ کسی کو دھکا دے اور نہ اذیت پہنچائے۔ اس کی کوشش کرے کہ دوڑنے میں دعا سے غفلت نہ ہونے پائے جب مسعیٰ کی دوسری میل پر پہنچے تو دوڑنا موقوف کرے اور معمولی رفتار سے چل کر مروہ تک آئے۔ یہاں بھی پہلے ہی سیڑھی پر قدم رکھنے سے صعود مل جاتا ہے۔ لیکن یہاں سے اب بیت اللہ شریف نظر نہیں آتا ہے۔ اس لئے کہ یہاں پر بکثرت عمارتیں بن گئی ہیں جس سے کعبہ حجاب میں آگیا ہے لیکن اگر عمارتیں حائل نہ ہوں تو پہلی سیڑھی بلکہ اُس کے نیچے کے زمین سے ہی کعبہ معظمہ نظر آجائے۔ اسی وجہ سے یہ مانع عارضی معتبر نہ ہوا اور پہلی سیڑھی کا صعود کافی

سمجھا گیا مروہ پر بھی اُسی طرح ذکر اور دعا میں مشغول ہوں یہ ایک پھیرا ہوا۔ اب اسی ادب و توجہ تام کے ساتھ مروہ سے صفا کو واپس ہوں مسعیٰ جب آئے تو دوڑنا شروع کریں۔ جب ختم ہو تو معمولی رفتار سے چل کر صفا پر صعود حاصل کریں اور مشغول دعا ہوں یہ دوسرا پھیرا ہوا۔ غرض سات پھیرے اسی طرح پورے کریں ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوگا۔

اب کہ سعی سے فارغ ہوئے مسجد الحرام کو واپس آئیں اور دو رکعت نماز ادا کریں کہ مستحب مسنون ہے۔

(۱) ثم یعود الی الحجر فیستلمه والاصل ان کل طواف بعده سعی یعود الی الحجر لان الطواف کما کان یفتتح بالاستلام فکذا السعی یفتتح به (ہدایہ)

(۱) پھر حجر کے پاس واپس آکر اُس کا استلام کرے اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر طواف جس کے بعد سعی ہے اس میں حجر کے پاس آکر استلام کرنا ہے جیسا کہ طواف اس سے شروع کیا جاتا ہے سعی بھی اس کے استلام سے شروع کی جاتی ہے۔ (ہدایہ)

السعی واجب ولیس برکن عندنا (سائر کتب الفقه والفقا تصیرها)

سعی حنفی مذہب میں واجب ہے (جملہ کتب فقہ)

(۲) ثم یخرج من الصفا فیصعد علیه ویستقبل البیت ویکبر ویهلل ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویرفع یدیه ویدعو الله لحاجته (ہدایہ)

(۲) پھر باب الصفا سے نکل کر صفا آئے اُس پر چڑھے بیت اللہ کی طرف رخ کرکے تکبیر و تہلیل اور درود میں مشغول ہو اور ہاتھ اُٹھاکر حاجت برآری کی دعا مانگے۔ (ہدایہ)

ویطیل المقام علیه قدر ما یقرأ سورة من المفصل (رد المحتار)

صفا پر اتنا قیام کرے جتنی دیر میں ایک سورہ مفصل میں سے پڑھی جاسکے۔ (رد المحتار)

ویرفع یدیه حذاء منکبیه (رد المحتار)

دعا میں ہاتھ اتنا اٹھائے کہ مونڈھے سے مقابل ہوجائے (رد المحتار)

من وقف على اول درجة من درجاتها الموجودة امكنه ان يرى البيت فلا يحتاج الى الصعود وما يفعله بعض اهل البدعة والجهلة من الصعود حتى يلتصقوا بالجدار فخلاف طريقة اهل السنة والجماعة (رد المحتار)

صفا کی موجودہ سیڑھیوں میں سے جو پہلی سیڑھی پر کھڑا ہوگا بیت اللہ کی زیارت اسے ہو جائے گی۔ اس سے زیادہ صعود کی حاجت نہیں جیسا کہ بعض اہل بدعت جاہل پڑھتے چلے جاتے ہیں کہ دیوار سے جاکر مل جاتے ہیں ان کا یہ فعل طریقہ اہل سنت وجماعت کے خلاف ہے (رد المحتار)

(۳) ثم ينحط نحو المروة ويمشي على هينته فاذا بلغ بطن الوادي يسعى بين الميلين الاخضرين سعيا ثم يمشي على هينته حتى ياتي المروة ويصعد عليها ويفعل كما فعل على الصفا وهذا شوط واحد (ہدایہ)

(۳) پھر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف سکون و وقار کے ساتھ روانہ ہو۔ جب مسعٰی میں پہنچے دوڑنا شروع کرے۔ مسعٰی جب طے ہو جائے تو پھر سکون کی رفتار سے چل کر مروہ آئے اور اس پر چڑھے اور اسی طرح دعا، صلوٰۃ اور ذکر میں مشغول ہو جیسا کہ صفا پر مشغول رہا تھا یہ ایک پھیرا ہوا۔ (ہدایہ)

ويستحب ان يكون السعي بين الميلين فوق الرمل دون العدو (رد المحتار)

مستحب ہے کہ میلین میں دوڑنے کا انداز رمل سے زیادہ اور سرپٹ بھاگنے سے کم ہو (رد المحتار)

(۴) فيطوف سبعة اشواط يبدأ بالصفا ويختم بالمروة ويسعى في بطن الوادي في كل شوط (ہدایہ)

(۴) سات پھیرے کرے شروع صفا سے اور ختم مروہ پر کرے۔ ہر پھیرے میں جب بطن وادی یعنی مسعٰی میں پہنچے تو دوڑے۔ (ہدایہ)

(۵) واذا فرغ من السعي يدخل المسجد

(۵) جب سعی سے فارغ ہو تو مسجد الحرام میں حاضر ہو

ويصلي ركعتين (عالمگیری رد المحتار)

اور دو رکعت پڑھے (عالمگیری)

(۱) عن ابن عمر قال قدم النبي صلى الله عليه وسلم فطاف بالبيت سبعا وصلى خلف المقام ركعتين وطاف بين الصفا والمروة سبعا (بخاری شریف)

(۱) ابن عمر کہتے ہیں کہ جب کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سات پھیرے طواف کے ادا فرمائے اور دو رکعت مقام ابراہیم پر بعد طواف آپ نے پڑھی اور سات پھیرے صفا اور مروہ کے کئے۔ (بخاری شریف)

(۲) عن جابر قال ثم رجع الى الركن فاستلمه ثم خرج من الباب الى الصفا فلما دنى من الصفا قرأ ان الصفا والمروة من شعائر الله ابدأ بما بدأ الله به فبدأ بالصفا فرقي عليه حتى رأى البيت فاستقبل القبلة فوحد الله وكبره وقال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير لا اله الا الله وحده انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده ثم دعا بعد ذالك قال مثل هذا ثلاث مرات ثم نزل ومشى الى المروة حتى

(۲) جابر روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر دوگانہ طواف کے بعد نبی علیہ السلام نے حجر اسود کے پاس تشریف لاکر اسے بوسہ دیا اور دروازہ سے نکل کر صفا کی طرف روانہ ہوئے۔ جب کہ صفا کے قریب پہنچے تو آیۂ کریمہ اِنَّ الصَّفَا الخ کی تلاوت فرماکر ارشاد فرمایا کہ جس سے میرے رب نے شروع کیا ہے میں بھی سعی اسی سے شروع کرتا ہوں۔ پھر صفا سے آپ نے ابتدا فرمائی اس پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ نظر آگیا پھر قبلہ رخ ہو کر خدا کی توحید و تکبیر فرمائی اور لا الہ الا اللہ آخر تک پڑھ کر دعا فرمائی۔ تین مرتبہ اوراد مذکورہ پڑھنے کے بعد صفا سے اترے اور سکون و اطمینان کے ساتھ مروہ کو چلے جب بطن وادی کے نشیب میں پہنچے تو دوڑنا شروع کیا یہاں تک کہ وادی ختم ہوئی اور بلندی پر قدم مبارک پہنچ گئے تو معمولی رفتار سے چلنے لگے جب مروہ پہنچے تو یہاں بھی ویسا ہی

انصبت قدماه فی بطن الوادی ثم	عمل مبارک ہوا
سعٰی حتی اذا اصعدتا مشی حتی اتی المروۃ	جیسا کہ صفا پر
ففعل علی المروۃ کما فعل علی الصفا (رواہ مسلم)	ہوا تھا ۔ (مسلم)
(۳) روی المطلب بن ابی وداعہ قال	(۳) مطلب بن ابی وداعہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
رایت رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سعی سے فارغ ہوئے
حین فرغ من سعیہ جاء حتی اذا	تو مسجد الحرام تشریف لائے اور حجر اسود کے سامنے
حاذی الرکن فصلے رکعتین فے	دو رکعتیں کنارہ مطاف کے ادا فرمائیں
حاشیۃ المطاف ولیس بینہ وبین	اور آپ کے اور طواف کرنے والوں کے مابین
الطائفین احد (رواہ احمد وابن ماجہ)	کوئی بھی حائل نہ تھا (احمد وابن ماجہ)
(۴) وعنہ قال رایت رسول اللّٰہ صلے اللہ	(۴) انہیں سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یصلے حذو الرکن الاسود	علیہ وسلم کو حجر اسود کے مقابل نماز پڑھتے ہوئے دیکھا
والرجال والنساء یمرون بین یدیہ	مرد اور عورتیں آپ کے سامنے سے آتے جاتے تھے اور
ما بینھم وبینہ سترۃ	آپ کے اور آنے والے جانے والوں کے درمیان کوئی چیز
(فتح القدیر)	بطور سترہ نہ تھی ۔ (فتح القدیر)

صفا کی دعا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ	(ترجمہ) نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ ایک ہے کوئی اس کا
لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ	شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور سب تعریف اسی کے لئے
وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	ہے وہ حیات بخشتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ	نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا اس نے اپنا وعدہ پورا کیا
وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ	اور اپنے بندے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح و نصرت
(رواہ مسلم وابن ماجہ)	عطا کی اور غزوہ خندق میں کافروں کو شکست دی (مسلم)

صفا سے اترنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ بِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ	(ترجمہ) الٰہی موافق اپنے نبی کی سنت کے مجھ سے کام لے
وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ	اور اُن کے مذہب پر مجھے مار اور گمراہ کرنے والے فتنوں سے
مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِکَ	مجھے بچا اپنی رحمت کے طفیل سے اے رحم کرنے والوں
یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ	میں سب سے زیادہ مہربان ۔

میلین یعنی مسعیٰ کی دعا

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ	(ترجمہ) اے رب بخشش اور رحمت فرما اور اُن لغزشوں سے
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ	جسے تو جانتا ہے درگزر فرما بے شک تو بڑی عزت والا
الْاَکْرَمُ	اور بڑا ہی کرم کرنے والا ہے ۔

مروہ پر چڑھنے کی وہی دعا ہے جو صفا کے صعود کی دعا ہے اور مروہ سے اُترنے کی وہ دعا ہے جو صفا سے اُترنے کے وقت پڑھتے ہیں ۔

واجبات و شرط سعی

یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں سعی بین الصفا والمروہ واجب ہے پھر یہ بھی ہے کہ مثل طواف اس کے بھی سات پھیرے ہیں چار پھیرے سے کم کرنا کرنا ترک کرنے کے برابر ہے سعی پیادہ یا قدموں سے چل کر ادا کی جائے ۔ بلا عذر سواری پر چڑھ کر ادا کرنا کفارہ میں قربانی واجب کرتا ہے ۔ شرط سعی ادا کرنے کی یہ ہے کہ طواف کے بعد ادا کی جائے یہ سب چار باتیں ہوئیں (۱) اولاً نفس سعی (۲) ثانیاً چار یا چار سے زیادہ پھیرے کرنا (۳) ثالثاً پیادہ پا چل کر کرنا (۴) رابعاً طواف کے بعد کرنا ۔ اگر ان چار باتوں میں

تقصیر نہیں ہوئی تو سعی کے ادا سے فارغ ہو گئے۔ لیکن اگر ان امور اربعہ میں سے کسی ایک میں بھی تقصیر ہوئی تو کفارہ لازم آئے گا۔ مثلاً

اگر کسی نے سعی ہی نہیں کی تو حج تو اس کا ادا ہو گیا اس لئے کہ یہ رکن اور فرض نہ تھا لیکن ترک واجب پر مناسک حج میں قربانی لازم آتی ہے۔ لہٰذا اُسے دم دینا ہوگا۔

یا سعی تو کی لیکن چار سے کم پھیرے کئے یا بغیر عذر سواری پر چار یا چار سے زیادہ پھیرے کئے تو ان دونوں صورتوں میں واجب ترک ہوا۔ قربانی کرنا ہوگی۔ ہاں ایک یا دو، یا تین پھیرے چھوٹ گئے تو ہر پھیرے کے عوض میں ایک صدقہ یعنی پونے دو سیر گیہوں آٹھ آنہ بھر زیادہ۔

یا بغیر طواف کئے ہوئے سعی ادا کی تو یہ سعی شمار نہ کی جائے گی اُس کے ادا کے لئے طواف شرط لازم ہے اور جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا جائے گا۔ اُسے پھر طواف کر کے سعی کرنا چاہیئے۔ ورنہ دم دینا ہوگا۔

سعی کے لئے طہارت واجب نہیں ہے مستحب البتہ ہے اس لئے حائض و نفساء و جنب کو بھی سعی کی اجازت ہے۔ قاعدہ کلیہ طہارت اور عدم طہارت کا مناسک حج میں یہ ہے کہ جو اعمال مسجد الحرام میں ادا ہوں گے اُن کے لئے طہارت واجب ہے اور جو اعمال مسجد الحرام سے خارج ادا کئے جائیں اُن کے لئے طہارت مستحب و مستحسن ہے۔

(۱) وان ترک السعی فیما بین الصفا والمروۃ رأساً فی حج او عمرۃ فعلیہ دم (مبسوط)

(۱) اگر کسی نے حج یا عمرہ میں قطعاً سعی کی ہی نہیں تو اس پر دم واجب ہے (مبسوط)

(ب) ومن ترک السعی بین الصفا والمروۃ فعلیہ دم وحجہ تام (عالمگیری)

(ب) صفا اور مروہ کی سعی کسی نے چھوڑ دی تو اُس پر دم واجب ہے اور حج اُس کا پورا ہو گیا (عالمگیری)

(۲) وکذا لک لو ترک منہا اربعۃ اشواط فہو کترک الکل فی انہ یجب علیہ الدم بہ (مبسوط)

(۲) اگر کسی نے چار پھیرے چھوڑ دیئے تو یہ بمنزلہ کل چھوڑنے کے ہے۔ قربانی اُس پر واجب ہے (مبسوط)

(ب) وان ترک ثلاثۃ اشواط اطعم لکل شوط مسکیناً (عالمگیری)

(ب) اگر تین پھیرے چھوٹ گئے تو ہر پھیرے کے عوض میں ایک مسکین کا کھانا یعنی پونے دو سیر گیہوں (عالمگیری)

(۳) وکذا لک ان فعلہ راکباً فان کان لعذر فلا شئ علیہ وان کان لغیر عذر فعلیہ الدم فی الاکثر والصدقۃ فی الاقل (مبسوط)

(۳) اگر سوار ہو کر سعی کی تو اس کا سوار ہونا اگر عذر کے سبب تھا تو اُس پر کچھ جرمانہ نہیں اور اگر بغیر عذر تھا تو اُس پر قربانی واجب ہوئی۔ ہاں اگر تین یا دو یا ایک پھیرا سوار ہو کر کیا ہے تو صدقہ دے (مبسوط)

(۴) وشرط السعی ان یکون بعد الطواف حتی لو سعی ثم طاف اعاد السعی (عالمگیری)

(۴) سعی کی شرط یہ ہے کہ طواف کے بعد ہو۔ یہاں تک کہ اگر سعی کی اور طواف اس کے بعد کیا تو اُسے سعی کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ (عالمگیری)

(۵) والاصل ان کل عبادۃ تؤدی لا فی المسجد من احکام المناسک فالطہارۃ لیس من شرطہا کالسعی والوقوف بعرفۃ والمزدلفۃ و رمی الجمار وکل عبادۃ فی المسجد فالطہارۃ شرطہا وعلی ھذا الاصل یجوز سعی الجنب والحائض۔ (عالمگیری ورد المحتار واللفظ للاول)

(۵) مناسک حج کا قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر مسجد الحرام میں اُس کا ادا کرنا نہیں ہے تو پھر طہارت شرط نہیں ہے جیسے سعی اور عرفات و مزدلفہ کا وقوف اور رمی جمار اور وہ عبادت جو مسجد الحرام میں ادا کی جائے گی اُس میں طہارت شرط ہے۔ اسی کلیہ کی بنا پر سعی جنب اور حائض کی جائز ہے۔ (عالمگیری ورد المحتار)

سنن و مستحبات سعی

سعی اگرچہ واجب ہے رکن حج نہیں لیکن یہ بھی ایک اہم عبادت ہے قرآن کریم نے صفا و مروہ کو شعائر اللہ فرماتے ہوئے سعی کی رغبت دلائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اسے ترک نہیں فرمایا اور صحابہ کرام کو مخاطب فرما کر سعی کا حکم نہایت دل گیر و دل پذیر خطاب سے صادر فرمایا ہے۔ اسے بھی انھیں آداب کے ساتھ جو شارع علیہ السلام سے منقول ہیں ادا کرنا موجب اجر اور مقبولیت حج کی دلیل ہے۔

(۱) باوضو جامہ پاک اور جسم پاک کے ساتھ ادا کرنا مستحب و مسنون ہے۔

(۲) شروع صفا سے کرے اور ختم مروہ پہ۔

(۳) میلین کے درمیان دوڑے اور ان کے ماسوا میں معمولی رفتار

(۴) صعود اتنا ہو کہ بیت اللہ نظر آجائے۔

(۵) سات پھیرے پورے کرے۔

(۶) سعی کے پھیروں کا تسلسل قائم رکھے۔

(۷) ادھر ادھر دیکھتا ہوا پریشان نظر سعی نہ کرے۔

ان امور کا حوالہ کچھ تو طریقہ سعی کے بیان میں گزر چکا اور بعض مکروہات کے ذیل میں معلوم ہو جائے گا۔ یہاں بغرض مزید توضیح و تنبیہ مستحبات و سنن کو علیحدہ لکھ دیا گیا ہے۔

مکروہات سعی

سعی میں چند مکروہات تو وہی ہیں جو مکروہات طواف ہیں مثلاً فضول کلام خرید و فروخت بے وجہ پھیروں میں تاخیر شعر خوانی و غزل سرائی۔ ہاں طواف میں کھانا مکروہ ہے اور سعی میں بھوک کے وقت جائز۔ ماسوا ان مکروہات کے چھ باتیں اور ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔

(۱) صفا و مروہ پہ نہ چڑھنا (۲) قدر مسنون سے زیادہ چڑھنا (۳) بالعکس سعی کرنا یعنی شروع مروہ سے اور ختم صفا پر (۴) ایک دو پھیرے چھوڑ دینا (۵) مسعیٰ یعنی میلین میں نہ دوڑنا (۶) میلین کے ماورا مسافت میں دوڑنا۔ عورت مسعیٰ میں نہ دوڑے گی صفا سے مروہ تک معمولی رفتار سے جانا اس کے لئے سنت ہے۔

(۱) ویکرہ ترک الصعود علی الصفا والمروۃ والصعود بقدر مایصیر البیت بمرأی العین منہم فہو سنۃ متبعۃ یکرہ ترکہا (مبسوط)	(۱) صفا اور مروہ پہ نہ چڑھنا مکروہ ہے صعود اتنا کہ بیت اللہ نگاہوں کے سامنے ہو جائے ایک ایسی سنت ہے جس کا اتباع کرنا ہی چاہیئے مقدار مسنون سے کم چڑھنا بھی مکروہ ہے (مبسوط)
(۲) واذا سعیٰ معکوسا بان بدأ بالمروۃ فمن اصحابنا من قال یعتد بہ ولکن یکرہ والصحیح انہ لا یعتد بالشوط الاول (عالمگیری)	(۲) اگر الٹی سعی کی بایں طور کہ مروہ سے شروع کیا بعض کہتے ہیں کہ شمار تو اسے کریں گے لیکن مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے گا (عالمگیری)
(ب) وان بدأ بالمروۃ وختم بالصفا حتے فرغ اعاد شوطا واحداً (مبسوط)	(ب) اگر مروہ سے شروع کیا اور ختم صفا پر کیا یہاں تک کہ سعی سے فراغت ہو گئی تو ایک پھیرا اور کرنا ہو گا (مبسوط)
(۳) وعد من مکروہات السعی تفریقہ (رد المحتار)	(۳) سعی کے کچھ پھیرے کئے اور ٹھہر گئے پھر پھیرا شروع کیا یہ مکروہ ہے (رد المحتار)
(۴) السعی فی بطن الوادی والمشی فیما سوی ذالک ادب او سنۃ فترکہ لا یوجب الا الاسأۃ (مبسوط)	(۴) بطن وادی یعنی مسعیٰ میں دوڑنا اور اس کے ماسوا میں معمولی رفتار سے چلنا ادب یا سنت ہے اس کے ترک پہ کفارہ نہیں گر خطا کاری ہے (مبسوط)

منیٰ

مکہ معظمہ سے مشرق کی جانب مائل بجنوب ایک وسیع میدان ہے طول اس کا دو میل ہے اور عرض تقریباً ایک میل اب اس میدان میں بکثرت مکانات بن گئے ہیں۔ عہد رسالت میں بالکل صاف میدان تھا صحابہ کرام نے یہ درخواست پیش کی تھی کہ اگر حکم ہو تو ایک مکان منیٰ میں حضور کے راحت کے لئے تیار کر دیا جائے لیکن آپ نے انکار فرما دیا تھا۔

مسجد خیف جس کی فضیلت متعدد احادیث میں وارد ہے اسی میدان میں ہے۔ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں نماز ادا فرمائی تھی اب بیچ صحن میں جہاں آپ کا مصلّٰی تھا، ایک بڑا قبہ بنا دیا گیا ہے۔ اس مسجد میں بہت اچھی وسعت ہے مسجد الحرام سے تقریباً نصف ہے۔

آٹھویں تاریخ صبح کی نماز پڑھکر منیٰ میں آنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے حتی الامکان یہ سنت قضا نہ ہونا چاہیے۔ یہاں پہنچکر آٹھویں تاریخ میں کوئی عبادت حج کی ادا نہیں کی جاتی ہے۔ صرف پہنچنا اور یوم عرفہ یعنی نویں کی صبح تک تا طلوع آفتاب ٹھیرنا بس یہی عبادت ہے۔ آٹھویں تاریخ جسے یوم الترویہ کہتے ہیں منیٰ میں گزاریں۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشا یہاں پڑھیں۔ یوم عرفہ یعنی نویں تاریخ کو صبح کی نماز پڑھکر بعد طلوع آفتاب میدان عرفات کو روانہ ہوں۔

اب دسویں تاریخ یہاں پھر آئیں گے اس وقت یہاں کے قیام میں چند مناسک ادا کئے جائیں گے۔ سب سے پہلے جمرۂ عقبہ پر جائیں گے اور سات کنکریاں اس پر پھینک کر واپس آئیں گے قربانی دیں گے، حلق کریں گے اور مکہ معظمہ جا کر طواف زیارت جو فرض اور رکن حج ہے اسے ادا کریں گے پھر واپس منیٰ آئیں گے۔ شب یہاں بسر کریں گے۔ گیارہ تاریخ بعد زوال جمرات پر جائیں گے اور رمی جمار کرکے پھر منیٰ واپس آئیں گے۔ بارہ کو بعد زوال

پھر اس نسک کو ادا کریں گے۔ اب اختیار ہے چاہے مکہ معظمہ جائیں یا ایک روز اور ٹھیر کر تیرہ کو بھی بعد زوال رمی جمار کرکے مکہ معظمہ پہنچیں۔ منیٰ سے متعلق اسی قدر احکام ہیں۔ اس اجمالی بیان کے بعد تفصیل منیٰ کے عبادات کی یہ ہے۔ سب سے پہلے یوم الترویہ یعنی آٹھویں تاریخ کے مسائل لکھے جاتے ہیں ایام نحر کے مسائل اس وقت لکھے جائیں گے جب کہ عرفات اور مزدلفہ سے واپسی ہوگی تاکہ جس روز کے احکام کا مطالعہ منظور ہو اسے اس روز کی فصل میں دیکھ لیا جائے۔

یوم الترویہ

مکہ معظمہ میں ساتویں تاریخ ذی الحجہ کو امام بعد نماز ظہر ایک خطبہ پڑھے گا جس میں منیٰ عرفات، مزدلفہ، رمی جمار اور طواف فرض وغیرہ کے احکام و مسائل کا بیان ہوگا۔ اس میں حاضر ہونا چاہیے اور اسے سننا چاہیے اگرچہ آواز نہ آئے، اگرچہ عربی نہ جاننے کے باعث فہم معانی سے قاصر ہو۔ ایسی عظیم الشان علمی مجلس میں ایسے مقدس مقام مبارک وقت میں شریک ہونا ہی کیا کم سعادت ہے۔ ہزاروں اللہ کے مقبول بندے اس مجمع میں ہوں گے ان کے ذیل میں آجانا لا یشقیٰ جلیسھم کی بشارت سے فیض یاب ہونا ہے۔

آٹھویں تاریخ جسے یوم الترویہ کہتے ہیں بعد نماز صبح جب کہ آفتاب طلوع ہو جائے مفرد، قارن، متمتع سب کے سب منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔ لبیک ثنا و صلوٰۃ اور دعا کی راستہ میں کثرت کریں۔

منیٰ پہنچکر مسجد خیف سے قریب ٹھیرے کہ یہ مستحب ہے لیکن اگر قرب مسجد میں جگہ نہ ملے تو پھر جہاں کہیں منیٰ میں جگہ ملے ٹھیر جائے۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشا آٹھویں تاریخ منیٰ ہی میں پڑھے۔ رات نویں کی اسی میدان میں گزارے۔ اگر ساری رات ذکر و تلاوت قرآن پاک میں بسر کر دی جائے تو بہت ہی مبارک ہے۔ لیکن قصور ہمت یا عدم استطاعت کی صورت میں

عشا باجماعت پڑھکر وضو کرے اور سویرے صبح کی نماز باجماعت پڑھے۔ انشاء اللہ اجر جزیل پائے گا۔ عرفہ کے روز یعنی نویں کی صبح کو نماز فجر باجماعت منیٰ ہی میں پڑھے۔ جب آفتاب طلوع ہو جائے اُس وقت عرفات کی طرف روانہ ہو۔

آٹھویں کو منیٰ میں حاضر ہو کر ظہر پڑھنا اور نویں کو بعد طلوع آفتاب وہاں سے روانہ ہونا سنت عظیمہ ہے اسے ترک کرنا گوناگوں برکات سے محروم رہنا ہے۔ کوشش کرے کہ اپنا قافلہ منیٰ میں اقامت گزیں ہو۔

آج کل یہ طریقہ بعضوں نے جاری کر رکھا ہے کہ منیٰ میں قیام نہیں کرتے ہیں بخط مستقیم عرفات میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے آٹھویں کو منیٰ جانا شریعت کے نزدیک اس قدر اہم ہے کہ اگر آٹھ تاریخ جمعہ کا دن ہو جب بھی مکہ معظمہ میں ادائے جمعہ کے لئے نہ ٹھہرے آج کے دن جمعہ واجب نہیں ہے بلکہ اس میں ثواب و اجر ہے کہ منیٰ پہنچے اور ظہر کی نماز باجماعت وہاں ادا کرے۔

لیکن اگر کسی نے آٹھویں تاریخ ظہر یا جمعہ مکہ مکرمہ میں پڑھا اور اب منیٰ کی طرف روانہ ہوا تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہاں آٹھویں تاریخ مکہ ہی میں رہا اور نویں کی شب بھی وہیں بسر کی صبح کی نماز پڑھکر نویں کو منیٰ سے گزرتا ہوا میدان عرفات میں پہنچا تو اس سے حج میں تو کسی طرح کا نقصان نہیں آتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ترک ہوئی اس لئے وہ خطاکار ہے۔

(۱) خطب الامام سابع ذی الحجۃ بعد الزوال بعد صلاۃ الظہر خطبۃ واحدۃ بلا جلسۃ فی وسطہا وعلمہا المناسک التی یحتاج الیہا یوم عرفۃ والخروج	(۱) ساتویں تاریخ بعد زوال نماز ظہر پڑھکر امام ایک خطبہ پڑھے گا۔ بیچ میں خطبے کے جلسہ نہ کرے گا جیسا کہ جمعہ میں ہوتا ہے اس لئے کہ اسے دوسرا خطبہ پڑھنا نہیں ہے اس کے وہ تمام مسائل ہونگے جن کی حاجت

الی منیٰ او جمیع ما یحتاج الیہ الحاج (رد المحتار)	حج کرنے والوں کو ہے مثلاً منیٰ کی روانگی عرفات کا وقوف وغیرہ (رد المحتار)
(۲) ثم یروح الی منیٰ یوم الترویۃ بعد صلوۃ الفجر وطلوع الشمس (عالمگیری)	(۲) آٹھویں تاریخ بعد طلوع آفتاب کو مکہ سے منیٰ کے طرف روانہ ہوگا۔ (عالمگیری)
(۳) ویلبی عند الخروج الی منیٰ ویدعو بما شاء (فتح القدیر)	(۳) لبیک پکارتے ہوئے دعائیں مانگتے ہوئے منیٰ کی طرف بڑھے۔ (فتح القدیر)
(۴) ویستحب ان ینزل عند مسجد الخیف (فتح القدیر)	(۴) مسجد خیف کے پاس ٹھیرنا مستحب ہے (فتح القدیر)
(۵) ویستحب ان یصلے الظہر یوم الترویۃ بمنیٰ ویقیم بہا الی صبیحۃ عرفۃ و یصلے الفجر بہا لوقتہا المختار واذا طلعت الشمس یوم عرفۃ خرج الی عرفات (رد المحتار)	(۵) مستحب یہ ہے کہ منیٰ ایسے وقت پہنچے کہ نماز ظہر وہاں پہنچکر ادا کرے عرفہ کی صبح تک وہیں مقیم رہے نویں کی صبح کو فجر کی نماز وقت مختار پر پڑھے عرفہ کے روز جب آفتاب طلوع ہو جائے میدان عرفات کو روانہ ہو۔ (رد المحتار)
(۶) واما ما یفعلہ الناس فی ھذا الزمان من دخولھم ارض عرفات فی الیوم الثامن فخطأ مخالف للسنۃ ویفوت ھم بسببہ سنن کثیرۃ منہا الصلوۃ بمنی والمبیت بہا الخ (رد المحتار)	(۶) اس زمانے میں بعض لوگ آٹھویں تاریخ عرفات پہنچ جاتے ہیں اور منیٰ میں اس دن کا قیام چھوڑ دیتے ہیں یہ فعل مخالف سنت نبی علیہ السلام ہے ایسا کرنے سے بہتسی سنتیں ان سے فوت ہو جاتی ہیں مثلاً منیٰ کی نمازیں وہاں کی شب گزاری وغیرہ (رد المحتار)

(۷) ولو وافق يوم التروية يوم الجمعة له ان يخرج الى منىٰ قبل الزوال لعدم وجوب الجمعة عليه في ذالك الوقت (عالمگیری)

(۷) اگر ایسا اتفاق ہو کہ آٹھویں جمعہ کے روز ہو تو بھی قبل زوال آسے منیٰ روانہ ہو جانا چاہیے آج ایسے وقت میں جمعہ واجب نہیں ہے۔ (عالمگیری)

(۸) ولو صلى الظهر يوم التروية بمكة ثم خرج منها وبات بمنىٰ لا بأس به (عالمگیری)

(۸) اگر آٹھویں تاریخ ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی اور اب منیٰ روانہ ہوا۔ شب وہاں بسر کی تو اس میں مضائقہ نہیں (عالمگیری)

(۹) ولو بات بمكة وصلى بها الفجر يوم عرفة ثم توجه الى عرفات و مر بمنىٰ اجزاه ولكن اساء بترك الاقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم (عالمگیری)

(۹) نویں کی شب کو مکہ میں بسر کی اور عرفہ کے روز صبح کی نماز پڑھ کر عرفات کو روانہ ہوا اور منیٰ سے گزر کر آگیا تو ایسا کرنا جائز ہے لیکن خطا کاری ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت مبارکہ کی اتباع ترک ہوئی (عالمگیری)

(۱) عن جابر قال فلما كان يوم التروية توجهوا الى منىٰ فاهلوا بالحج وركب النبي صلى الله عليه وسلم فصلى بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء والفجر ثم مكث قليلا حتى طلعت الشمس (رواہ مسلم)

(۱) حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب آٹھویں ذی الحجہ کی ہوئی تو جن اصحاب نے بعد عمرہ احرام کھول دیا تھا آج انھوں نے بھی حج کا احرام باندھا اور سب کے سب ہمرکاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منیٰ روانہ ہوئے۔ منیٰ پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر عصر مغرب عشا اور فجر نویں کی منیٰ ہی میں پڑھی۔ پھر اتنا اور ٹھیرے کہ آفتاب طلوع ہوگیا۔ (مسلم)

(۲) عن ابن عمر انه عليه السلام صلى الفجر يوم التروية بمكة فلما طلعت الشمس راح الى منىٰ (فتح القدیر)

(۲) ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر آٹھویں تاریخ کو مکہ ہی میں ادا فرمائی اور بعد طلوع آفتاب منیٰ کی طرف روانہ ہوئے (فتح القدیر)

منیٰ کی دعا

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ

(ترجمہ) الٰہی یہ منیٰ ہے تو مجھ پر وہ احسان کر جو تو نے اپنے دوستوں پر کیے ہیں۔

(یہ دعا اس وقت پڑھے جب کہ منیٰ نظر آئے)

مزدلفہ (نویں تاریخ)

منیٰ سے شرقی جانب تین میل کے فاصلہ پر یہ کشادہ میدان واقع ہے نویں کی صبح کو جب منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو راستہ میں یہ میدان ملتا ہے آج کے دن عرفات کو جاتے ہوئے یہاں ٹھیرنا نہ چاہیے۔ جب مزدلفہ تھوڑا سا باقی رہ جاتا ہے اور میدان عرفات بہت قریب آجاتا ہے تو ایک میدان ملتا ہے جس کا نام عُرَنہ ہے (بضم عین و فتح را و نون) اس جگہ قیام کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آج نویں تاریخ اگر کوئی وادی عُرَنہ میں ٹھیرا تو اس کا حج باطل ہو جائے گا ساربان بھی اس کا لحاظ رکھتے ہیں جب اہل قافلہ کا اونٹ یہاں پہنچتا ہے تو اس وادی میں اونٹوں کو تیز کر دیتے ہیں۔

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جاہلیت میں قریش اور وہ قبائل عرب جو قریش کے پیرو ہوتے نویں ذی الحجہ کو مزدلفہ میں اقامت کرتے اور دیگر قبائل عرب میدان عرفات میں ٹھیرتے تھے قریش مزدلفہ کی اقامت کو اپنے اور اپنے متبعین کا ایک امتیازی شرف جانتے تھے شارع علیہ السلام نے اُن کے اس جاہلانہ افتخار کی لغویت یوں ثابت کی کہ نویں تاریخ بجز میدان عرفات اور کسی جگہ کا بھی قیام جائز نہ رکھا۔

احادیث میں مزدلفہ کے تین نام آئے ہیں۔ مشعر الحرام، مزدلفہ اور جمع عبد اللہ ابن

مسعود سے جو روایت بخاری و مسلم میں مروی ہے اُس میں اس کا نام جمع ہے جابر سے جو روایت مسلم شریف میں ہے اُس میں مشعر الحرام اس کا نام ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور اسامہ بن زید سے جو روایت بخاری و مسلم میں ہے اس میں اس کا نام مزدلفہ ہے۔ قرآن کریم نے اسے مشعر الحرام کے نام سے ذکر فرمایا ہے۔

عن جابر قال فسار رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تشك قريش الا انه واقف عند المشعر الحرام كما كانت قريش تصنع في الجاهلية فاجاز رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اتى عرفة (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ منیٰ میں جب نویں کو آفتاب طلوع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش یقین رکھتے تھے کہ آپ مشعر الحرام یعنی مزدلفہ میں قیام فرمائیں گے جیسا کہ قریش عہد جاہلیت میں کیا کرتے تھے لیکن آپ مزدلفہ سے گزر فرما گئے یہاں تک کہ عرفہ پہنچے۔ (مسلم)

میدان مزدلفہ میں آج بعد مغرب عرفات سے فارغ ہو کر پھر آئیں گے اور شب اسی جگہ بسر کریں گے اُس وقت سے متعلق مسائل ہم بھی بعد ذکر عرفات بیان کریں گے۔

عرفات اور وہاں کی عبادت

مزدلفہ سے جانب مشرق تین میل کی مسافت پر ایک نہایت ہی وسیع میدان ہے ہر جانب سمت اس کے بکثرت پہاڑیاں ہیں جبل رحمت تقریباً اس میدان کے وسط میں واقع ہے۔ امیر الحاج بعد خطبہ اور نماز اسی کے قریب کھڑا ہوتا ہے اسی کا نام وقوف عرفات ہے۔
نویں تاریخ اس میدان میں آکر ٹھیرنا حج کا پہلا رکن ہے اور من وجہ بہت ہی اہم رکن ہے۔ اس لئے کہ حج کا دوسرا رکن طواف الزیارت ہے رکن ہونے کی حیثیت سے تو دونوں برابر ہیں۔ لیکن طواف زیارت میں تین دن کی وسعت ہے دسویں کو افضل اور گیارہویں

بارہویں کو مرخص اگر ان تین دنوں میں بھی طواف نہ کیا تو تاخیر کے جرم میں قربانی دے اور طواف ادا کرے۔ اس کا وقت فوت نہیں ہوا ہے۔ حج اب بھی ادا ہو جائے گا۔ لیکن عرفات میں اگر نویں کو نہ ٹھیرا اور دسویں کی صبح طلوع کر گئی تو حج فوت ہو گیا۔ اب سال آئندہ پھر احرام باندھے سفر کرے اور حج کے فرض سے سبکدوش ہو۔

(۱) عرفات پہنچکر ہر طرح کی ضروریات سے فراغت حاصل کرے تاکہ بھوک، پیاس یا اور حوائج انسانی کا تقاضا اوقات عبادت میں خلل انداز نہ ہو دوپہر سے قبل غسل کرے۔ اس لئے کہ بعد زوال معاً امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ اس کی حاضری اگرچہ فرض نہیں لیکن ضروری ہے۔ اگر غسل کسی وجہ سے متعذر ہو تو وضو پر اکتفا کرے۔ اب قیام گاہ سے نمرہ کو روانہ ہو۔ یہاں امام مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے گا۔ انھیں سنتے بعد خطبہ تکبیر فریضہ ظہر کی ہوگی اور امام نماز کے لئے کھڑا ہوگا۔ اس کے ساتھ ظہر ادا کرے۔ فرض کا سلام پھیرتے ہی معاً دوسری تکبیر عصر کی ہوگی۔ امام نماز عصر پڑھائے گا۔ فوراً کھڑے ہو کر شریک نماز عصر ہونا چاہیئے۔ ان دونوں فرضوں کے بیچ میں اوراد و وظائف تو کیا دو رکعت ظہر کی سنت بھی نہ پڑھیں گے۔ آج ظہر و عصر کا فرض بلافصل ادا کرینگے اس اعلان کے لئے کہ اب نماز عصر ہوتی ہے دونوں نمازوں کے بیچ میں صرف تکبیر ہوگی۔

ظہر و عصر جمع کرنے کی اجازت آج چند شرائط کے ساتھ ہے نویں ذی الحجہ ہو مقام عرفات ہو، نماز جماعت کے ساتھ ہو۔ جماعت کا امام امیر المومنین یا اس کا نائب ہو اگر کسی نے امام کے ساتھ نہیں پڑھی تنہا پڑھی یا اپنی جماعت علیحدہ قائم کی تو اس کے لئے جمع کرنا ہرگز جائز نہیں۔ آج عصر کی نماز قبل از وقت پڑھنا اسی وقت جائز ہے جب کہ جمع کی ساری شرطیں پائی جائیں۔

(۲) بعد نماز امام موقف کو روانہ ہوگا۔ یہ جگہ جبل رحمت کے قریب ہے۔ سیاہ پتھر کا فرش

جہاں بچھا ہوا ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مصلیٰ ہے۔ امام اسی مقام پر آکر ٹھہرے گا۔ امام سے حتی الامکان قریب جگہ ملنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر قرب میں اپنی تکلیف یا غیر کی اذیت دیکھے تو امام کے پیچھے کھڑا ہو تاکہ رخ قبلہ کی طرف رہے اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر امام کے داہنی طرف ورنہ بائیں جانب۔ اگر ان سمتوں میں سے کوئی بھی سمت کھڑے ہونے کو نہ ملے تو سارا میدان عرفات کا موقف ہے۔ اس نیت و عزم کے ساتھ کہ میں بھی اسی جماعت میں شریک ہوں جہاں جگہ پائے کھڑا ہو۔

(۳) اس وقت سے تا غروب آفتاب تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر یعنی سُبْحَانَ اللهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ کی کثرت کرے۔ درود شریف پڑھے کلام مجید کی تلاوت کرے اُس جلیل و جبار کی قدرت قاہرہ کو یاد کرکے لرزاں و ترساں ہو۔ اس کی رحمت و مغفرت سے نجات و آمرزش کی امید دل میں لائے لبیک کی بار بار کثرت کرے اپنے لئے مسلمانوں کے لئے امۃ محمدی کے لئے دعائیں مانگے۔ کوشش کرے کہ دعا دل سے نکلے خشوع و خضوع تضرع و الحاح میں مبالغہ کرے اگر آنکھ سے آنسو جاری ہوں تو اسے دلیل مقبولیت سمجھے۔

کچھ دیر تلاوت کلام مجید یا تسبیح و تحمید میں مشغول ہو پھر درود شریف پڑھے۔ اب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے۔ پھر ہاتھوں کو چھوڑ دے اور تلاوت و تسبیح میں مشغول ہو جائے پھر دست بدعا ہو۔ غرض تا غروب آفتاب اسی طرح مناجات میں وقت گزر جائے

(۴) مطوف ڈراتے ہیں کہ آدمیوں کا ہجوم ہے سواری کے جانوروں کی کثرت ہے جاؤ گے مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ ان کی ہرگز نہ سنئے آج موقف کی حاضری چھوڑنا بڑی محرومی ہے۔ ہزاروں کے حج آج قبول کئے جائیں گے، ہزاروں کی خطائیں آج معاف کی جائیں گی مقبولوں کے طفیل میں ہزاروں کی مقبولیت ہوگی پھر ایسی رحمت کا موقع چھوڑ دینا دلیل نادانی ہے۔ ہاں بیمار، ضعیف اور عورتوں کے لئے اپنی فرودگاہ

مصروف دعا اور ذکر رہنا مناسب ہے لیکن وہ بھی یہی خیال رکھیں کہ اسی مجمع میں اس وقت ہم حاضر ہیں جو رحمت و مغفرت کہ وہاں نازل ہو رہی ہے وہ ہم بھکاریوں تک بھی انشاء اللہ ضرور پہنچے گی۔ معذوری و مجبوری نے جسمانی شرکت سے محروم رکھا ہے لیکن دل اور مشغولی سے اُن کی معیت ہے۔

(۵) دنیا کی باتیں اور تن پروری و تن آسانی سے احتراز کلی کرے بعض ناآشنا چائے و قہوہ کا جرعہ لیتے ہیں کوئی حقہ و سگار سے اپنی غفلت کا اظہار کرتا ہے کوئی ہنسی و قہقہہ میں وقت عزیز برباد کرتا ہے یہ سب نادانی و بے علمی کی باتیں ہیں اس ساعت میں دعا و ذکر کا اس قدر اہتمام ہے کہ نماز ظہر و عصر کی بیک وقت ادا کی گئی تاکہ نماز کا بھی خیال آکر یکسوئی میں فرق پیدا نہ کرے اور ایک وسیع فرصت اپنے رب سے مناجات کے لئے مل جائے۔ پھر کس قدر تاسف و تحسر کا مقام ہے جو ہم اس وقت کی قدر نہ کریں اور چائے نوشی و حقہ کشی میں وقت ضائع کر دیں زندگی باقی ہے تو اس کے بہت مواقع ملیں گے۔ آج کے چند گھنٹے تو عجز و نیاز، گریہ و زاری کے لئے مخصوص ہیں۔ اسی طرح غروب سے قبل روانہ ہو جانا بڑی محرومی ہے۔ خوب سمجھ لو کہ آج خاص رحمت الٰہی نازل ہونے والی ہے نماز کے بعد سے تا غروب آفتاب اس کا وقت ہے کیا معلوم کس وقت نازل ہو اگر تمہاری روانگی کے بعد نازل ہوئی تو کیسی محرومی ہے متعدد احادیث میں گوناگوں فضیلت آج کے دن کی مروی ہے۔

۱۔ طلحہ بن عبید اللہ سے امام مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن سے زیادہ ذلت، زیادہ خواری اور زیادہ مایوسی شیطان کو اور کسی دن نہیں ہوئی اس نے دیکھا کہ رحمت الٰہی نے نزول فرمایا اور بندوں کی بڑی بڑی خطائیں معاف ہوئیں

۲۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن رب العالمین کی رحمت گنہگار بندوں سے

بہت ہی قریب ہو جاتی ہے اُن کا رب جب اُنھیں لبیک کی صدا بلند کرتے ہوئے اس حال میں دیکھتا ہے کہ سر برہنہ ہے گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں دور دراز کے سفر نے اُنھیں مضمحل کر دیا ہے تو جماعت ملائکہ میں مباہات فرماتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ اے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے انھیں بخشا۔

۳ — حجۃ الوداع کے موقع پر خاتم النبیین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وبارک وسلم جبل رحمت کے قریب پہنچکر جب دعا میں مشغول ہوئے ہیں تو اُس محویت و استغراق کا نقشہ صحابۂ کرام نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

عن ابن عباس قال رأیتہ علیہ السلام یدعو بعرفۃ یداہ الی صدرہٖ کالمستطعم المسکین

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دعا کرتے ہوئے دیکھا جیسا کہ ایک بھوکا روٹی کے ٹکڑے کا طلبگار مسکین اپنا ہاتھ کسی بڑے جواد و کریم کے سامنے پھیلا دیتا ہے۔

فرزندانِ اسلام! تمھیں معلوم ہے کہ وہ کیا دعا تھی جسے اس عجز و الحاح سے وہ مانگ رہے تھے جن کے لئے سمک سے سماک تک کی تخلیق کی گئی۔ جن کی محبوبیت کا پھریرا عرشِ اعظم پر لہرایا، جن کی رسالت کو سارے عالم کے لئے قرآن مجید نے رحمت فرمایا۔ جسے بارگاہِ احدیت سے رؤف و رحیم کا تاج کرامت عطا ہوا۔ ہاں ہاں تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کوئی ایسی دعا نہ تھی جس کا تعلق تم سے نہ ہو۔ ابن ماجہ کی روایت بتا رہی ہے کہ وہ صرف گنہگارانِ اُمت کی آمرزش کی خواستگاری تھی۔ آج کمال عبودیت انتہائی عجز سے میدانِ عرفات میں امت گنہگار کی بخشائش چاہی گئی اور کل بعد نماز فجر میدانِ مزدلفہ میں پھر اسی کی تکرار تھی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ یہ دعا مقبول ہوئی شیطان مردود خائب و خاسر ہوا۔ حدیث شریف کے چند الفاظ یہ ہیں۔

دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ — عرفہ کی شام کو مغفرت امت کی دعا فرمائی مزدلفہ میں

فلما اصبح بالمزدلفۃ اعاد الدعاء فاجیب الیٰ ماسأل — جب صبح ہوئی تو اُسی دعا کا اعادہ فرمایا پھر جو کچھ مانگا وہ سب عطا ہوا۔

عرفہ کے دن جو دعا مانگی گئی حق اللہ کی بخشش کا مژدہ اُس میں آیا۔ دسویں کو مزدلفہ میں جب ہاتھ رحمۃ للعالمین کا اُٹھا تو حق العباد کی بھی مغفرت ہوئی۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء وآلہ الاصفیا واصحابہ الاتقیا۔

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا ٭ آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

وقوف کے آداب و سنن

(۱) جبل رحمت جب نظر آئے تو اُس وقت سے تسبیح و تحمید اور تلبیہ کی کثرت۔

(۲) موقف میں جائے قیام راستہ سے علحدہ اختیار کرنا

(۳) ضروریات سے فارغ ہونا

(۴) غسل کرنا۔

(۵) بعد نماز موقف پہنچنے میں تعجیل کرنا۔

(۶) موقف میں امام سے قریب کھڑا ہونا۔

(۷) دعا میں جد و جہد کرنا۔

(۸) جمع بین الصلوٰتین کے شرائط کا لحاظ رکھنا۔

(۹) امام موقف میں مصلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑا ہو۔

فاذا قرب من عرفات ووقع بصرہ علی جبل الرحمۃ قال سبحان اللہ والحمد للہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ثم لبی

(۱) جب عرفات سے نزدیک ہوا اور نظر جبل رحمت پر پڑے تو سبحان اللہ آخر تک کہے اور پھر تلبیہ کہے۔ یہی کہتا ہوا داخل

الیٰ ان یدخل عرفات (فتح القدیر)

عرفات ہو۔ (فتح القدیر)

(۲) لا ینزل علی الطریق کیلا یضیق علی المارۃ ولا یتاذی ھو بھم (سائر کتب الفقہ)

(۲) عرفات میں راستہ پر نہ اُترے کہ گذرنے والوں کو تنگی نہ ہونے پائے اور خود بھی آنے جانے والوں سے اذیت نہ پائے (کتب فقہ)

(۳) وان یکون حاضر القلب فارغاً عن الامور الشاغلۃ عن الدعاء (عالمگیری)

(۳) دل مطمئن ہو اور ایسے امور جو اطمینان قلب میں مانع ہوں اُن سے فارغ ہو چکا ہو۔ (عالمگیری)

(۴ و ۵) اما سنۃ الاغتسال و تعجیل الوقوف عقیبھما (عالمگیری)

(۴ و ۵) غسل کرنا اور بعد نماز موقف پہنچنے میں جلدی کرنا مسنون ہے (عالمگیری)

(۶) کلما کان الی الامام اقرب فھو افضل (فتح القدیر)

(۶) امام سے جتنا زیادہ نزدیک ہو وہی افضل ہے (فتح القدیر)

(۷) و یجتھد فی الدعاء فانہ علیہ السلام اجتھد فی الدعاء فی ھذا الموقف لامتہ (ہدایہ)

(۷) دعا میں کوشش کرے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں موقف میں اپنی امت کے لئے دعا میں بہت ہی مبالغہ فرمایا تھا۔ (ہدایہ)

(۸) ثم لجواز الجمع اعنی تقدیم العصر علی وقتھا واداءھا فی وقت الظھر شرائط منھا ان یکون الامام ھو الامام الاعظم او نائبہ و منھا الجماعۃ فمن صلی الظھر وحدہ فی رحلہ صلی العصر فی وقتہ (عالمگیری)

(۸) آج عصر کی نماز قبل از وقت ادا کرنے کے لئے چند شرطیں ہیں من جملہ اُن کے یہ ہے کہ نماز کا امام یا تو امیر المومنین ہو یا اس کا نائب اور ایک یہ شرط بھی ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے پس جس نے قیام گاہ پر نماز پڑھی اُسے عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھنی ہوگی (عالمگیری)

(۹) وقف الامام بقرب جبل الرحمۃ عند الصخرات الکبار ای الحجرات السود المفروشۃ و ھو المظنۃ موقفہ صلی اللہ علیہ وسلم (رد المختار)

(۹) امام جبل رحمت کے قریب اُن سیاہ چٹانوں کے پاس کھڑا ہو جو وہاں پر بچھی ہوئی ہیں اس لئے کہ گمان غالب یہ ہے کہ موقف میں اسی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا۔ (رد المختار)

(۱) عن جابر قال فاجاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتی عرفۃ فوجد القبۃ قد ضربت لہ بنمرۃ فنزل بھا حتی اذا زاغت الشمس امر بالقصواء فرحلت لہ فاتی بطن الوادی فخطب الناس وقال ان دماءکم الخ ثم اذن بلال ثم اقام فصلی الظھر ثم اقام فصلی العصر ولم یصل بینھما شیئا ثم رکب حتی اتی الموقف فجعل بطن ناقۃ القصواء الی الصخرات وجعل جبل المشاۃ بین یدیہ واستقبل القبلۃ فلم یزل واقفا حتی غربت الشمس وذھبت الصفرۃ قلیلاً حتی غاب القرص (رواہ مسلم)

(۱) نویں تاریخ منیٰ سے روانہ ہوئے مزدلفہ کو طے کرکے عرفات میں پہونچے یہاں قبہ قیام گاہ کے لئے نصب ہو چکا تھا۔ آپ اس میں تشریف فرما ہوئے جب آفتاب ڈھلا تو اپنی سواری تیار کرنے کا حکم دیا آپ کا ناقہ قصواء کجاوہ کسا گیا۔ آپ وادی نمرہ میں تشریف لائے اور خطبہ فرمایا۔ پھر بلال نے اذان کہی اور تکبیر اقامت ہوئی آپ نے ظہر ادا فرمائی۔ پھر تکبیر اقامت ہوئی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھی۔ ان دونوں فرضوں کے بیچ میں کوئی نماز سنت نہیں پڑھی گئی۔ پھر آپ سوار ہو کر موقف تشریف لائے۔ ناقہ کا پیٹ بڑی چٹانوں کی طرف تھا اور آپ کے سامنے جبل مشاۃ تھا (یعنی ایک سلسلہ وار ریت کا) اور آپ قبلہ رو ہوکر مشغول تسبیح و تہلیل و دعا ہوئے یہاں تک کہ آفتاب کی زردی فنا ہوگئی اور قرص خورشید غروب ہوگیا (مسلم)

مکروہات وقوف

(۱) یہ تو معلوم ہو چکا کہ سارا میدان عرفہ سوائے وادی عُرَنہ سب کا سب موقف ہے۔ جبل رحمت بھی اسی میدان میں ہے۔ لہٰذا وہ بھی موقف ہے لیکن اُس کی کوئی خاص خصوصیت نہیں ہے۔ عوام جبل رحمت پر چڑھ جاتے ہیں اور وہاں سے صدائے لبیک پر رومال ہلاتے رہتے ہیں۔ یہ محض فعل لایعنی اور اضاعت وقت ہے۔ شریعت میں کوئی اصل اس کی نہیں پائی جاتی۔ رومال ہلانے کی ایجاد ایک انوکھی بدعت ہے اس قسم کی فضول باتوں کی طرف دھیان بھی نہ کرنا چاہیے۔ جو طریقہ بیان کر دیا گیا اُسے سمجھ کر عمل میں لانا چاہیے۔

(۲) قبل غروب روانہ ہونا مکروہ ہے لیکن اگر اتنا سویرا عرفات سے روانہ ہوا کہ قبل غروب میدان عرفات سے آگے نکل گیا تو یہ حرام ہے کفارہ میں قربانی کرنا ہوگی۔

(۳) بعد روانگی امام اتنا توقف کہ ہجوم میں کمی آجائے جائز ہے۔ لیکن اس سے زیادہ ٹھیرنا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر امام ہی بعد غروب آفتاب روانہ نہ ہو تو اُس کا انتظار بھی نہ کرنا چاہیے۔ آفتاب ڈوب گیا اب تاخیر فضول ہے۔ آج مغرب کی نماز مزدلفہ میں پڑھیں گے نہ عرفات میں، نہ راستہ میں۔ اگر پڑھی تو اعادہ کرنا ہوگا۔

(۱) واما صعودہ (ای جبل الرحمۃ) کما یفعلہ العوام فلم یذکر احد ممن یعتد بہ فیہ فضیلۃ بل حکمہ حکم سائر اراضی عرفات وادعی الطبری والماوردی انہ مستحب وردہ النووی بانہ لا اصل لہ	(۱) جبل رحمت پر چڑھنے کی فضیلت کسی نے اپنی تصنیف میں ذکر نہیں کی ہے۔ یہ عوام کا معمول ہے اُس کا وہی حکم ہے جو ساری زمین عرفات کا ہے۔ طبری اور ماوردی نے مستحب کہا ہے لیکن امام نووی نے ان دونوں کا رد کیا ہے۔ مستحب ہونے کے لئے کسی دلیل کا بیان کرنا تھا حالانکہ روایت صحیح تو کیا کہیں کوئی

لانہ لم یرو فیہ خبر صحیح ولا ضعیف (ردالمحتار)	روایت ضعیف بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ (ردالمحتار)
(۲) لو دفع قبل الغروب فان جاوز حدود عرفۃ لزمہ دم (ردالمحتار)	(۲) اگر غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہوا اور حدود عرفات سے نکل گیا تو دم لازم ہوا۔ (ردالمحتار)
(۳) ولو مکث بعد ما افاض الامام کثیرا بلا عذر اساء (ردالمحتار)	(۳) بعد روانگی امام بلا عذر دیر تک ٹھیرا رہنا بری بات ہے (ردالمحتار)
ولو بطأ الامام ولم یفض حتی ظہر اللیل افاضوا لانہ اخطأ السنۃ (ردالمحتار)	اگر امام نے بعد غروب اس قدر تاخیر کی کہ رات شروع ہوگئی تو بغیر انتظار امام روانہ ہو جانا چاہیے اس لئے کہ اُس کا فعل خلاف سنت ہے (ردالمحتار)

دعا روانگی عرفات

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَوَجْھَکَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْراً وَّحَجِّیْ مَبْرُوْراً وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ	(ترجمہ) الٰہی میں نے تیری طرف رخ پھیرا اور تجھی پر بھروسا کیا اور تیری توجہ کی خواستگاری ہے۔ میرے گناہوں کی مغفرت کرنا اور میرے حج کو حج مقبول کر مجھ پر رحم فرما اور محروم و بے نصیب مجھے نہ واپس کر میرے سفر میں برکت عطا کر اور عرفات میں میری حاجت پوری کر تو ہر چیز پر قدرت والا ہے

داخلہ عرفات کی دعا

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ	(ترجمہ) پاک ہے اللہ اور سب تعریف اُسی کے لئے ہے

إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَر	اور کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے

عرفات کی دعا

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ	(ترجمہ) نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا وہی اکیلا تنہا
لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ	معبود ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے
وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ	اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں وہ زندہ ہے اسے
وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ	کبھی موت نہ آئے گی نیکیاں اسی کے قبضۂ قدرت میں
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر	ہیں اور وہی ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

مزدلفہ میں شب دہم

میدان عرفات سے بعد غروب آفتاب امام مزدلفہ کی طرف روانہ ہوگا اس کے ساتھ روانہ ہونا چاہیئے لیکن اگر ازدحام کے خیال سے کچھ توقف کرجائے تو مضائقہ بھی نہیں مگر زیادہ ٹھیرنا مکروہ ہے۔

آج مغرب کی نماز مزدلفہ پہنچ کر ادا کریں گے وہاں پہنچتے پہنچتے مغرب کا وقت ختم ہوجائے گا لیکن آج حج کرنے والوں کے لئے مغرب کا یہی وقت ہے نہ میدان عرفات میں مغرب پڑھے نہ راستہ میں اگر پڑھے گا تو مزدلفہ پہنچکر اعادہ کرنا ہوگا۔

وہم کو راہ نہ دے ثواب شارع علیہ السلام کی اتباع میں ہے آج کے لئے جب مغرب کا وقت یہی قرار دیا گیا تو پھر تعجیل ایک فعل عبث ہے۔

مزدلفہ پہنچ کر جماعت مغرب کی قائم ہوگی اور فرض مغرب ادا ہوتے ہی عشا کے لئے کھڑے ہوجائیں گے ان دونوں فرضوں کے بیچ میں تکبیر اقامت بھی نہیں کہیں گے نہ دو رکعت مغرب کی سنت پڑھیں گے۔ فرض مغرب اور اس کے بعد بلا جواز توقف فرض عشا۔

یہاں جمع بین الصلاتین کے لئے امام کی معیت شرط نہیں ہے اگر کوئی تنہا پڑھے یا اپنی علیحدہ جماعت قائم کرے جب بھی اسے دونوں نمازیں ملاکر پڑھنا چاہئیں اور ان دونوں کے بیچ میں سنت و نفل نہ پڑھے۔

نماز سے فارغ ہوکر شاہراہ سے علیحدہ اقامت گزیں ہو یہ رات بیداری میں اگر بسر ہو تو خوب ہے۔ ذکر تلاوت کلام پاک الصلوٰۃ والسلام میں صبح ہوجائے تو زہے نصیب لیکن اگر خستہ ہو اور تکان غالب ہو تو نماز با جماعت ادا کرکے باوضو سورہے۔ صبح کی نماز با جماعت ادا کرے۔ انشاء اللہ شب بیداری کا ثواب پائے گا۔

آج مزدلفہ میں نماز صبح ایسے وقت ادا کریں گے کہ ابھی اندھیرا ہوگا۔ اس لئے صبح صادق سے قبل بیدار ہونا چاہیئے۔ تاکہ جماعت صبح فوت نہ ہو۔ نماز با جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ علی الخصوص صبح کی نماز معمولی ایام میں ترک جماعت بدنصیبی ہے چہ جائے کہ ایسے مقام اور ایسے وقت میں بعد نماز امام جبل قزح کے پاس کھڑا ہوگا۔ یہاں بھی اگر امام کے پیچھے جگہ ملے تو بہتر ورنہ جہاں جگہ پائے کھڑا ہو اور مصروف دعا رہے۔

یہ دوسرا مقام ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک امت گنہگار کی مغفرت خواہی کے لئے اٹھے تھے اور حق العباد کی معافی کا مژدہ اسی مقام پر پہنچا تھا کوشش کرو کہ دعا میں محویت و استغراق اور کلمات دعائیہ سوز و گداز اور تہہ دل سے نکلیں۔

جب صبح بالکل صاف ہوجائے اور طلوع آفتاب میں ابھی کچھ تاخیر ہو یہاں سے روانہ ہوجائے۔ وادی محسر راہ میں ملے گی اس سے تیز گزر جائے اور منیٰ پہنچکر وہاں کی عبادتوں میں مصروف ہو۔

(۱) وَإِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهٗ عَلٰى هَيْئَتِهِمْ	(۱) جب آفتاب ڈوب جائے گا امام روانہ ہوگا اور حجاج کا قافلہ اس کے ساتھ ہوگا۔ راستہ سکون

حتیٰ یاتوا المزدلفة (قدوری)	وقار کے ساتھ طے کریں گے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ جائیں (قدوری)
(۲) فلو مکث قلیلاً بعد غروب الشمس	(۲) اگر روانگی امام کے بعد ہجوم کی کثرت
وافاضة الامام لخوف الزحام	سے بچنے کے لئے کچھ ٹھہر جائے تو
فلا باس به (قدوری)	مضائقہ نہیں (قدوری)
(۳) ولیصلی الامام بالناس المغرب	(۳) امام قوم کے ساتھ مغرب وعشا پڑھے گا
والعشاء باذان واقامة واحدة	ایک اذان ہوگی اور ایک ہی تکبیر دونوں
ولا یتطوع بینهما (قدوری)	فرضوں کے بیچ میں سنت ونفل نہ پڑھیں گے (قدوری)
(۴) ولا یشترط الجماعة لهذا الجمع	(۴) مزدلفہ میں دونوں نماز جمع کرنے کے لئے
عند ابی حنیفة ومن صلی المغرب	امام کے ساتھ باجماعت ادا کرنا شرط نہیں ہے
فی الطریق لم تجزه وعلیه	جس نے مغرب راستہ میں پڑھا تو یہ پڑھنا
اعادتها (ہدایہ)	جائز نہیں اعادہ اس پر ضروری ہے (ہدایہ)
ولو صلی المغرب بعد غروب الشمس	اگر مغرب کی نماز بعد غروب آفتاب مزدلفہ آنے سے
قبل ان یاتی المزدلفة فعلیه ان	قبل جہاں کہیں بھی کسی نے پڑھ لی تو مزدلفہ آکر
یعیدها اذا اتی المزدلفة (عالمگیری)	مغرب کا ادا کرنا لازم ہے (عالمگیری)
لانه علیه السلام قال لاسامة	اسامہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے
فی طریق المزدلفة الصلاة امامك	آتے ہوئے جبکہ یہ عرض کیا کہ نماز مغرب یا رسولؐ
معناه وقت الصلاة وهذا	تو آپ نے فرمایا کہ نماز آگے ہے یعنی وقت نماز کا آگے
اشارة الی ان التاخیر واجب (ہدایہ)	پہنچ کر آئے گا۔ اس میں اس کا اشارہ ہے کہ آج
وحدیث اسامة اخرجه البخاری ومسلم	مغرب میں تاخیر کرنا واجب ہے (ہدایہ)
(۵) والنزول الی قرب الجبل یقال له	(۵) قزح پہاڑ کے قریب اترنا
قزح افضل (قاضی خان)	افضل ہے (قاضی خان)

ویحترز فی النزول عن الطریق	راستے سے ہٹ کر داہنے یا بائیں
کیلا یضر بالمارة فینزل عن	قیام کرے تاکہ آنے جانے والوں کو
یمینه ویساره (ہدایہ)	دقت نہ ہو (ہدایہ)
(۶) وینبغی ان یحیی هذه اللیلة	(۶) اس رات کو جاگ کر صبح کردینا بہت ہی مناسب ہے
بالصلوٰة والقراءة والذکر	قرآن پڑھے خدا کو یاد کرے دعا مانگے روئے درود پڑھے
والدعاء والتضرع (تبیین الحقائق)	نفل نمازیں ادا کرے۔ (تبیین الحقائق)
(۷) فاذا طلع الفجر یصلی الامام	(۷) طلوع فجر ہوتے ہی امام نماز فجر کی قوم کے ساتھ
بالناس الفجر بغلس ثم وقف	پڑھے گا۔ اس وقت اندھیرا ہوگا۔ نماز سے فارغ
ووقف معه الناس ودعا	ہوکر امام اور قوم دعا کے لئے وقوف کریں گے
ثم هذا الوقوف واجب عندنا	یہ وقوف حنفی مذہب میں واجب ہے۔ رکن حج
ولیس برکن (ہدایہ)	نہیں ہے (ہدایہ)
(۱) عن ابن عباس انه دفع مع النبی	(۱) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ عرفات سے مزدلفہ
صلی الله علیه وسلم یوم عرفة	کی طرف آتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
فسمع النبی صلی الله علیه وسلم	پیچھے ڈانٹ ڈپٹ اور اونٹوں کے مارنے کی
وراءه زجراً شدیداً وضرباً	آواز سنی تو آپ نے کوڑے سے اشارہ اُن کی طرف
للابل فاشار بسوطه الیهم وقال	فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! سکون ووقار
یا ایها الناس علیکم بالسکینة	اختیار کرو نیکی اونٹوں کے تیز دوڑانے میں
فان البر لیس بالایضاع (رواہ البخاری)	نہیں ہے۔ (بخاری)
(۲) عن هشام بن عروة عن ابیه	(۲) اسامہ سے سوال کیا گیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر
قال سئل اسامة بن زید کیف	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا انداز
کان رسول الله صلی الله علیه وسلم	رفتار کیا تھا۔ اسامہ نے کہا آہستہ سے کچھ تیز

یسیر فی حجة الوداع حین دفع	قدم کشادہ رکھتے ہوئے
قال کان یسیر العنق فاذا وجد	لیکن جب راستہ کشادہ ہوتا
فجوة نص (رواہ البخاری ومسلم)	تو پھر تیز تر (بخاری ومسلم)
(۳) عن ابن عمر قال جمع النبی صلے اللہ	(۳) ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم المغرب والعشاء	وسلم نے مغرب وعشا مزدلفہ میں جمع فرمائی
بجمع کل واحدة منہما باقامة	ایک ہی تکبیر کے ساتھ اور ان دونوں نمازوں
ولم یسبح بینہما (رواہ البخاری)	کے بیچ میں کوئی نماز نہیں پڑھی گئی۔ (بخاری)
(۴) عن جابر قال حتی طلع الفجر	(۴) حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب مزدلفہ میں فجر
فصلی الفجر حین تبین لہ الصبح	طلوع ہوئی تو آپ نے اس وقت نماز فجر ادا فرمائی
باذان واقامة ثم رکب القصواء	جب کہ آپ ہی کو معلوم ہوا کہ فجر طلوع ہوگئی پھر
حتی اتی المشعر الحرام فاستقبل	قصوا ناقہ پر سوار ہو کر مشعر الحرام کے پاس
القبلة فدعاہ وکبرہ وھللہ	تشریف لائے (یعنی جبل قزح) اور قبلہ رو ہو کر
ووحدہ فلم یزل واقفا	دعا تکبیر تہلیل اور خدا کی توحید میں مشغول ہوئے
حتی اسفر جدا فدفع قبل ان	اور اس وقت تک آپ کا وقوف رہا کہ صبح اچھی طرح
تطلع الشمس واردف الفضل	روشن ہوگئی پھر قبل طلوع آفتاب روانہ ہوئے
ابن عباس حتی اتی بطن محسر	اور فضل بن عباس کو اپنے ناقہ پر ساتھ سوار کیا جب
فحرک قلیلا (رواہ مسلم)	وادی محسر میں پہنچے تو اونٹ کو کچھ تیز کر دیا (مسلم)
(۵) قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم عرفات	(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سارا میدان عرفات
کلہا موقف وارتفعوا عن بطن	موقف ہے لیکن وادی عرنہ سے الگ ہٹ جاؤ وہاں نہ ٹھیرو
عرنة والمزدلفة کلہا موقف	مزدلفہ کا سارا میدان موقف ہے لیکن وادی محسر سے الگ ہٹ جاؤ
وارتفعوا عن وادی المحسر	وہاں نہ ٹھیرو۔ یہ دونوں موقف نہیں ہیں۔
(رواہ الطبرانی والحاکم عن ابن عباس علی شرط مسلم ورواہ	(ابن ماجہ وغیرہ)

ایاب وذہاب اور قیام میں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ اذیت رسانی اور اذیت یابی سے حتی الامکان بہت ہی بچنا چاہیئے۔ جہاں کہیں قیام ہو راستہ سے ہٹ کر فرودگاہ مقرر کی جائے۔ جب ڈاک ہو تو خواہ اونٹ پر خواہ پیادہ پا لوگوں کو دھکا دینا ٹھیلنا کسی کو کچل ڈالنا یہ سب ممنوع ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ روایت خصوصیت سے صحابہ کرام سے مروی ہے لیس ضرب ولا طرد ولا قیل الیک الیک آپ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جب روانہ ہوتے تھے تو اس ہجوم خلائق میں نہ تو کسی کو مارا نہ ہٹایا نہ آپ کے لئے ہٹو بچو کی آواز بلند کی گئی۔ یہ ادب ملحوظ رہے۔

مزدلفہ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَيْرُ مَطْلُوْبٍ	(ترجمہ) الٰہی میرا سب سے بہتر مطلوب ومرغوب
وَخَيْرُ مَرْغُوْبٍ اَللّٰهُمَّ	تو ہی ہے۔ الٰہی ہر آنے والے کے لئے انعام اور
اِنَّ لِكُلِّ وَفْدٍ جَائِزَةً وَّقِرًى	مہمان نوازی ہے تو آج کے دن اس جگہ میری
فَاجْعَلْ قِرَاىَ فِىْ هٰذَا الْمَكَانِ	مہمانی یہ فرما کہ میری توبہ قبول فرما اور میری خطاؤں
قَبُوْلَ تَوْبَتِىْ وَالتَّجَاوُزَ وَاَنْ	سے درگزر فرما اور میرے کام کو ہدایت پر جمع
تَجْمَعَ عَلَى الْهُدٰى اَمْرِىْ	فرما دے۔
اَللّٰهُمَّ ضَجَّتْ لَكَ الْاَصْوَاتُ	الٰہی آج آوازیں اپنی حاجتوں کے مانگنے میں
بِالْحَاجَاتِ وَاَنْتَ تَسْمَعُهَا	بلند ہو رہی ہیں اور تو انہیں سن رہا ہے۔
وَلَا يَشْغَلُكَ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ	اور تجھکو ایک حال دوسرے حال سے بے خبر
وَحَاجَتِىْ اَنْ لَّا تُضَيِّعَ تَعَبِىْ	نہیں کرتا۔ میری حاجت یہ ہے کہ میری تکلیف
وَنَصَبِىْ وَاَنْ لَّا تَجْعَلَنِىْ مِنَ	سفر اور مشقت کو برباد نہ کر اور مجھے ان
الْمَحْرُوْمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ	لوگوں میں نہ رکھ جو تیری رحمت سے محروم ہوئے۔ الٰہی

أٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ هٰذَا الْمَوْقِفِ	اس وقت کی میری حاضری آخری حاضری
الشَّرِيْفِ وَارْزُقْنِيْهِ ذٰلِكَ	نہ ہو بلکہ جب تک زندہ رہوں بار بار حاضری
أَبَدًا مَّا أَبْقَيْتَنِيْ فَإِنِّيْ لَا أُرِيْدُ	کی نعمت پاؤں۔ میں صرف تیری رحمت کا خواہشمند
إِلَّا رَحْمَتَكَ وَلَا أَبْتَغِيْ	اور تیری رضا کا خواہش مند ہوں میرا
إِلَّا رِضَاكَ وَاحْشُرْنِيْ فِيْ	حشر اُن لوگوں کے ساتھ ہو جو تیری جناب میں
زُمْرَةِ الْمُخْبِتِيْنَ وَالْمُتَّبِعِيْنَ	عاجزی کرتے ہیں اور تیرے حکم کی پیروی کرتے
لِأَمْرِكَ وَالْعَامِلِيْنَ بِفَرَائِضِكَ	ہیں اور تیرے وہ فرائض ادا کرتے ہیں
الَّتِيْ جَاءَ بِهَا كِتَابُكَ	جنھیں تیری کتاب قرآن مجید نے بتایا اور
وَحَثَّ عَلَيْهَا رَسُوْلُكَ عَلَيْهِ	تیرے رسول نے اُن کی بجاآوری کی تاکید فرمائی
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	رسول اللہ پر تیری رحمت اور سلام۔

وادی محسّر

منیٰ و مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے اسی کو وادی محسر کہتے ہیں طول اس کا ۵۴۵ ہاتھ ہے ایک حد اس کی منیٰ سے ملتی ہے اور دوسری مزدلفہ سے لیکن یہ وادی دونوں سے خارج ہے نہ منیٰ میں شامل ہے نہ مزدلفہ میں اس لئے حجاج نہ قیام منیٰ میں یہاں ٹھہرتے ہیں نہ وقوف مزدلفہ میں۔ مزدلفہ سے دسویں کی صبح کو جب منیٰ جاتے ہیں تو بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے یہ وادی شروع ہوتی ہے۔ یہاں سے تیز گزر جانے کا حکم ہے۔ جب وہ مقدار ختم ہو جائے تو پھر معمولی رفتار سے منیٰ تک آنا چاہیے۔

ابرہہ ہاتھیوں کی فوج لے کر جب خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوا ہے تو وہ اسی وادی محسر میں ٹھیرا تھا اور اسی جگہ اس پر عذاب نازل ہوا تھا۔

منیٰ میں دسویں تاریخ

(۱) آج کے دن منیٰ پہنچ کر تین عبادتیں علی الترتیب ادا کی جائیں گی۔ رمی جمرۂ عقبہ، شکرانۂ حج کی قربانی اور حلق یعنی سر منڈانا یا قصر یعنی بال کتروانا۔

(۲) رمی اور حلق اور پھر ان دونوں میں ترتیب تو ہر ایک حج کرنے والے پر واجب ہے خواہ مفرد ہو یا قارن یا متمتع۔

(۳) ہاں شکرانۂ حج کی قربانی قارن و متمتع پر ہی واجب ہے اگرچہ مفلس ہو، صاحب نصاب نہ ہو اور مفرد کے لئے مستحسن اگرچہ غنی مال دار ہو۔

(۴) ہاں قارن و متمتع اگر اس حد بے بضاعت ہے کہ قربانی کی استطاعت ہی نہیں رکھتا ہے تو اس قربانی کے عوض دس روزے رکھے۔ تین روزہ تو بعد احرام نویں ذی الحجہ تک جب چاہے رکھے خواہ پیہم خواہ بیچ میں افطار کر کے مگر بہتر ہوگا اگر ساتویں آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کو رکھے بقیہ سات روزے تیرھویں ذی الحجہ کے بعد رکھے خواہ مکہ معظمہ میں خواہ مدینہ طیبہ پہنچکر خواہ وطن آکر لیکن بہتر ہوگا اگر گھر واپس آکر یہ سات روزے رکھے۔

(۵) قارن و متمتع کو تینوں عبادت میں ترتیب قائم رکھنا واجب و ضروری ہے یعنی سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی پھر شکرانۂ حج کی قربانی پھر حلق یا قصر۔

(۶) مفرد کو صرف دو عبادتوں میں ترتیب محفوظ رکھنا واجب ہے یعنی رمی اور حلق شکرانۂ حج کی قربانی جب اس پر واجب نہیں تو پھر غیر واجب داخل ترتیب من حیث واجب کیوں کر ہوگا۔ ہاں یہ قربانی جو اس کے لئے مستحسن ہے اگر ذبح کیا چاہتا ہے تو یہ بہت ہی بہتر ہوگا کہ وہ بھی ترتیب قائم رکھے رمی جمرہ پھر ذبح پھر حلق۔

(۷) حلق کے لئے جیسا کہ یہ ضروری ہے کہ رمی کے بعد ہو ایسا ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ایام نحر میں ہو اور حرم میں ہو۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حلق مکان اور زمان دونوں کے ساتھ موقت ہے۔ مکان اس کا حرم ہے اور زمانہ ایام نحر یعنی دسویں گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ۔

(۸) یہ ظاہر ہے کہ جس طرح واجب کا ادا کرنا ضروری ہے ایسا ہی ترتیب واجبات بھی ضروری ہے۔ اگر ترتیب قائم نہ رکھی گئی اور ادائے واجب میں تقدیم و تاخیر ہوئی تو اس نقص کا جبر کرنا ہوگا۔ نماز میں اگر تاخیر واجب سے نقص آجاتا ہے تو اس کا جبر سجدہ سہو سے کرتے ہیں۔ لیکن مناسک حج کے واجبات میں اگر نقص آجائے تو اس کا جبر دم یعنی بکری یا بھیڑ یا مینڈھے کی قربانی سے ہوگا۔

(۱) یبدأ اذا اتی منیٰ برمی الجمرة العقبة ثم بالذبح ان کان قارنًا او متمتعًا ثم بالحلق لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اول نسکنا فی ھذا الیوم ان نرمی ثم نذبح ثم نحلق (مبسوط)

(۱) منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ پر کنکریاں پھینکے اس کے بعد اگر قارن یا متمتع ہے تو ذبح کرے پھر سر منڈائے۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آج کے دن ہماری عبادت یہ ہے کہ ہم رمی کریں پھر ذبح پھر حلق (مبسوط)

(۲ و ۳) فیجب تقدیم الرمی علی الحلق للمفرد وغیرہ وتقدیم الرمی علی الذبح والذبح علی الحلق لغیر المفرد (رد المحتار)

(۲ و ۳) حلق سے پہلے رمی کرنا تو مفرد اور غیر مفرد یعنی قارن و متمتع ہر ایک کے لئے واجب ہے۔ لیکن رمی کو ذبح پر اور ذبح کو حلق پر مقدم رکھنا قارن و متمتع پر ہی واجب ہے۔ (رد المحتار)

(۴) الف) واذا رمی الجمرة یوم النحر ذبح شاة او بقرة او بدنة او سبع بدنة فاذا لم یکن له ما یذبح صام ثلثة ایام فی الحج آخرھا یوم عرفة وسبعة ایام اذا رجع فالنص وان ورد فی التمتع فالقران مثله (ہدایہ)

(۴) قارن و متمتع دسویں تاریخ بعد رمی جمرہ بکری یا گائے یا اونٹ ذبح کرے یا گائے اور اونٹ کے ساتویں حصہ میں شریک ہو جائے لیکن اگر قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا تو حج کے مہینوں میں بعد احرام تین روزے نویں ذی الحجہ تک جب چاہے رکھ لے اور سات روزے گھر آکر رکھے اگرچہ قرآن کریم میں یہ حکم متمتع کے لئے نازل ہوا ہے لیکن اس مسئلہ میں قارن بھی اس کے مانند ہے (ہدایہ)

(ب) الافضل ان یصوم قبل یوم الترویة بیوم ویوم الترویة ویوم عرفة (ہدایہ)

(ب) افضل یہ ہے کہ تین روزے حج سے قبل رکھے گا آٹھویں سے ساتویں آٹھویں اور نویں کو رکھے (ہدایہ)

(ج) وان فاته الصوم (ای فی ایام الثلثة المذکورة) حتی اتی یوم النحر لم یجزہ الا الدم (ہدایہ)

(ج) اگر نویں تک تین روزے پورے نہیں کئے تو پھر اس کا وقت فوت ہو گیا اب قربانی کے سوا اور کچھ جائز نہ ہوگا۔ (ہدایہ)

(۵ - ۶) انما یجب الترتیب الثلاثة الرمی ثم الذبح ثم الحلق لکن المفرد لا ذبح علیه فیجب علیه الترتیب بین الرمی والحلق فقط (رد المحتار)

(۵ - ۶) قارن و متمتع کو رمی ذبح اور حلق تینوں میں ترتیب رکھنا واجب ہے لیکن مفرد کے لئے صرف رمی اور حلق میں ترتیب واجب ہے (رد المحتار)

(ب) لکنه لو تطوع بذبح الھدی فھو حسن یذبحه بعد الرمی قبل الحلق (مبسوط)

(ب) لیکن اگر اپنی خوشدلی سے وہ ذبح کرنا چاہے تو خوب ہے۔ رمی کے بعد ذبح پھر حلق اس کو مستحسن ہوگا۔ (مبسوط)

(۷-۸) فان نقائص الحج تجبر بالدم (۷-۸) نقائص حج کی اصلاح دم یعنی قربانی سے ہوتی ہے
(مبسوط و عالمگیری) (مبسوط و عالمگیری)

حلق کا مستحب طریقہ

(۱) قربانی سے فارغ ہوکر روبقبلہ بیٹھ جائے۔ مرد حلق کرائے یعنی سارا سر منڈائے یہی پسندیدۂ سرکار مدینہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا قصر کرے یعنی بال کتروائے کہ رخصت ہے مسلم شریف میں یہ حدیث مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر سر منڈانے والوں کے لئے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے رحمت فرمائی اور بال کتروانے والوں کے لئے ایک مرتبہ۔

ہاں عورت کے لئے حلق حرام ہے اُسے انگلی کے پور برابر بال کتروانا کافی ہے۔

(۲) حلق ہو یا تقصیر اپنے داہنے طرف سے ابتدا کرے۔ یہی مسنون ہے۔ امام اعظمؒ نے جب حج ادا فرمایا ہے تو اس وقت اسی سنت پر عمل فرمایا ہے تفصیلی بحث کے لئے دیکھو ردالمحتار اور فتح القدیر وغیرہ۔

(۳) حلق کے وقت خاموش نہ بیٹھا رہے تکبیر و تہلیل کہتا رہے اپنے لئے مسلمانوں کے لئے دعا بھی کرے۔

(۴) جس کے سر پر بال نہ ہوں اُس پر بھی واجب ہے کہ صرف استرا سارے سر پر پھروائے۔

(۵) حلق کے بعد ناخن کتروائے، خط بنوائے کہ یہی مستحب ہے۔

(۶) حلق و اصلاح کے بعد ناخن اور بال زیر زمین دفن کردے مستحب ہے۔

عربی	اردو
(۱) ثم یحلق او یقصر والحلق افضل	(۱) بعد میں حلق کرے یا قصر اور حلق افضل ہے
لان الحلق اکمل فی قضاء	اس لئے کہ سر منڈانے میں سر کا میل کچیل
التفث (ہدایہ)	اچھی طرح صاف ہوجاتا ہے (ہدایہ)
ولا تحلق ولکن تقصر لما روی	عورت سر نہ منڈائے بلکہ بال کتروائے
ان النبی علیہ السلام نہی النساء	اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عن الحلق وامرھن بالتقصیر	حلق سے انہیں منع فرمایا ہے
التقصیر ان یاخذ من رؤس	اور تقصیر یہ ہے کہ انگل برابر بال سر سے
شعرہ مقدار الانمل (ہدایہ)	کاٹ دیا جائے (ہدایہ)
(۲) ان السنۃ فی الحلق البداءۃ	(۲) سر منڈانے میں مسنون یہ ہے کہ سر کا داہنا
بیمین المحلوق راسہ (فتح القدیر)	حصہ پہلے منڈائے (فتح القدیر)
(۳) ویستحب الدعاء عند الحلق	(۳) حلق کے وقت تکبیر کہتا جائے اور دعا بھی
وبعد الفراغ مع التکبیر (عالمگیری)	کرے حلق سے فارغ ہوکر بھی تکبیر کہے دعا مانگے (عالمگیری)
(۴) واذا جاء یوم النحر ولیس علی راسہ	(۴) یوم النحر آگیا اور حج کرنے والے کے سر پر بال
شعر اجری الموسی علی راسہ (مبسوط)	نہیں وہ صرف استرا پھروالے (مبسوط)
ویجب اجراء الموسی علی	اگر کوئی گنجا ہو تو اس پر واجب ہے کہ سر پر
الاقرع (ردمختار)	استرا پھروائے (ردمختار)
(۵) ویستحب قص شاربہ واظفارہ	(۵) سر منڈانے کے بعد ناخن کترنا مونچھ
بعد حلق راسہ (عالمگیری)	ترشنا مستحب ہے (عالمگیری)
(۶) ویستحب دفن شعرہ واظفارہ (عالمگیری)	(۶) بال اور ناخن کا دفن کرنا مستحب ہے۔ (عالمگیری)

حلق کی غلطیاں اور ان کا کفارہ

(۱) حلق ایام نحر میں کیا لیکن حرم میں نہیں۔ اس صورت میں توقیت مکان فوت ہوئی دم دے۔

(۲) اسی کا عکس یعنی حرم میں حلق کیا لیکن ایام نحر گزرنے کے بعد توقیت زمان فوت ہوئی دم دے۔

(۳) رمی سے پہلے حلق کرلیا ترتیب واجب فوت ہوئی۔ دم دے۔

ان تینوں مسئلوں میں مفرد قارن متمتع سب کا ایک ہی حکم ہے لیکن دو صورتیں جو اب بیان ہوتی ہیں وہ مفرد کے لئے نہیں ہیں صرف قارن و متمتع کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(۴) قارن یا متمتع رمی سے پہلے قربانی کرے ترتیب فوت ہوئی اداء واجب میں تقدیم و تاخیر ہوئی دم دے۔

(۵) قارن یا متمتع قربانی سے پہلے حلق کرے تو پھر وہی نقص تقدیم و تاخیر کا پایا گیا دم دے۔

یہ مسئلہ پہلے بیان ہوچکا کہ مفرد پر قربانی واجب نہیں ہاں مستحسن و مستحب ہے اب اگر امر استحسانی کو وہ رمی سے پہلے کرے یا حلق کے بعد تو اس میں تقدیم و تاخیر واجب کی نہیں پائی گئی اس لئے ایسا کرنے پر اس کے ذمہ کسی طرح کا کفارہ نہیں۔ ہاں اگر بعد رمی قربانی کرے اور اس کے بعد حلق کرائے تو یہ زیادہ مستحسن ہوگا۔ لیکن قارن و متمتع پر تو قربانی واجب ہے وہ اگر تقدیم و تاخیر کریں گے تو کفارہ میں دم لازم آئے گا۔

(۱) فان حلق فی ایام النحر فی غیر الحرم فعلیه دم (ہدایہ)	(۱) اگر حلق ایام نحر میں غیر حرم میں کیا دم واجب آیا (ہدایہ)
(۲) من اخر الحلق حتی مضت ایام النحر	(۲) حلق میں یہاں تک تاخیر کی کہ ایام نحر گزر گئے

فعلیه دم لان الحلق یتوقت بالزمان والمکان عند ابی حنیفه (ہدایہ)	دم ہے اس لئے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک حلق مکان اور زمان دونوں کے ساتھ موقت ہے (ہدایہ)
(۳-۴-۵) کذا فی تاخیر الرمی وفی تقدیم نسک علی نسک کالحلق قبل الرمی ونحر القارن قبل الرمی والحلق قبل الذبح (ہدایہ)	(۳-۴-۵) رمی میں تاخیر کی یا کسی عبادت کو کسی عبادت پر مقدم کردیا۔ جیسے رمی سے پہلے حلق کیا (اس میں مفرد قارن متمتع سب برابر ہیں) یا قارن نے رمی سے پہلے قربانی کی یا قربانی سے پہلے سر منڈایا (قارن و متمتع دونوں کا ایک ہی حکم ہے) (ہدایہ)
ویجب دمان عند ابی حنیفة بتقدیم القارن والمتمتع الحلق علی الذبح وعندهما یلزمه دم واحد (عالمگیری)	قارن و متمتع نے اگر ذبح سے پہلے سر منڈایا تو امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ دو قربانی آئے گی اور امام محمد و یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ایک (عالمگیری)
(ب) لاشئ علی المفرد الا اذا حلق قبل الرمی لان ذبحه لایجب (درمختار)	(ب) تقدیم و تاخیر کے مسئلہ میں مفرد پر اسی صورت میں کفارہ لازم آتا ہے جب کہ وہ رمی سے پہلے سر منڈائے اس لئے کہ ذبح تو اس پر واجب ہی نہیں ہے (درمختار)
اذا ذبح المفرد قبل الرمی او حلق قبل الذبح حیث لایجب علیه شئ لان النسک لا یتحقق فی حقه لان المفرد یذبح ان واجب لایجب علیه شئ (بنایہ شرح ہدایہ)	مفرد نے رمی سے پہلے ذبح کیا یا ذبح سے پہلے سر منڈایا تو اس پر کچھ کفارہ نہیں اس لئے کہ قربانی اس پر واجب ہی نہیں تھی یہ تو اس کے لئے ایک امر استحسانی تھا اور اس کی تقدیم و تاخیر سے کفارہ لازم نہیں آتا (بنایہ)

(۱) عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی فاتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحۃ فقال اقسمہ بین الناس (رواہ البخاری ومسلم)

(۱) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ دسویں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ تشریف لائے اور جمرہ پر جا کر کنکریاں پھینکیں پھر منیٰ اپنی فرودگاہ پر واپس آئے اور اونٹوں کو نحر فرمایا۔ پھر سر مونڈنے والے کو بلایا اور سر مبارک کا داہنا حصہ مونڈنے کا حکم فرمایا۔ اس نے مونڈا تو آپ نے ابو طلحہ انصاری کو بلایا اور وہ موئے مبارک انھیں عطا فرمائے۔ پھر بایاں حصہ حلاق کو مونڈنے کا حکم ہوا جب اس نے مونڈا تو آپ نے بھی ابو طلحہ انصاری کو عطا کر ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (بخاری و مسلم)

(۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ من قدم نسکا علی نسک فعلیہ دم (فتح القدیر)

(۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو ایک عبادت حج کو دوسرے پر مقدم کر دے تو اس پر کفارہ میں دم واجب ہے۔ (فتح القدیر)

قربانی

(۱) آج دسویں تاریخ ہے شکرانہ حج کی قربانی اگر آج ہی ادا کی جائے تو افضل ہے ورنہ گیارہویں اور بارہویں تک اجازت و رخصت ہے۔ سارا میدان منیٰ کا قربان گاہ ہے جہاں چاہے قربانی کرے جس طرح عرفات و مزدلفہ کا سارا میدان موقف ہے اسی طرح منیٰ کی ساری وادی منحر و قربان گاہ ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی ادا فرمائی ہے اس جگہ کو دیگر حصص پر افضلیت و کرامت ضرور حاصل ہے

اسی طرح عرفات و مزدلفہ میں جہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا اسے دیگر قطعات مزدلفہ و عرفات پر افضلیت ہے لیکن موقف و منحر تو ساری وادی ہے۔ جانور اس کی عمر اور اس کے اعضا میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں ہیں۔ گوشت کا بھی وہی مسئلہ ہے کہ آپ کھائے، غنی کو کھلائے اور فقرا پر تقسیم کرے۔ گائے اور اونٹ میں سات شریک ہو سکتے ہیں اور بھیڑ، بکری، مینڈھا اور دنبہ ایک ہی کی طرف سے ہوگا۔ ذبح کا بھی وہی مسئلہ کہ آپ ذبح کرے یا ذبح کے وقت موجود ہو ہاں یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ اونٹ تین جگہ سے ذبح ہوتا ہے محض غلط اور خلاف سنت ہے اونٹ کا ذبح کرنا مکروہ ہے نحر کرنا اس کا سنت ہے اونٹ کو کھڑا کر کے گردن کے انتہائی سینہ میں بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ کر نیزہ مارنا نحر ہے۔ ذبح جب کہ اونٹ کے لئے مکروہ ہے اگرچہ حلال ذبح سے بھی ہو جائے گا تو پھر تین جگہ سے ذبح کرنا اور اسے مشروع جاننا کیسی نادانی و جہالت ہے۔

(۲) جو قربانی کفارہ میں دی جائے وہ حق مساکین ہے اس کا گوشت غربا فقرا اور مساکین ہی پر تقسیم کرنا چاہیے۔

(۳) ایام نحر میں عید کی قربانی بجز اہل مکہ اور کسی پر واجب نہیں اس لئے کہ آج میدان منیٰ میں جو اجتماع ہے اس میں اہل مکہ کے سوا سب مسافر ہیں اور مسافر پر عید اضحیٰ کی قربانی واجب نہیں اگرچہ مالدار و غنی ہو۔

قربانی کے مسائل عید اضحیٰ کی وجہ سے ہر مسلمان جانتا ہے۔ اس لئے نقل عبارت اور حوالہ کتاب کی حاجت نہیں سمجھی گئی تکمیل مناسک حج کے خیال سے ذکر کر دینا مناسب سمجھا گیا۔ تبرکاً دو حدیث شریف کے دو جملے منقول ہیں۔

(۱) عن جابر قال ثم امر من كل بدنة ببضعة فجعلت في قدر فطبخت فاكلا من لحمها وشربا من مرقها (رواه مسلم)

(۱) حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب کُل اونٹ قربانی ہوچکے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک میں سے ایک ایک بوٹی لے آؤ۔ وہ سب بوٹیاں ایک دیگ میں ڈال کر پکائی گئیں پھر آپ نے اور حضرت مولیٰ نے اُس گوشت میں سے کھایا اور دونوں نے اس کا شوربا نوش فرمایا۔ (مسلم)

(۲) عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحرت ههنا ومنى كلها منحر فانحروا في رحالكم ووقفت ههنا وعرفة كلها موقف ووقفت ههنا وجمع كلها موقف (رواه مسلم)

(۲) جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہاں قربانی کی ہے اور سارا منیٰ قربانگاہ ہے، اپنی اپنی فرودگاہ پر قربانی کرلی جائے۔ میں یہاں ٹھیرا اور سارا میدان عرفات موقف ہے اور میں نے یہاں وقوف کیا اور سارا میدان مزدلفہ موقف ہے۔ (مسلم)

رمی جمار اور اس کے مسائل

مکہ معظمہ اور منیٰ کے بیچ میں تین ستون تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بنے ہیں انھیں ستونوں کا نام جمرہ ہے۔ عرفات و مزدلفہ کی عبادتوں سے جب فارغ ہوکر واپس آتے ہیں تو ان پر کنکری پھینکتے ہیں اسی کنکری پھینکنے کو شریعت میں رمی جمار کہتے ہیں

مکہ معظمہ سے جو جمرہ قریب ہے اُسے جمرۂ عقبہ کہتے ہیں اور منیٰ سے جو جمرہ قریب ہے اُسے جمرۂ اولیٰ اور ان دونوں کے بیچ میں جو جمرہ ہے اُس کا جمرۂ وسطیٰ نام ہے۔ مسجد خیف جو منیٰ میں ہے اس کے باب کبیر سے جمرۂ اولیٰ کا فاصلہ بارہ سو چون ہاتھ ہے۔ جمرۂ اولیٰ سے جمرۂ وسطیٰ تک فاصلہ دو سو چھتر ہاتھ اور جمرۂ وسطیٰ سے جمرۂ عقبیٰ تک دو سو آٹھ ہاتھ کا

فاصلہ ہے علامہ زرقانی کی یہی تحقیق ہے۔

رمی کا نسک دسویں سے شروع ہوکر تیرھویں کو ختم ہوتا ہے ہر روز کی رمی بعض حکم اپنے لئے مخصوص رکھتی ہے کچھ ایسے احکام بھی ہیں جن کی تخصیص کسی تاریخ سے نہیں اس لئے سب سے پہلے عام حکم بیان کیا جاتا ہے۔ اُس کے بعد ہر تاریخ کے ساتھ اُس کا خاص مسئلہ تاکہ سمجھنے اور عمل کرنے میں آسانی ہو۔

رمی کے مستحبات

(۱) مستحب طریقہ رمی کا یہ ہے کہ جمرے سے کم از کم پانچ ہاتھ ہٹے ہوئے یوں کھڑا ہو کہ منیٰ داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ پر ہو رامی یعنی کنکری پھینکنے والے کا منھ جمرے کی طرف ہو تاکہ کنکری گرنے کی جگہ وہ دیکھ سکے۔

(۲) کنکری نہ بہت چھوٹی ہو نہ بہت بڑی باقلا کی مقدار مستحب ہے۔

(۳) کنکریوں کو پھینکنے سے قبل دھو لینا مستحب ہے تاکہ اُن کی پاکی کا یقین ہوجائے۔

(۴) اچھی طرح ہاتھ اُٹھا کر پھینکنا چاہیے۔ ہاتھ اتنا اُٹھے کہ بغل کھل جائے اور اُس کی سپیدی ظاہر ہو۔ کنکریوں کو جمرے کے پاس رکھ دینا تو قطعاً ناجائز ہے اور ڈال دینا جس کو عربی میں طرح کہتے ہیں مکروہ ہے۔

(۵) کنکریاں ہر جمرے پر رمی کے لئے سات سے زیادہ نہ ہوں۔

(۶) اس انداز سے پھینکے کہ جمرہ پر جاکر پڑے نہیں تو اُس سے قریب گرے اگر جمرہ سے دُور گری تو شمار نہ ہوگی۔

(۷) جمرہ اور کنکری میں اگر تین ہاتھ سے کم فاصلہ رہا تو قریب ہے ورنہ بعید۔

(۸) مزدلفہ یا اُس کی راہ سے کنکریاں چن لینا مستحب ہے۔

(۹) کنکریاں پے بہ پے پھینکے۔

(۱۰) ہر کنکری بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر پھینکے۔

عربی	اردو
(۱) وینبغی ان یکون بینه وبین وقوع الحصیٰ خمسة اذرع فصاعدا (عالمگیری) ویجعل منیٰ عن یمینه والکعبة عن یسارہ ویقوم حیث یریٰ موقع حصیاته (عالمگیری)	(۱) جمرہ سے پانچ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ پر کھڑا ہونا چاہیے۔ منیٰ داہنے اور کعبہ بائیں ہاتھ پر اور نگاہ کنکری کے گرنے کی جگہ پر ہو (عالمگیری)
(۲) واختلفوا فی مقدارها والمختار قدر الباقلا (عالمگیری)	(۲) مقدار کنکری میں اختلاف ہے اور مختار مذہب یہ ہے کہ باقلا کے برابر ہو (عالمگیری)
(۳) ینبغی ان تکون مغسولة (عالمگیری)	(۳) کنکریوں کا دھلا ہوا ہونا مناسب ہے (عالمگیری)
(۴) لو قام عند الجمرة ووضع الحصیٰ عندها لا یجزیه ولو طرحها طرحا اجزاه لکنه مسیٔ لمخالفته (عالمگیری)	(۴) جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر کنکریاں اس کے پاس رکھ دینا تو جائز ہے لیکن ڈال دینا جائز ہے۔ مگر اس میں سنت کی مخالفت ہے اس لئے خطا کاری ہے (عالمگیری)
(۵) یرمیها بسبع حصیات (ہدایہ)	(۵) سات کنکریاں پھینکنی چاہئیں (ہدایہ)
(۶) ینبغی ان یقع الحصاة عند الجمرة او قریبا منها حتیٰ لو وقعت بعیدا منها لم یجز (عالمگیری)	(۶) مناسب ہے کہ کنکریاں جمرے کے پاس یا اس سے قریب جا کر گریں اگر زیادہ دور جا کر گریں تو نا جائز ہے (عالمگیری)
(۷) ثلاثة اذرع بعید وما دونه قریب (در مختار)	(۷) تین ہاتھ فاصلہ بعید ہے اور اس سے کم کو قریب شمار کریں گے۔ (در مختار)

عربی	اردو
(۸) ویستحب ان یاخذ حصی الجمار من المزدلفة او من الطریق (عالمگیری)	(۸) مستحب ہے کہ کنکریاں مزدلفہ یا راستہ سے لی جائیں۔ (عالمگیری)
(۹) لا یشترط المولاة بین الرمیات بل یسن فیکرہ ترکها (رد المحتار)	(۹) رمی جمرات میں موالات شرط تو نہیں ہے لیکن مسنون ہے اس کا چھوڑنا مکروہ ہے (رد المحتار)
(۱۰) ویکبر بکل حصاة (در مختار)	(۱۰) ہر کنکری تکبیر کہہ کر پھینکنا چاہیے (در مختار)
(۱) عن عبد اللہ ابن مسعود انه انتهیٰ الی الجمرة الکبریٰ فجعل البیت عن یسارہ ومنیٰ عن یمینه ورمیٰ بسبع حصیات یکبر مع کل حصاة ثم قال هکذا رمی الذی انزلت علیه سورة البقرة (رواہ البخاری ومسلم)	(۱) عبد اللہ ابن مسعود جمرۃ الکبریٰ کے پاس پہنچے بیت اللہ کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف کیا اور سات کنکریاں پھینکیں ہر کنکری پر تکبیر کہتے جاتے تھے رمی سے فارغ ہو کر انھوں نے کہا کہ اسی طرح رمی کرتے ہوئے میں نے اسے دیکھا ہے جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی (بخاری ومسلم)

مکروہات رمی

(۱) نجس کنکری پھینکنا مکروہ ہے (۲) مقدار مختار سے زیادہ چھوٹی یا بہت بڑی مکروہ ہے (۳) بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے (۴) جمرے کے پاس جو کنکریاں پڑی ہیں انھیں اٹھا کر مارنا مکروہ ہے وہ مردود و نامقبول کنکریاں ہیں۔ (۵) سات سے زیادہ پھینکنا مکروہ ہے (۶) رمی جمرات پے درپے نہ کرنا مکروہ ہے۔ (۷) جو جہت رمی کے لئے بتائی گئی ہے اس جہت کے خلاف کھڑا ہونا مکروہ ہے

(۸) کنکری جمرے کے پاس ڈال دینا مکروہ ہے (۹) تکبیر کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

رمی میں جو باتیں مسنون تھیں اُن کا ذکر مع حوالہ و سند ابھی گزرا ہے بعض مکروہات کا حوالہ بھی اُنھیں کے ذیل میں آگیا۔ اس لئے اُن کا اعادہ اب غیر مفید مگر دو ایک جزئے اپنا حوالہ چاہتے ہیں۔ اُنھیں کی سند پر اکتفا کیا جاتا ہے بقیہ کے لئے اوپر کی سند دیکھنی چاہیے

(۱) ویکرہ ان یلتقط حجرا واحداً فیکسرہ حجرا صغیراً کما یفعله الناس الیوم (فتح القدیر)	(۱) کسی بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی چھوٹی کنکریاں بنانا جیسا کہ اس زمانے میں لوگوں کا معمول ہو گیا ہے مکروہ ہے۔ (فتح القدیر)
(۲) فلو رمی باکثر منها ای السبع جاز ویکرہ (رد المحتار)	(۲) اگر سات سے زیادہ کنکریاں پھینکیں تو جائز ہے لیکن زیادتی مکروہ ہے (رد المحتار)
(۳) ولو رمی بحجر اکبر او اصغر جاز ولیس بمستحب (عالمگیری)	(۳) اگر قدر معین سے زیادہ بڑی یا زیادہ چھوٹی کنکری پھینکی تو جائز ہے لیکن خلاف استحباب ہے (عالمگیری)
(۴) ویکرہ اخذها من عند الجمرة لانها مردودة لحدیث ما رواہ الدار قطنی والحاکم وصححه عن ابی سعید الخدری قال قلت یا رسول اللہ هذہ الجمار التی نرمی بها کل عام فنحسب انها تنقص فقال ان ما یقبل منها رفع ولولا ذالک لرایتها امثال الجبال (رد المحتار)	(۴) جمرے کے پاس سے کنکری اٹھا کر پھینکنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ مردود کنکریاں ہیں ابو سعید خدری نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم ہر سال کنکریاں پھینکتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ کم ہو جاتی ہیں آپ نے فرمایا کہ مقبول کنکریاں اُٹھالی جاتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو تم ایک پہاڑ کنکریوں کا دیکھتے (رد المحتار)

دسویں کی رمی اور اُس کے مسائل

(۱) دسویں تاریخ صرف جمرۂ عقبہ پر کنکری ماریں گے (۲) بعد رمی فوراً واپس ہونگے قطعاً وہاں نہ ٹھیریں گے (۳) پہلی کنکری پھینکتے ہی مفرد و قارن لبیک موقوف کردیں گے (۴) دسویں تاریخ رمی کا مسنون وقت بعد طلوع آفتاب قبل زوال ہے۔ بعد زوال وقت مباح ہے اور بعد غروب آفتاب وقت مکروہ

(۱) فی الیوم الاول یرمی جمرة العقبة لا غیر (عالمگیری)	(۱) پہلے دن جمرۂ عقبہ کے سوا کسی اور جمرہ کی رمی نہ کرے۔ (عالمگیری)
(۲) ولا یرمی یومئذ من الجمار غیرها ولا یقوم عندها (مبسوط)	(۲) آج یعنی دسویں کو سوائے جمرۂ عقبہ اور کسی کی رمی مشروع نہیں بعد رمی وہاں کھڑا نہ ہونا چاہئے (مبسوط)
(۳) ویقطع التلبیة عند اول حصاة یرمیها (عالمگیری)	(۳) پہلی کنکری پھینکتے ہی لبیک موقوف کردے (عالمگیری)
(۴) وقت الرمی فی یوم النحر بعد طلوع الشمس الی زوالها وقت مسنون وما بعد زوال الشمس وقت مباح واللیل وقت مکروہ (عالمگیری)	(۴) دسویں تاریخ رمی کا وقت مسنون بعد طلوع آفتاب تا زوال ہے بعد زوال تا غروب وقت مباح ہے آفتاب غروب ہو گیا اور رات شروع ہو گئی تو یہ وقت رمی کا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

گیارہویں اور بارہویں کی رمی اور اس کے مسائل

(۱) گیارہویں اور بارہویں تاریخ تینوں جمروں پر کنکریاں پھینکنا چاہئے شروع جمرۂ اولیٰ سے

کرنا چاہیے۔ پھر وسطیٰ پھر عقبہ۔

جمرۂ اولیٰ پر پہنچ کر سات کنکریاں انہیں آداب کے ساتھ جو اوپر بیان ہوئے پھینکے پھر وہاں سے تھوڑا ہٹ کر قبلہ رو کھڑا ہو۔ دونوں ہاتھ دعا کے لئے اُٹھائے کف دست قبلہ کی طرف ہوں یا آسمان کی طرف حمد و درود دعا اور استغفار میں اس مقدار تک مشغول رہے جس مقدار وقت میں سورۂ بقرہ کی تلاوت ہو سکتی ہے۔ ورنہ پون پارہ پڑھنے کے مقدار اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم بمقدار تلاوت بیس آیہ ضرور قیام کرے اور مشغول ذکر و مناجات رہے۔

اب جمرۂ وسطیٰ پر جائے اور ایسا ہی کرے یعنی سات کنکریاں اس پر پھینکے پھر جمرہ سے تھوڑا ہٹ کر کھڑا ہو اور تسبیح تحمید صلوٰۃ و سلام اور دعا میں مشغول ہو۔

پھر جمرۂ عقبہ پر جائے یہاں سات کنکریاں پھینک کر فوراً پلٹ آئے اگر چاہے تو راستہ میں دعا بھی کرے۔

مسنون وقت گیارہ اور بارہ کے رمی کا بعد زوال ہے۔ زوال سے قبل ان دو تاریخوں میں رمی ناجائز ہے۔ بعد غروب آفتاب رات میں رمی مکروہ ہے۔

(۱) وبعد الزوال ثانی النحر رمی الجمار الثلاث يبدأ بما يلي مسجد الخيف ثم الوسطى ثم بالعقبة سبعًا سبعًا ووقف حامدًا مهللًا مكبرًا مصليًا قدر قراءة البقرة او ثلاثة ارباع من الجزء او عشرين آية وهو اقل المراتب بعد تمام كل رمی

(۱) گیارہویں کی رمی بعد زوال ہے تینوں جمرات پر سات کنکری مارے شروع اس جمرہ سے کرے جو مسجد خیف کے قریب ہے پھر وسطیٰ پر جائے پھر عقبہ پر ہر ایک پر سات کنکریاں پھینکے مسئلہ یہ ہے کہ جس رمی کے بعد پھر رمی ہو تو وہاں بعد رمی بمقدار تلاوت سورہ بقرہ یا پون پارہ یا کم از کم بیس آیت ٹھہرے اور تحمید و تکبیر و تہلیل وغیرہ میں مشغول ہو مثلاً جمرۂ اولیٰ اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ کی رمی ہے لہذا جمرۂ اولیٰ پر

بعد رمی فقط فلا يقف بعد الثالثة ودعا لنفسه وغيره رافعًا كفيه نحو السماء او القبلة ثم رمی غدًا كذلك (رد المحتار)

(۲) وقت الرمی فی اليوم الثانی والثالث بعد الزوال الی غروب الشمس وقت مسنون وما بعد الغروب الی طلوع الفجر وقت مكروه ولا يجوز الرمی فيهما قبل الزوال (عالمگیری)

(۱) عن جابر قال رمی رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمرة يوم النحر ضحًى ورمى بعد ذلك فاذا زالت الشمس (رواه البخاری ومسلم)

(۲) عن سالم عن ابن عمر انه كان يرمی جمرة الدنيا بسبع حصيات يكبر على اثر كل حصاة ثم يتقدم حتى يسهل فيقوم مستقبل القبلة طويلًا ويدعو ويرفع يديه ثم يرمی الوسطى بسبع حصيات يكبر كلما رمى بحصاة ثم ياخذ

ٹھہر کر دعا مانگے۔ جمرۂ وسطیٰ کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی ہے یہاں بھی ٹھہرے اور دعا مانگے لیکن جمرۂ عقبہ کے بعد رمی نہیں ہے یہاں رمی کر کے فوراً منیٰ کی طرف روانہ ہو۔ دعا میں ہاتھ اُٹھائے خواہ آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرے یا قبلہ کی طرف کف رکھے پھر بارہویں کو اسی طرح بعینہٖ عمل کرے۔ (رد المحتار)

(۲) گیارہویں اور بارہویں کو رمی کا مسنون وقت بعد زوال ہے جب تک آفتاب غروب نہ ہو بعد غروب وقت تا طلوع صبح صادق وقت مکروہ ہے ایام نحر کے دوسرے اور تیسرے دن کی رمی یعنی گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کی قبل زوال ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

(۱) جابر سے روایت ہے کہ دسویں تاریخ چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمی کا نسک ادا فرمایا اور بعد دسویں زوال آفتاب کے بعد (بخاری و مسلم)

(۲) سالم روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو رمی جمرہ دنیا سے شروع کرتے تھے یعنی جو جمرہ مسجد خیف سے قریب ہے اللہ اکبر کہہ کر ہر کنکری پھینکتے تھے بعد سات کنکریوں کے کچھ آگے بڑھ کر نرم زمین پر قبلہ رو ہو کر بہت دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے پھر جمرہ وسطیٰ پر سات کنکریاں پھینکتے اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہتے پھر بائیں طرف ہٹ کر نرم زمین پر کھڑے ہو جاتے اور

بذات الشمال فيسهل ويقوم مستقبل	تبلد رخ ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے
القبلة ثم يدعو ويرفع يديه و	پھر جمرۃ ذات العقبہ پر سات کنکریاں
يقوم طويلاً ثم يرمي جمرة ذات	پھینکتے تکبیر ہر کنکری پھینکنے میں کہتے
العقبة من بطن الوادي بسبع	اور اس کے پاس ٹھہرتے نہ تھے منیٰ
حصيات يكبر عند كل حصاة	واپس آجاتے اور ادا کرتے تھے کہ
ولا يقف عندها ثم ينصرف	میں نے ایسا ہی عمل کرتے ہوئے
ويقول هكذا رأيت النبي صلى الله	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
عليه وسلم يفعله (بخاری)	دیکھا ہے (بخاری)

تیرھویں کی رمی

بارھویں ذی الحجہ کو اگر بعد رمی میدان منیٰ سے مکہ معظمہ روانہ ہو جائے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ شریعت نے اُسے اجازت دی ہے لیکن اگر بارھویں کو رمی سے فارغ ہو کر روانہ نہ ہوا تو اب تیرھویں کو بغیر رمی جا رہ چلا جانا شریعت کے نزدیک معیوب ہے آج بھی بعد زوال انھیں آداب کے ساتھ رمی ادا کرے اور مکہ معظمہ روانہ ہو جائے۔

لیکن اگر آج زوال سے قبل رمی کرے تو جائز ہے مگر کراہت

(۱) قبل الزوال رمی اليوم الرابع	(۱) چوتھے روز یعنی تیرھویں ذی الحجہ کو زوال سے
وقت مكروه (عالمگیری)	قبل رمی مکروہ ہے (عالمگیری)

رمی میں تاخیر اور اس کی قضا

رمی دسویں گیارھویں اور بارھویں کی واجب ہے اور تیرھویں کی مستحب جن تاریخوں کی رمی واجب ہے

(۱) اگر ان ایام میں دن کے وقت رمی کسی عذر سے نہ کر سکا تو رات میں کرے اگرچہ رات کا وقت مکروہ ہے لیکن ترک واجب سے ادائے واجب بہرحال اولیٰ و بہتر ہے ایام حج میں رات گزشتہ دن میں شامل ہے نہ کہ آنے والے دن میں۔

(۲) اگر کسی روز دن کے وقت رمی نہ کر سکا اور رات میں بھی معذور رہا تو دوسرے دن قضا کرے اگرچہ جزا و کفارہ بعد قضا بھی لازم آئے گا لیکن قضا ادا کرنے کی سعادت تو حاصل ہو گی۔

(۳) اگر کسی نے ایام نحر میں ایک دن بھی رمی نہیں کی تو تیرھویں کو آفتاب ڈوبنے سے قبل سب دن کی قضا ادا کرلے۔ اگرچہ کفارہ دینا ہوگا مگر اس خاص عبادت کی قضا تو پوری ہو گی۔

(۴) آخری وقت قضا کا تیرہ تاریخ قبل غروب آفتاب ہے اگر آج بھی قضا نہ کر سکا اور آفتاب غروب ہو گیا تو پھر قضا بھی نہیں کر سکتا ہے۔ رمی کا عبادت ہونا ایام کے ساتھ مخصوص ہے جب وہ ایام گزر گئے تو اب رمی عبادت نہیں ہے بلکہ فعل عبث ہے۔ جزا دے کر ترک واجب کا کفارہ کرے۔

(۱) ولو اخر رمي يوم النحر والثاني	(۱) دس گیارہ اور بارہ تاریخوں میں اگر دن کے
والثالث رماه في الليلة المقبلة	وقت رمی نہ کر سکا تو ان تاریخوں کی آنے والی رات
اي الآتية لكل من الايام الماضية	میں ادا کرے ایسا کرنے سے کچھ کفارہ لازم نہ آئے گا
ولا شئ عليه سوى الاساءة لان	کراہت کی وجہ سے خطاکاری ہوگی۔ راتیں ایام حج کی
الليالي في الحج في حكم الايام	گزشتہ دن میں شامل ہیں نہ آنے والے
الماضية لا المستقبلة (ردالمحتار)	آئندہ دن میں (ردالمحتار)
(۲) ولو اخره الى الليل رماه	(۲) اگر رات میں بھی رمی نہ کی تو دوسرے دن
في النهار قضاءً وعليه	قضا کرے اور کفارہ دے کہ ادائے
الكفارة (ردالمحتار)	واجب میں تاخیر ہوئی ہے (ردالمحتار)

عربی	اردو
(۳) ولو اخر رمی الایام کلھا الی الرابع مثلاً قضاھا کلھا فیہ وعلیہ الجزاء وان لم یقض حتی غربت الشمس منہ فات وقت القضاء ولیست ھذہ اللیلۃ تابعۃ لما قبلھا (رد المحتار)	(۳) اگر ایام نحر کے سارے دن گزر گئے اور رمی نہ کر سکا تو تیرہویں کو سب کی قضا کرے اور کفارہ دے اگر تیرہویں کے دن کو قضا نہ کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو اب قضا کا وقت بھی فوت ہو گیا اور یہ رات اپنے گزشتہ دن کے تابع نہیں ہے (رد المحتار)
(۴) ویفوت وقت القضاء بغروب الشمس فی الرابع (رد المحتار)	(۴) رمی کی قضا کا وقت چوتھے دن یعنی تیرہویں کو جب کہ آفتاب ڈوب جائے تو فوت ہو جاتا ہے (رد المحتار)

رمی کی غلطی اور اس کی جزا

یہ مسئلہ چند بار بیان ہو چکا کہ مناسک حج میں ترک واجب اور تاخیر واجب دونوں موجب دم ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تاخیر وقت بمنزلہ ترک ہے اور یہی حکم اکثر کے ترک کا ہے اگر اکثر چھوٹ گیا تو گویا کل چھوٹ گیا۔ انھیں اصول کے بنا پر حسب ذیل جزئیات قابل لحاظ ہیں۔

(۲) سارے ایام نحر کی رمی ترک ہوئی۔ دم دینا واجب ہے۔ اس لئے کہ ترک واجب ہوا۔

(۳) کسی ایک دن کی رمی چھوٹ گئی دم دینا واجب ہے اس لئے کہ ہر روز کی رمی واجب تھی جس روز کی ترک ہوئی اسی دن کا واجب ترک ہوا۔

(۴) رمی میں تاخیر ہوئی بایں طور کہ دس کی گیارہ کو یا گیارہ کی بارہ کو یا بارہ کی تیرہ کو قضا کی تو تاخیر واجب ہوئی دم دینا واجب ہوا تاخیر وقت بمنزلہ ترک ہے۔

(۵) دسویں تاریخ جمرۂ عقبہ کی رمی چھوٹ گئی دم واجب ہوا اس روز اسے ایک جمرہ کی رمی واجب تھی اس کا چھوٹنا پورے واجب کا اس دن کے چھوٹنا ہے۔

(۶) گیارہویں بارہویں کو دو جمرے رمی سے چھوٹ گئے ادا کم ہوا اور ترک زیادہ

دم دینا واجب ہے زیادہ چھوٹنا بمنزلہ کل چھوٹنے کے ہے۔

(۷) اگر زیادہ حصہ ادا ہوا اور کم چھوٹ گیا تو اس متروک کی قضا کرے اور کفارہ میں صدقہ دے۔ مثلاً گیارہ بارہ کو دو جمروں پر پوری سات سات کنکریاں پھینکیں اور ایک جمرہ چھوٹ گیا تو ادا زیادہ ہوا اور متروک کم تو اس ایک کی دوسرے دن قضا کرے اور تاخیر کے عوض میں ایک صدقہ یعنی پونے دو سیر گیہوں دے۔

(۸) تینوں جمروں پر رمی کی لیکن تعداد کنکریوں کی کچھ کم ہوئی۔ مثلاً بجائے سات کے چھ یا پانچ یا چار پھینکیں تو زیادہ عدد ادا ہوئے اور کم چھوٹے یعنی ایک یا دو یا تین دوسرے دن اعداد متروک کی قضا کرے اور ہر کنکری کے عوض ایک صدقہ دے۔

کوشش کرے کہ یہ عبادت ایام تشریق میں ادا ہو جائے اگر ہر روز کی رمی ہر روز ادا ہو تو زہے سعادت لیکن اگر ایام نحر میں قصور ہوا تو ایک دن ابھی باقی ہے جس میں قضا کر سکتے ہیں۔ اگر اس دن کو بھی غفلت و کم انکاری سے ضائع کر دیا تو ایک اہم عبادت کی برکات سے محرومی ہوئی اور بڑی محرومی ہوئی۔

عربی	اردو
(۱) فابو حنیفۃ رحمہ اللہ جعل تاخیر الرمی عن وقتہ بمنزلۃ ترکہ (مبسوط)	(۱) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وقت رمی میں تاخیر بمنزلہ ترک ہے (مبسوط)
وکذلک ان ترک الاکثر منھا لان الاکثر بمنزلۃ الکل (مبسوط)	یوں ہی اگر اکثر چھوڑ دیا تو کل چھوڑ دیا۔ (مبسوط)
(۲) ومن ترک رمی الجمار فی الایام کلھا فعلیہ دم (مبسوط)	(۲) اگر کسی نے ساری ایام کی رمی چھوڑ دی تو اس پر دم واجب ہے (مبسوط)
فان ترکھا حتی غابت الشمس من اخر ایام الرمی سقط عنہ الرمی بفوات الوقت فلا یکون الرمی	اگر رمی ترک ہوئی قضا بھی نہ کیا یہاں تک کہ آخری دن کا آفتاب غروب ہو گیا تو اس سے رمی ساقط ہو گئی اس لئے کہ وقت فوت ہو گیا اور عبادت

قربة بعد مضي وقتها واداء الركن	گزرنے وقت کے وہ عبادت نہیں ہے ایک عبث کام ہے
قربة كان عبثاً فلا يشتغل به	اب اس میں مشغول نہ ہو اور سب دن کے عوض
وعليه دم واحد جمعاً (مبسوط)	ایک قربانی بکری یا مینڈھے کی کرنا اس پر واجب ہے (مبسوط)
(۳) وان ترك رمي يوم فعليه دم	(۳) اگر کسی ایک دن کی رمی چھوٹ گئی جب بھی ایک دم ہی
لانه نسك تام (مبسوط)	واجب ہے اس لئے کہ وہ بجائے خود ایک عبادت کامل ہے (مبسوط)
(۴) ثم بتاخيرها يجب الدم (مبسوط)	(۴) پھر یہ بھی ہے کہ تاخیر رمی سے قربانی واجب ہو جاتی ہے (مبسوط)
(۵) وان ترك رمي جمرة العقبة	(۵) اگر جمرہ عقبہ کی رمی دسویں تاریخ ترک ہو گئی تو
في يوم النحر فعليه دم (مبسوط)	کفارہ میں دم واجب ہے (مبسوط)
(۶) ومن ترك رمي احدى الجمار	(۶) اگر کسی ایک جمرے کی تین جمروں میں سے رمی
الثلث فعليه الصدقة لان الكل	چھوٹ گئی تو اس پر صدقہ ہے اس لئے کہ آج
في هذا اليوم نسك واحد فكان	تینوں جمرے ایک عبادت ہیں تو جب ایک چھوٹا تو کم
المتروك اقل الا ان يكون	چھوٹا لہٰذا صدقہ واجب ہوا۔ ہاں اگر
المتروك اكثر من النصف فحينئذ	نصف سے زیادہ چھوٹا تو پھر قربانی
يلزمه الدم لوجود ترك الاكثر (مبسوط)	واجب ہوئی (مبسوط)
(۷) وان ترك منها حصاة او حصاتين	(۷) اگر ایک یا دو یا تین کنکریاں چھوٹ گئیں تو دوسرے
او ثلاثا الى الغد رماها وتصدق	دن قضا کرے اور ہر کنکری کے عوض نصف صاع
لكل حصاة بنصف صاع حنطة	گیہوں مسکین پر صدقہ کرے لیکن مجموعہ صدقات اگر
على مسكين الا ان يبلغ دما	ایک دم کے برابر ہو جائے تو اس میں سے کچھ
فحينئذ ينقص منه ما شاء	کم کرلے۔
(مبسوط)	(مبسوط)

طواف زیارت یعنی طواف فرض

فرض طواف جسے طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اس کے ادا کا افضل وقت تو دسویں تاریخ ہے۔ حلق یا قصر کے بعد احرام کی پابندیاں ساقط ہو گئیں الا مجامعت وہم بستری اب مناسب ہے کہ نہا کر خوشبو لگا کر مکہ معظمہ کو روانہ ہو۔ مسجد الحرام پہنچکر پیادہ پا طہارت کاملہ اور ستر عورت کے ساتھ بلا اضطباع سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف اسی دستور کے مطابق کرے جیسا کہ بیان طواف میں گزرا۔ ختم طواف کے بعد حجر اسود کا استلام کرے اور دو رکعت نماز مقام ابراہیم پر آکر قل یا اور قل ہو اللہ کے ساتھ ادا کرے۔

اب ملتزم پر جائے اور اس سے لپٹ کر دعا مانگے پھر زمزم پر حاضر ہو اور خوب سیر ہو کر اس کا پانی پئے۔ اس کے بعد منیٰ کو واپس آجائے۔ دسویں، گیارہویں اور بارہویں کی راتیں منیٰ ہی میں بسر کرنا سنت ہے۔ نہ مزدلفہ میں نہ مکہ میں نہ راہ میں جو دس یا گیارہ کو طواف کے لئے گیا واپس آکر رات منیٰ ہی میں گزارے۔ ہاں جو بارہویں کو بعد رمی طواف کے لئے مکہ گیا اس کے لئے واپس منیٰ آنا نہیں ہے۔

مسئلہ: چند مقام پر گزر چکا کہ طواف فرض کا افضل وقت دسویں تاریخ ہے اور گیارہ و بارہ کو بھی مرخص ہے بلکہ گیارہ تاریخ عورتوں کے لئے زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ مطاف میں طواف کرنے والوں کا ہجوم نہیں ہوتا ہے عورتوں کو ہر پھیرے میں حجر اسود کا استلام و بوسہ بسہولت میسر آتا ہے۔

طواف فرض میں اضطباع تو ہے نہیں۔ رہا رمل اور طواف کے بعد سعی سو قارن و مفرد نے اگر طواف قدوم میں اور متمتع نے کسی طواف نفل میں اگر رمل و سعی کرلی ہے تو اس طواف میں کچھ نہ کریں۔ لیکن اگر ایسا نہیں کیا ہے تو اب اس طواف فرض میں رمل کرنا ہوگا اور بعد طواف سعی صفا و مروہ بھی کرنا ہوگی۔

منیٰ سے روانگی اور مکہ معظمہ میں قیام

بارہویں کے رمی سے فارغ ہو کر خواہ اُسی روز خواہ تیرہویں کو جب روانہ ہو تو راستہ میں جنت المعلیٰ سے قریب وادی مُحَصَّب ہے یہاں پہنچکر سواری سے اتر لو یا بے اُترے کچھ دیر ٹھیر کر مشغولِ دعا ہو بلکہ افضل تو یہ ہے کہ عشا تک نمازیں یہیں پڑھو ایک نیند لے کر داخل مکہ معظمہ ہو لیکن اگر کسی وجہ سے اتنا قیام متعذر ہو تو کچھ دیر ٹھیر کر دعا کرنے سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔

جنۃ المعلیٰ تو مکہ کا قبرستان ہے اُس کے پاس ایک پہاڑ ہے اور دوسرا پہاڑ اُس پہاڑ کے سامنے مکہ کو جاتے ہوئے داہنے ہاتھ پرنالے کے پیٹ سے جدا ہوا ہے۔ ان دونوں پہاڑوں کے بیچ کا نالہ وادی مُحَصَّب ہے جنۃ المعلیٰ محصب میں داخل نہیں۔

اب جب تک مکہ معظمہ میں مقیم رہو عمرے ادا کرتے رہو۔ تنعیم کہ مکہ معظمہ سے شمال یعنی مدینہ طیبہ کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ہے وہاں جاکر عمرے کا احرام باندھو اور طواف وسعی حسبِ دستور کر کے حلق یا قصر کرلو عمرہ ادا ہو گیا۔ اگر اُسی دن یا دوسرے دن عمرہ لائے تو صرف استرہ پھروا لے یہی کافی ہے۔

اے عزیز تین میل کا فاصلہ کچھ زیادہ فاصلہ نہیں صاحبِ مال سواری پر دو تین پھیرے ہر روز کر سکتا ہے۔ غیر مستطیع بھی پیادہ پا آجا سکتا ہے۔ پھر اس بیش بہا موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب و عترت کی طرف سے، اپنے شیوخِ طریقت کی طرف سے، اپنے اساتذہ کی طرف سے، اپنے والدین کی طرف سے، اپنے اُن اولاد کی طرف سے جو انتقال کر گئی ہوں عمرہ ادا کرتے رہو۔

مکہ معظمہ میں کم سے کم ایک بار ختم کلام مجید سے محروم نہ رہے۔ جنۃ المعلیٰ حاضر ہو کر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و دیگر مومنین کی زیارت کرے۔ مکان ولادت اقدس

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و مکان ولادت حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مستفیض ہو نیز جبل ثور و غارِ حرا و مسجد الجن و مسجد جبل ابی قبیس وغیرہ مکانات متبرکہ کی بھی زیارت کرے اور ہر مقام پر اپنے لئے، اپنے ماں باپ کے لئے، اپنی اولاد کے لئے، اپنے شیوخ طریقت اور اساتذہ کے لئے، اپنے سنی مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے کہ یہ سب مقام اجابت ہیں۔

مکہ معظمہ سے روانگی اور طوافِ وداع

مکہ معظمہ سے جب رخصت کا ارادہ ہو تو آخری کام خانۂ کعبہ کا طواف کرنا اور اس سے رخصت ہونا ہے۔

طوافِ وداع آفاقی پر واجب ہے اس طواف میں نہ اضطباع ہے نہ رمل نہ اس کے بعد سعی صفا و مروہ۔ محض سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد حسبِ دستور گھومنا ہے۔

حجر اسود کے پاس آؤ طواف کی نیت کرو اس نیت کے بعد کعبہ کو منھ کئے اپنے داہنی جانب چلو جب سنگ اسود کا مقابلہ ہو کانوں تک ہاتھ اُٹھاؤ اور کہو بسم اللہ والحمد للہ واللہ اکبر والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ (یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ نیت کے وقت ہاتھ اُٹھانا بدعت ہے، مکروہ ہے۔ ہاتھ اُٹھانے کا یہی موقع ہے جو بیان ہوا)

اب حجر اسود کا استلام کرو اور ادعیہ ماثورہ کے ساتھ طواف پورا کرو۔ ہر چکر پر حجر اسود کا استلام ضرور ہے۔ جب سات پھیرے ہو جائیں تو حجر اسود کا بوسہ دو کہ یہ ختم طواف کی مہر ہے اب مقام ابراہیم پر آکر دو رکعت پڑھو اس سے فارغ ہو کر آب زمزم پر جاؤ وہاں سے فارغ ہو کر ملتزم سے لپٹو اور دعا مانگو۔ پھر حجر اسود کو بوسہ دو کہ یہ بوسہ وداع کا ہے اور کوشش کرو کہ دو چار قطرے بھی آنسو کے آنکھ سے گریں اور یہ دعا پڑھو

يَا يَمِينَ اللّٰهِ فِي اَرْضِهٖ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اَنِّيْ

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَا أُوْدِعُكَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لِتَشْهَدَ لِيْ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فِيْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَوْمِ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُشْهِدُكَ عَلٰى ذٰلِكَ وَأُشْهِدُ مَلَآئِكَتَكَ الْكِرَامَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ۔

پھر الٹے پاؤں کعبہ کی طرف منہ کرکے یا سیدھے چلنے میں پھر پھر کر کعبہ کو حسرت سے دیکھتے اس کی جدائی پر روتے یا رونے کا منہ بناتے مسجد الحرام کے دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلو اور وہی دعا پڑھو بسم اللہ والحمد للہ الخ۔

مسجد الحرام کے باہر آنے سے قبل آستانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر چوکھٹ کو بوسہ دے اور قبول حج و زیارت اور بار بار حاضری کی دعا مانگے۔

سوار ہونے سے قبل فقرا ء مکہ معظمہ پر حسب استطاعت کچھ تصدق کرے اور روانہ ہو جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

مدینۂ طیبہ

خوشا آں کہ بندم در رہت بار و محمل از وطن
خیزم چو دود از فتم چو اشک آیم بجاں غلطم بتن

اس شہر کا قدیم نام یثرب ہے وجہ تسمیہ کچھ بھی ہو لیکن اس لفظ کا جو مادہ ہے اس کے معنی فساد یا مواخذہ وعتاب ہیں اس لئے اب اسے یثرب کہنا اہل سنت کے مذہب میں مکروہ ہے۔

سب سے پہلے جو قوم یہاں آکر سکونت پذیر ہوئی اور جس نے یہاں زراعت شروع کی وہ قوم عمالقہ ہے اس کے بعد موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی امت کے ساتھ سرزمین حجاز پر گزر ہوا۔ یثرب پہنچ کر بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے اسی جگہ متوطن ہونے کا فیصلہ کر لیا بقیہ بنی اسرائیل اپنے پیغمبر کے ہمرکاب ملک شام کی طرف واپس چلے گئے۔

بنی اسرائیل یعنی یہودیوں کے بعد اوس و خزرج کی اولاد یہاں آکر سکونت پذیر ہوئی جنھیں آیندہ چل کر انصار کا لقب عطا ہوا جس زمانہ میں انصار یثرب آکر آباد ہوئے ہیں اس وقت عمالقہ کی یثرب میں نہ حکومت تھی نہ ہستی گویا یثرب کے اب اصل باشندے صرف انصار و یہود تھے۔

اوس و خزرج کے باپ کا نام ثعلبہ بن عمرو تھا۔ ثعلبہ کے باپ کا نام عمرو بن عامر ہے یہ شخص اپنے زمانہ میں یمن کا بہت بڑا سردار تھا۔ اہل یمن کی تباہی کے آثار جب اس نے اور اس کی بی بی نے اپنے فراست سے محسوس کئے تو اپنے خاندان کو لے کر ملک یمن سے رخصت ہو گیا۔ وطن چھوڑنے کے بعد عمرو بن عامر نے اپنی اولاد کے سامنے مختلف بلاد و امصار کے اوصاف و احوال بیان کئے بیٹوں نے اپنے اپنے مذاق و طبیعت کے موافق ایک ایک شہر کو پسند کیا اور اس کی طرف روانہ ہو گئے۔

لیکن ثعلبہ جو عمرو بن عامر کا سب سے بڑا بیٹا تھا اس نے اپنی اقامت کے لئے سرزمین

حجاز کو پسند کیا۔ ثعلبہ کے دو بیٹے ہوئے ایک اوس دوسرا خزرج انہیں دونوں کی اولاد سے انصار ہیں۔ یثرب کے باشندوں میں انقلاب و تغیر کا عظیم سے عظیم تر دور گزرتا گیا اور فضائے مادی میں اس تغیر کا اثر بھی نمایاں ہوتا رہا لیکن فساد و عقاب جس کی طرف لفظ یثرب کے حروف اشارہ کر رہے ہیں متغیر ہو کر صلح و خیر کی صورت اختیار نہیں کرتے تھے۔ اس لئے کہ اس کا تغیر تو اس وقت ہوگا جس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین پاک یثرب کی تاج کرامت ہوں گی چنانچہ جب وہ ساعت سعید آپہونچی اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے یثرب کی طرف ہجرت فرمائی تو اب یثرب یثرب نہ رہا۔ بلکہ وہ مدینہ طابہ طیبہ طیبہ بن گیا۔

جغرافیہ نویسوں کی تحقیق دیکھو تو معلوم ہو کہ یہ شہر اپنے مخصوص خصوصیات میں اب دنیا کے سارے شہروں پر فوقیت رکھتا ہے۔ معجم البلدان میں ہے۔

ومن خصائص المدينة	یعنی مدینہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی ہوا نہایت ہی
انها طيبة الريح وللعطر	پاکیزہ ہے۔ اسی لئے یہاں عطر کی خوشبو کو جب ہوا
فيها فضل رائحة لا توجد	پھیلاتی ہے تو اس کے عطر میں ایسا اضافہ ہو جاتا ہے
في غيرها	جو کہیں اور پایا نہیں جاتا۔

یہ کیفیت جب کہ آب و ہوا کی ہے تو پھر یہاں کے ایمان افروز اور روح افزا اثر کا کیا پوچھنا کتب احادیث فضائل مدینہ طیبہ سے مالا مال ہیں۔ اہل ایمان کے لئے اس قدر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو ایسی عزت و عظمت عطا فرمائی کہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام گاہ ہونے کی کرامت اسی شہر کو بخشش فرمائی ؎

فرخندہ منزلے کہ در و کردۂ مقام
خوش وادیٔ کہ سود بسم براق تو

صاحب وفاء الوفا مدینہ طیبہ کے متعلق یہ فرماتے ہوئے کہ كَثْرَةُ الْاَسْمَاءِ تَدُلُّ عَلٰى شَرَفِ الْمُسَمّٰى یعنی ناموں کی کثرت مسمیٰ کی بزرگی پر دلیل ہے نوسے سے زیادہ نام شمار کئے ہیں

پھر ہر ایک نام کی وجہ اور مناسبت بھی بیان کی ہے جس کے مطالعہ سے یہ امر روشن ہو جاتا ہے کہ برکاتِ مدینہ طیبہ کا احاطہ کرنے سے انسان عاجز ہے۔ اگر عقیدہ صحیح اور ادب کامل ہے تو انشاء اللہ آرزو اور حوصلہ سے اتنا زیادہ پائے گا کہ ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گل چینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

کا حرف بحرف صادق آئے گا۔

سچ تو یہ ہے کہ یہاں کا ایک ایک ذرہ برکاتِ عظیمہ کا گنجینہ ہے لیکن بعض کو بعض پر یوں فضیلت حاصل ہے کہ کوئی مخصوص نسبت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی پائی جاتی ہے۔ اس لئے اُن مخصوص مقامات کا علم زائر کے لئے سعادت ہے مبارک ہے۔ اس بیان میں سب سے پہلے مسجد نبوی اور قبر پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوگا۔ اس کے بعد مسجد قبا اور دیگر مساجد مدنی کی حاضری۔

مسجد نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر جب مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو ابتدا میں قیام قبا میں فرمایا جہاں مسجد قبا کی بنیاد ڈالی گئی پھر چند روز بعد مدینہ واپس تشریف لائے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا اور اُسی وقت سے مسجد کی تعمیر خام اینٹ سے شروع ہو گئی۔

اُس وقت مسجد ستر ہاتھ لانبی اور ساٹھ ہاتھ چوڑی تھی۔ مسجد کی دیوار سات ہاتھ اونچی تھی کھجور کے تنے کا ستون تھا اور چھت کھجور کی شاخوں سے پاٹی گئی تھی۔ فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طول و عرض میں مسجد کو کچھ وسیع فرمایا اور اب مسجد نبوی سو ہاتھ طویل اور سو ہاتھ عریض ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے مسجد نبوی میں کوئی اضافہ نہ فرمایا۔ ہاں بعض ستون جو قابل تغیر ہو گئے تھے اُن کی جگہ

نے ستون کھجور کے تنے ہی کے نصب کر دیئے لیکن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں طول میں چالیس ہاتھ اور عرض میں بیس ہاتھ اضافہ فرمایا۔

خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں مسجد نبوی کی تعمیر ازسرِنو فرمائی۔ دیواریں بجائے خام اینٹ کے پتھر کی بنائی گئیں۔ کھجور کے تنے کی جگہ پھول دار پتھر کے ستون لگائے گئے اور چھت ساج اور آبنوس کی لکڑی سے طیار کی گئی۔

۸۸ھ ہجری میں ولید نے مسجد نبوی میں مشرق کی جانب بھی اضافہ کیا۔ جنوب شمال اور مغرب میں تو بڑھنے کے لئے وسعت تھی لیکن شرقی سمت میں امہات المومنین کے مکانات تھے اور یہ مکانات اہل مدینہ کو بہت ہی عزیز و محبوب تھے۔ لیکن ولید نے ان مکانات کو خرید کر داخل مسجد نبوی کر دیا۔ اس تعمیر میں مسجد چاروں طرف سے وسیع کی گئی۔ سنگ مرمر کے ستون نصب کئے اور چھت کی لکڑی سونے سے لیپ دی گئی۔

سنہ ۱۶۱ھ میں خلیفۂ بغداد مہدی عباسی نے مسجد کے صحن کو بڑھایا اور دونوں پہلوؤں پر صحن کے رواق یعنی دالان بنوائے۔

۸۸۶ھ ہجری میں مسجد پر بجلی کا صدمہ پہنچا اور ضرورت ازسرِنو تعمیر کی ہوئی اُس وقت مصر کے سلطان قائتبائے نے تعمیر کی سعادت حاصل کی۔

ولید کی تعمیر دو کم سات سو برس تک قائم رہی اس طویل مدت میں مختلف سلاطین نے مرمت طلب حصص کی مرمت یا بعض حصے کی تزئین و وسعت البتہ کی ہے لیکن ازسرِنو تعمیر ولید کے بعد قائتبائے ہی نے کی ہے۔

کچھ عرصہ بعد چھت کی لکڑی بوسیدہ ہو گئی اور تجدید سقف کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اُس وقت خاندان عثمان کا چشم و چراغ سلطان عبدالمجید خاں خادم الحرمین الشریفین تھا۔ اُس نے چھت میں لکڑی لگانا نامناسب خیال کیا۔ لہٰذا قائتبائے کی عمارت کو شہید کر کے ازسرِنو تعمیر کی گئی۔ ہنوز تعمیر کا کام باقی تھا کہ سلطان عبدالمجید نے داعی اجل کو لبیک کہا اور سلطان عبدالعزیز خاں تخت نشین

ہوئے اُنھوں نے بھی اُسی حوصلہ سے کام جاری رکھا تاآں کہ پندرہ برس میں یہ عمارت بن کر طیار ہوئی اس وقت وہی عمارت موجود ہے جسے خاندان عثمانیہ کے دو بادشاہوں نے یعنی سلطان عبدالمجید اور سلطان عبدالعزیز نے تعمیر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے هٰذَا مَسْجِدِیْ وَمَا زِیْدَ مِنْهُ فَهُوَ مِنْهُ وَلَوْ بَلَغَ مَسْجِدِیْ بِصَنْعَاءَ یعنی یہ میری مسجد ہے اور اس میں جو اضافہ ہوگا وہ بھی اسی مسجد میں شامل ہوتا جائے گا۔ اگرچہ میری مسجد بڑھتے بڑھتے صنعا تک پہنچ جائے۔

مسجد النبی کی عمارتِ موجودہ

یہ عمارت بشکل مستطیل ہے جس میں پانچ دروازے ہیں۔ جانب غرب دو دروازے ہیں ایک کا نام باب السلام اور دوسرے کا باب الرحمت ہے۔

شرق کی جانب بھی دو دروازے ہیں ایک کا نام باب جبرئیل اور دوسرے کا نام باب النساء ہے جانب شمال میں صرف ایک دروازہ ہے جس کا نام باب مجیدی ہے۔

باب السلام باب السلام سب دروازوں میں زیادہ شاندار ہے۔ اس کے محراب کی دیواروں پر سنہرے حروف میں متعدد آیات قرآنیہ اور سلطان عبدالعزیز سے لے کر جملہ سلاطین آل عثمان کے نام تحریر ہیں۔ دروازہ کے دونوں پھاٹکوں پر تانبے کا پتر چڑھا ہوا ہے جس پر منبت کا عجب نظر افروز کام بنایا گیا ہے۔

قد آدم بلندی پر پھاٹک راست پر اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ اور پھاٹک چپ پر اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ تانبے کے حروف میں تحریر ہے۔

باب الرحمت اس دروازے کی پیشانی پر آیہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ سنہرے حروف میں مکتوب ہے۔

باب النساء اس دروازے کی پیشانی پر وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا تحریر ہے۔

باب جبریل اس دروازہ پر یہ آیۃ ہے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔ اور دونوں پھاٹکوں پر جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ۔

باب مجیدی اس دروازہ کے پھاٹک پر پیتل تانبے کا پتر چڑھا ہوا ہے جس پر نہایت ہی باریک دیدہ زیب نقش ونگار ہیں۔ پھاٹک پر جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ کندہ ہے پھاٹک میں پیتل کا قبضہ ہے۔ نُقطے مجے حروف میں ایک قبضہ پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے قبضہ پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

مسجد نبوی یا حرم مدنی کا اندرونی نقشہ

مسجد کی ساری عمارت سرخ پتھر کی ہے سنگی ستونوں پر چھت لداؤ کی ہے۔ کل تعداد ستونوں کی تین سو ستائیس ہے جن میں سے بائیس ستون مقصورہ شریفہ کے اندر ہیں ہر چہار سمت مسجد کے متعدد رواق یعنی دالان بنے ہوئے ہیں۔ صرف جنوب کی طرف جو سمت قبلہ ہے بارہ دالان ہیں بقیہ ہر سہ اطراف میں کہیں دو اور کسی طرف تین مسجد کا مسقف حصہ طول میں ایک سو چالیس گز اور عرض میں قریب بیاسی گز کے انگریزی گز سے ہے۔ صحن مبارک جسے حصو کہتے ہیں اس پیمائش میں داخل نہیں۔

صحن مسجد صحن مسجد میں سرخ پتھر کی باریک باریک کنکریاں بچھی ہوئی ہیں۔ سنن ابو داؤد میں مروی ہے کہ عہد رسالت میں ایک شب بارش ہوئی چھت مسجد نبوی کی جو کھجور کی شاخوں سے پٹی تھی خوب ٹپکی یہاں تک کہ مسجد کا اندرونی فرش کیچڑ بن گیا صحابہ کرام جب نماز کے لئے حاضر ہوئے تو جھولیوں میں کنکریاں بھر کر لائے اور اپنے اپنے نماز کی جگہ پر بچھالیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا یہ حسن عمل پسند آیا اور آپ نے فرمایا "ما احسن هذا" (یہ بہت ہی اچھی تدبیر ہے) فاروق اعظم نے اپنے زمانہ میں وادی عقیق سے کنکریاں منگوا کر بچھائیں اس وقت صحن میں کنکریاں اس تاریخی واقعہ کی یادگار ہیں۔

بعض ستونوں کی خصوصیات مسجد نبوی کے ستون بلندی اور ضخامت میں تو یکساں ہیں لیکن بعض پر بعض صنعت تاریخی واقعات کا پتا بتاتی ہے۔ مثلاً:

(۱) جن ستونوں پر سات ہاتھ کی بلندی تک طلائی خطوط ہیں یہ علامت اس کی ہے کہ عہد رسالت میں مسجد کی بلندی سات ہاتھ تھی۔

(۲) بعض ستونوں پر طلائی خطوط کے علاوہ طلائی پھول بھی ہیں یہ مسجد کی اس حد کو بتاتے ہیں جو فتح خیبر کے قبل تھی۔

(۳) سادہ ستون ولید کے اضافہ کو بتاتے ہیں۔

(۴) جن ستونوں پر نیچے سے سات ہاتھ تک سنگ مرمر لگایا گیا ہے اور ان پر طلائی نقش ونگار ہیں "جنت کی کیاری" کی حد بتاتے ہیں۔

(۵) بعض پر خاص خاص عبارت بھی مکتوب ہے مثلاً بیر النبی کی طرف سے جب مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہیں تو بائیں ہاتھ پر دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر تین گول گول پتھر زمین میں نصب نظر آتے ہیں۔ یہ نشان ہے کہ عہد رسالت میں مسجد کے عرض کی یہ حد تھی اسی جگہ سے نظر اٹھا کر داہنے ہاتھ کی طرف اگر دیکھا جائے تو آٹھویں ستون پر سنہرے حرف میں یہ لکھا نظر آئے گا کہ طول مسجد کا عہد رسالت میں اس قدر تھا ان دونوں کو دیکھ کر عہد رسالت میں جس قدر مسجد طول و عرض تھی یقینی طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔

غرض یہ کہ مسجد نبوی میں صنعت تعمیر کے علاوہ یہ خوبی بھی رکھی ہے کہ واقعات تاریخی کا بھی عمارت سے علم حاصل ہو جائے۔

اسطوانات رحمت اب ان آٹھ ستونوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنھیں اسطوانات رحمت کہتے ہیں اور جن کے پاس نماز ادا کرنا ماثور و مندوب ہے۔ ہر ستون پر اس کا نام مکتوب ہے اس لئے نشان پتا بتانے کی ضرورت نہیں مدینہ طیبہ کے معلم نہایت سہولت سے پہنچا دیں گے۔ وہاں پہنچ کر نماز و مناجات کی سعادت حاصل کرنا چاہیے۔

اسطوانۂ مخلقہ منبر شریف بننے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا کرتے تھے اور ستون حنانہ جس نے آپ کی جدائی پر نالہ وگریہ کیا تھا اسی جگہ پر تھا۔

اسطوانۂ عائشہ اس کا دوسرا نام اسطوانۃ القرعہ بھی ہے۔ تحویل قبلہ کے بعد چودہ پندرہ روز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنج گانہ نماز کی امامت اسی ستون کے پاس فرمائی ہے۔ پھر امامت کے لیے آپ نے اس جگہ کو اختیار فرمایا جو اس وقت محراب النبی کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس ستون کی یوں نسبت ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان فی مسجدی لبقعة لو یعلم الناس ما صلوا الیها الا ان تطیر لهم قرعة یعنی میری اس مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر وہاں پر نماز پڑھنے کی فضیلت و مقبولیت لوگوں کو معلوم ہو جائے تو وہاں جگہ پانے اور نماز ادا کرنے کے لیے لوگ قرعہ ڈالیں۔ بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس جگہ کا پتا بتایا اس وقت سے اس ستون کا نام اسطوانہ عائشہ ہو گیا۔

اسطوانۂ توبہ دوسرا نام اس کا اسطوانہ ابولبابہ ہے حضرت ابولبابہ جو اجل صحابہ میں ہیں انھوں نے دس روز سے زیادہ اپنے آپ کو ایک لغزش کے پاداش میں اس ستون سے باندھ رکھا تھا آخر وحی نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست رحمت سے ابولبابہ کو کھولا۔

بعض روایتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ستون کے پاس نفل پڑھنا اور اعتکاف میں اس سے تکیہ لگانا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اسطوانۂ سریر اس ستون کے پاس بھی کبھی کبھی اعتکاف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کی بوریا بچھائی جاتی تھی اور آپ اس پر استراحت فرماتے تھے۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار جسم مقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بوریے کا نشان دیکھ کر

جب گریہ فرمایا تھا وہ واقعہ اسی اسطوانہ کے پاس تھا۔

اسطوانۂ علی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اس ستون کے پاس نماز ادا فرماتے اور شب کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کی غرض سے اسی ستون کے پاس اس دریچہ سے مقابل ہو کر بیٹھتے جو دریچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھا۔ اسی دریچے سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے اسی مناسبت سے اس کا دوسرا نام اسطوانہ محرس اور اسطوانہ حراس بھی ہے۔ پہرہ کی خدمت علاوہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دیگر اصحاب بھی انجام دیتے تھے جس کی نوبت ہوتی تھی وہ آتا اور اسی ستون کے پاس بیٹھ کر پہرہ دیتا۔

اسطوانۃ الوفود اکناف و اطراف عرب سے جب وفود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی ستون کے پاس وفود سے ملاقات فرماتے۔ علاوہ اس خاص موقع کے دیگر اوقات میں بھی اس ستون کے پاس تشریف فرما ہو کر صحابہ کرام کی مجلس منعقد فرماتے۔

اسطوانۃ التہجد اس ستون کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔

اسطوانۂ مربعۃ القبر حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر اوقات اسی مقام پر وحی لے کر آئے ہیں اس لیے اسے اسطوانہ جبرئیل بھی کہتے ہیں۔ اس ستون اور ستون وفود کے مابین صرف ایک ستون ہے۔

متبرک ستونوں کے بعد اب دیگر مقدس مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

محراب النبی یہ وہ مقام ہے جہاں آخر وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی ہے۔ موجودہ محراب سنگ مرمر کی ہے۔ جس پر بے مثل سونے کا کام ہے۔ محراب کی پیشانی پر یہ آیہ کریمہ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۞

بازوئے راست پر "محراب النبی" اور بازوئے چپ پر "صلی اللہ علیہ وسلم" مکتوب ہے۔

منبر شریف موجودہ منبر سنگ رخام کا ہے۔ اس کے چودہ زینے ہیں سلطان مراد بن سلطان سلیم نے پیش کش کیا ہے۔ منبر ٹھیک اسی جگہ قائم کیا گیا ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر تھا۔ اگرچہ

نیچے کے زینے اصلی جگہ سے آگے بڑھے ہوئے ہیں لیکن خطیب کے کھڑے ہونے کی جگہ وہی ہے۔

لبیب بک مصری نے جو سفرنامہ علی پاشا خدیو مصر کا لکھا ہے اُس میں لکھتے ہیں کہ ہم نے نماز جمعہ مسجد نبوی میں ادا کی۔ خطیب کو دیکھا کہ پہلے مقصورۂ شریفہ کی زیارت کی اور اس ادا سے کھڑا ہوا گویا خطبہ پڑھنے کی اجازت مانگتا ہے۔ اس کے بعد ترکی عبا جسے قاووق ترکی میں اور عرب کو دا بان کہتے ہیں زیب تن کیا اور آغاؤں کے جھرمٹ میں منبر کے پاس آکر زینے پر چڑھا۔ پھر داہنی جانب یعنی مقصورۂ شریفہ کی طرف جھکا اور نہایت ادب سے سلام کرنے کے بعد خطبہ شروع کیا۔

خطبہ میں احادیث کی جب تلاوت کرتا تو راویوں کے نام مسلسل روایت کرتا اور نام پاک کے موقع پر بجائے عن رسول اللہ یا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم "عن نبیکم هذا" یعنی تمہارے اس پیغمبر سے روایت کرتے ہیں اور ہاتھ سے لفظ اس کا اشارہ مقصورہ شریفہ کی طرف کرتا۔ خطیب کے خطبہ کی فصاحت و بلاغت اور اُس کے ادب و محبت کی ادائیں ایسا گہرا اثر پیدا کر رہی تھیں جو بیان میں آ نہیں سکتا۔

روضۃ الجنۃ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ دوسری روایت میں مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَ مِنْبَرِیْ اور تیسری میں بَیْنَ الْمِنْبَرِ وَ بَیْتِ عَائِشَۃَ مروی ہے یعنی جو حصہ مسجد کا میرے منبر اور میرے مکان کے درمیان ہے وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

اہل مدینہ مسجد نبوی کے اس حصے کو "روضہ" کہتے ہیں۔

روضہ کے جنوبی سمت میں حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے جس قدر اضافہ فرمایا تھا اُسے پیتل کا جنگلہ روضہ سے علیحدہ کر دیتا ہے۔ اس جنگلے کے پاس کلام پاک کے نسخے مطبوعہ اور قلمی دلائل الخیرات کے نسخے کثیر تعداد میں رکھے رہتے ہیں۔ زائرین روضہ میں داخل ہو کر تلاوت کرتے ہیں۔ دلائل الخیرات پڑھتے ہیں۔

رؤف و رحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا نمونہ اس روضہ میں نظر آتا ہے۔ یہ جگہ بہت مختصر سی ہے۔ تین سو سے کچھ زیادہ آدمی اس میں بیٹھ سکتے ہیں لیکن رحمت کی عجیب شان ہے کہ جب کسی نے اس میں داخل ہونے کا قصد کیا تو اُسے جگہ مل ہی جاتی ہے۔ کثرت ہجوم کے سبب سے کوئی محروم نہیں رہتا ہے۔ حالانکہ مسجد نبوی میں یہی وہ جگہ ہے جو اپنے شرف و تقدس کی بنا پر آدمیوں سے ہمیشہ بھری رہتی ہے۔

اب مناسب ہوگا اگر حرم مدنی کے دیگر حصص کا ذکر کر دیا جائے۔

بستان فاطمہ صحن مسجد میں اُس دالان سے متصل جو شرقی جانب میں ہے ایک چھوٹا سا احاطہ ہے جو لوہے کے جنگلوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس میں ایک درخت املی کا اور چار پانچ درخت کھجور کے کچھ پیڑ منہدی کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس جگہ مکان حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ آپ نے صحن مکان میں کھجور اور منہدی کا باغ لگایا تھا یہ درخت اُسی باغ کی یادگار ہیں۔

بیر النبی بستان فاطمہ کے سامنے ایک کنواں ہے جس کا نام بیر النبی ہے جس میں دستی پمپ لگا ہوا ہے۔ پانی اس کا ایسا لطیف و شیریں ہے کہ اس کا ذائقہ اُسے کبھی نہیں بھولتا ہے جس نے ایک مرتبہ اُسے پیا ہو۔

قفس بستان فاطمہ کے پیچھے شرقی دالان کے ایک حصہ کے دروں پر لکڑی کا کٹہرا لگا کر سلطان عبدالمجید خاں نے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت اس جگہ کو عورتوں کو نماز پڑھنے کے لئے خاص طور پر بنایا تھا اس وقت تک یہی معمول ہے کہ اس میں عورتیں آکر بیٹھتی ہیں۔ آج کل اس کو قفس کہتے ہیں۔

خدام کا چبوترہ اہل صفہ کا مقام اسی دالان شرقی کے جنوبی طرف ایک چبوترہ ہے جو خدام حرم کی خاص نشستگاہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسی مقام پر اہل صفہ رہتے تھے۔

متوضا سلطان عبدالمجید خاں نے باب الرحمۃ اور باب السلام کے متصل وضو کرنے کے لئے بہت سی نلیں لگوا دی ہیں ان کو اہل مدینہ حنفیہ کہتے ہیں۔

ادب خانہ متوضا سے کچھ فاصلے پر قضائے حاجت کے لئے جگہیں بنی ہوئی ہیں آج کل کی

اصطلاح میں اسے ادب خانہ کہتے ہیں۔

نماز عشاء کے بعد حرم مدنی خالی کر دیا جاتا ہے اور دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ آغاؤں کا پہرہ ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی عقیدت مند شب مسجد نبوی میں بسر کرنا چاہے تو رئیس آغا سے جسے مستسلم کہتے ہیں اجازت لے کر شب بیداری کر سکتا ہے۔ رفع حاجت کی اگر ضرورت پیش آ جائے یا تجدید وضو کی حاجت ہو تو اندر ہی اندر متوضا اور ادب خانہ تک پہنچ جاتا ہے۔

اب کہ حرم مدنی کے مقدس و متبرک حصص اور دیگر مقامات کا ذکر ہو چکا اُس مقدس و مطہر مقام کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے صدقے میں سارے مقامات مقدس و متبرک ہوئے۔

مقصورہ شریفہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جب مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی تو اسی کے ساتھ ساتھ دو حجرے بھی بنائے گئے جن میں سے ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تھا اس حجرہ کو ایسی حیات ابدی عطا ہوئی کہ قیامت تک اس کا وجود قائم و باقی ہے۔ ظاہری صورت تو اُس کی یہ تھی کہ ایک کوٹھری خام اینٹ کی تھی لیکن تا قیام قیامت چوں کہ باقی رہنا قادر قیوم نے اس کے حصہ میں عطا فرمایا تھا اس لئے یہ خواب گاہ سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار پایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو انہیں بھی اسی رشک فردوس حجرہ میں جگہ دی گئی۔ صدیق اکبر کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مطہر کے مقابل ہے۔ اس کے بعد فاروق اعظم تشریف لائے اور آپ کا سر سینۂ صدیق اکبر کے مقابل ہے۔

کچھ عرصہ تک یہ حجرہ شریفہ اپنی اُسی سادگی کے عالم میں رہا لیکن ولید کے زمانۂ سلطنت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز عامل مدینہ تھے۔ آپ نے بموجب حکم شاہی نہایت قیمتی پتھر کا مکان حجرہ شریفہ کے گرداگرد تعمیر فرمایا لعد اس سنگی عمارت میں کوئی دروازہ کسی طرف سے نہیں کیا گیا اب حجرہ شریفہ حجاب میں آ گیا زائرین اُس سنگی عمارت کی زیارت سے مستفیض ہوتے تھے

یہ عمارت مخمس یا مسدس شکل کی بنائی گئی تاکہ خانہ کعبہ سے مشابہت نہ ہونے پائے۔

کچھ دنوں بعد اس عمارت کے گرداگرد چوبی جنگلہ لگا دیا گیا جس میں مختلف سلاطین اپنے اپنے عہد میں تحفظ و استحکام کی غرض سے تبدیلیاں کرتے رہے۔ بالآخر ایک احاطہ سنگ رخام کے ستونوں اور محرابوں کا طیار کیا گیا۔ اور انہیں ستونوں پر قبہ شریف کی بنیاد قائم کی گئی۔ ہر محراب کے نیچے دو دروازے بنائے گئے اور ہر دروازے میں کواڑ لگائے گئے۔ سنگی عمارت اور محرابی احاطہ کے درمیان تقریباً پانچ یا چھ ہاتھ کا فاصلہ تھا اور یہ فاصلہ گویا راستہ قرار دیا گیا اور اس راستہ کی چھت پاٹ کر اسے مسقف کر دیا گیا۔ اس ساری عمارت کا نام مقصورہ شریفہ ہے اور گنبد شریفہ کو قبۂ خضرا کہتے ہیں۔ مقصورہ شریفہ کے گرداگرد پیتل کی جالیاں لگائی گئیں جو صناعی کا بہترین نمونہ ہے۔ اب واضح طور پر اس عمارت کو یوں سمجھئے کہ زائر کے پیش نظر پیتل کی زرد جالیاں ہیں جالیوں کے بعد محرابی احاطہ ہے اُس کے بعد سنگی عمارت اُس سنگی عمارت کے اندر حجرہ شریفہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس حجرہ شریفہ میں تین قبر مقدس و مطہر۔ اللھم صل علے حبیبک محمد وعلی وزیریہ ابی بکر وعمر۔

لباس مقصورہ شریفہ

خانہ کعبہ پر غلاف تو اسلام سے پہلے ہی چڑھایا جاتا تھا جسے خود اسلام نے بھی کعبہ کا احترام قرار دے کر جاری رکھا لیکن مقصورۂ شریفہ پر بنو اُمیہ اور کچھ زمانہ عباسیہ تک کوئی غلاف یا چادر نہ تھا۔ خلیفہ ہارون رشید کی ماں جب زیارت مقصورہ شریفہ سے مشرف ہوئی تو سب سے پہلے اسی خاتون نے مقصورۂ شریفہ پر ریشمی پردے چڑھائے۔ اس کے بعد مستنصی باللہ کے عہد میں امیر حسین نے جو وزیر مصر محمد صالح کا داماد تھا دیبائے ابیض کا غلاف چڑھایا جس کے وسط میں سرخ حریر کا ٹپکا تھا اور اُس پٹکہ پر زریں تار سے سورۂ یٰسین شریف کڑھی ہوئی تھی۔

اس کے بعد ناصر لدین اللہ نے سیاہ ریشم کا غلاف بھیجا پھر جب کہ ایک بڑی جاگیر غلاف خانہ کعبہ اور مقصورۂ شریفہ کے لئے وقف کر دی گئی تو اُس وقت سے ہر پانچ برس بعد غلاف مبارک آیا کرتا تھا لیکن جب آل عثمان نے خادم الحرمین ہونے کی عزت پائی تو

اُس وقت سے یہ معمول قرار دیا گیا کہ ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے موقع پر بعد اعلان دستور غلاف مبارک آتا تھا موجودہ غلاف غازی سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی کی یادگار ہے۔

سبز غلاف پر سات آٹھ ہاتھ کی بلندی پر سرخ مخمل کا حزام یعنی پٹکہ ہے جس میں سونے کے حرفوں میں سورۂ فتح کڑھی ہوئی ہے۔ جنوبی دیوار سے شروع ہو کر غربی شمالی دیوار پر ہوتی ہوئی شرقی دیوار کے کونے پر ختم ہو جاتی ہے۔

حزام سے نیچے جنوبی دیوار جس طرف زائرین کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں چار کتبے سرخ مخمل کے ٹکے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کتبہ پر حروف زریں تار سے بنائے گئے ہیں صورت کتبوں کی یہ ہے۔

(١) لا الہ الا اللہ

(٢) ھذا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(٣) ھذا قبر ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

(٤) ھذا قبر عمر الفاروق رضی اللہ عنہ
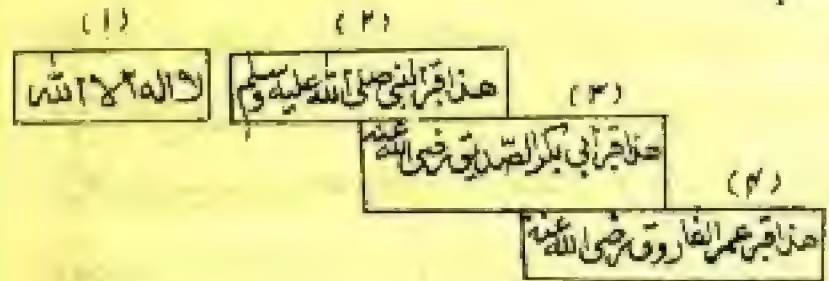
رات میں روشنی کا نظارہ

شب کے وقت جب کہ حرم مدنی اور مقصورہ شریفہ میں روشنی ہوتی ہے تو یہ خطۂ پاک بقعۂ نور بن کر حاضرین کی نگاہوں سے حجابات اٹھا کر بارگاہِ نبوت کی عظمت کی جھلک دکھا دیتا ہے۔ برقی روشنی جس کا اہتمام سلطان عبدالحمید خاں نے کیا ہے اُس کے علاوہ کتنے جھاڑ اور فانوس ہیں کہ وہ روشن کئے جاتے ہیں۔

صحیح تعداد جھاڑ اور شمعدانوں کی تو بتائی نہیں جا سکتی لیکن یہ معلوم ہے کہ بلورین جھاڑ و قنادیل کے علاوہ پچاسوں سونے اور چاندی کے شمعدان ہیں جن میں سے اکثر سونے کے شمعدان جواہرات سے مرصع ہیں۔ انھیں کثیر التعداد سونے کے شمعدانوں میں دو شمعدان سونے کے سلطان عبدالمجید کے بھیجے ہوئے ہیں جو پانچ پانچ ہاتھ لانبے ہیں۔

عباس پاشا اول کے بھیجے ہوئے تحائف میں سے دو چاندی کے جھاڑ ہیں ایک میں چھتیس بتیاں جلتی ہیں۔ یہ محراب عثمان میں آویزاں ہے۔ دوسرا جھاڑ تیس بتیوں کا ہے یہ چہرۂ انور کے سامنے آویزاں ہے۔

غرض سلاطین و امرا نے وقتاً فوقتاً منوں سونا چاندی شمعدان اور جھاڑ کی شکل میں حاضر آستانۂ مقدسہ کیا ہے۔

جواہر و مروارید کے تحائف (١)

ان قیمتی ہدایا کے علاوہ بعض نادر و بیش بہا جواہرات ہیں جو سلاطین نے پیش کش کی ہیں۔ ایک سونے کی تختی جس کے گرداگرد دو سو ستائیس قیمتی جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ اُس کے بیچ میں بیضۂ کبوتر سے کچھ چھوٹا ایک ہیرا جڑا ہوا ہے۔ اس ہیرے کی غایت تابانی اور درخشانی کی وجہ سے اس کا نام تاریخ میں کوکب دری ہے۔

یہ تختی مقصورۂ شریفہ کے دیوار پر چہرۂ انور کے سامنے آویزاں ہے۔ خاندان عثمان کے بادشاہ احمد خاں اول ابن سلطان محمد خاں نے سنہ ١١٠٠ گیارہ سو ہجری کی ابتدا میں پیش کش کیا تھا۔

(٢) اس تختی کے نیچے بقدر بالشت ایک دوسری چھوٹی تختی سونے کی آویزاں ہے یہ بھی جواہرات سے مرصع ہے اور اس کے بیچ میں کوکب دری سے چھوٹا ہیرا جڑا ہوا ہے یہ سلطان مراد رابع ابن سلطان احمد اول کا ہدیہ ہے۔

(٣) اس سے متصل ایک اور سونے کی بڑی تختی ہے اس تختی پر ہیرے کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نقش منقوش ہے سنہ ١٢٩١ھ میں سلطان محمود کی بیٹی نے یہ تحفہ پیش کیا ہے۔

(٤) ایک سونے کے ٹکڑے پر ہیرے سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی لکھا گیا ہے۔ علاوہ ان نادر تحائف کے بہت سے بیش بہا اور جواہرات ہیں مثلاً موتیوں کے متعدد ہار، مروارید کا جاروب، مرصع پنکھے، مرصع عود سوز یعنی خوشبو جلانے کی انگیٹھی مرصع

زیورات مثل کنگن وبالی وغیرہ - تحائف مقصورہ شریفہ کی قیمت کا تخمینہ ستر لاکھ گنی کیا جاتا ہے -

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا یہ حالات وواقعات طوائف الملوکی سے قبل کے ہیں اس عرصہ میں کیا ہوا اور کس چیز میں کیا تغیر پیدا کیا گیا اسے وہ لکھے گا جو اس پرفتن دور کا تاریخ نگار ہوگا - آداب حاضری سے قبل ان امور کا ذکر یوں مناسب معلوم ہوا کہ زائر اسے پڑھ کر پراگندگی نظر سے فارغ ہو جائے - حاضری کے وقت دل کا کسی غیر کی طرف مائل ہونا یا نگاہ کا ادھر اُدھر بھٹکنا سعادت کا کھونا ہے ؎

سر اینجا سجدہ اینجا بندگی اینجا قرار اینجا

آداب حاضری و ہیبت | مکہ معظمہ سے طواف وداع کرتے ہی مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو جاؤ - تمہارے آقا تمہارے سردار حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ولولہ انگیز الفاظ میں تمہیں اپنے حضور میں حاضر ہونے کی رغبت دلاتے ہیں - ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے -

مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي یعنی جس نے حج تو ادا کیا مگر میری زیارت نہ کی تو بے شک اُس نے مجھ پر ظلم کیا -

دوسری حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے حق میں میری شفاعت ضرور ہے -

تیسری حدیث مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَانَّمَا زَارَنِي فِي حَيٰوتِي یعنی جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اُس نے مجھے بقید حیات دیکھا -

چوتھی حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِي فَكَانَّمَا زَارَنِي فِي حَيٰوتِي یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں زیارت کی -

ان دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ زمانۂ رسالت میں جس طرح دیکھنے والوں کو نہ دیکھنے والوں پر فضیلت حاصل ہے اُسی طرح بعد آپ کے پردہ فرمانے کے جو مزار مقدس کی

زیارت سے فائز ہوا وہ اس پر فضیلت رکھتا ہے جو مزار مطہر کی زیارت سے محروم رہا - اس کا یہ منشا نہیں کہ مزار مطہر کا زائر صحابی ہو گیا نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ جس طرح صحابہ کو شرف دیدار کا فضل اُن مسلمانوں پر حاصل تھا جو دیدار سے بہرہ یاب نہیں ہوئے تھے اُسی طرح زائر کو غیر زائر پر فضل حاصل ہے -

پانچویں حدیث مَنْ زَارَنِي مُتَعَمِّدًا كَانَ فِي جِوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی جس نے خالص محض میری زیارت کا قصد کر کے حاضری دی وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا ؎

جانم فدائے دیدہ کہ روئے تو دیدہ است
قربان با شوم کہ بکویت رسیدہ است

طے منازل | منزل جس قدر طے ہوتی جائے تو کوشش اس کی ہو کہ ادب واحترام اور جذبۂ شوق افزوں ہوتا جائے - زبان پر صلوٰۃ وسلام اور دل میں تصور حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم ؎

خوشا چشم کو دید آں مصطفےٰ را
خوشا دل کہ دارد خیال محمدؐ

داخلہ مدینہ طیبہ | جب شہر پناہ کے اندر داخل ہو تو بہتر یہ ہے کہ پیادہ ہو لو اور اگر ہو سکے تو ننگے پاؤں چل کر در اقدس تک حاضر ہو ؎

جائے سرست ایں کہ تو پا می نہی
پائے نہ بینی کہ کجا می نہی

قبۂ نور پر نظر | جس وقت نگاہ قبۂ انور سے شرف اندوز ہو صدق دل سے باسوز وگداز اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله کی کثرت کرو حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال وجمال کے تصور میں غرق ہو جانے کی سعی بلیغ کرو -

حاضری کی تیاری | اسی کیف سے مکین بشرط حاجت اقامت گاہ پہ پہنچ کر جلد سے جلد اُن ضروریات سے فارغ ہو جس کا لگاؤ سکون قلب میں خلل انداز ہو سکتا ہے - اب بہتر تو یہ ہے کہ غسل کرلو ورنہ حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر مسواک کر کے وضو کرلو اور جو عمدہ نفیس کپڑا موجود ہو وہ پہنو

سفید اور نیا بہتر ہے پھر خوشبو لگاؤ اصناف خوشبو میں مشک بہتر ہے یا وہ عطر جس میں مشک کی آمیزش ہو اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف بصد خشوع و خضوع متوجہ ہو۔

مسجد النبی کا دروازہ

مسجد پاک کے دروازہ پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے چند لمحات توقف کرو گویا حاضری کی اجازت لینے کی التماس کر رہے ہو پھر بسم اللہ کہکر وہی دعا جو داخلہ مسجد کی بتائی گئی ہے پڑھ کر داہنا پاؤں بڑھا کر بکمال ادب داخل ہو۔

واجبات تام اور ادب کمال

اس وقت جو ادب و تعظیم واجب ہے آسے ہر سنّی مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھ کان زبان، ہاتھ، پاؤں، دل اور دماغ سب کو خیال غیر سے پاک کرو نہ مسجد شریف کے طول و عرض اور بلندی کو دیکھو نہ اُس کے نقش و نگار کی طرف نظر کرو نہ فرش و مصلے کا لحاظ کرو، نہ حاضرین مسجد کی طرف اپنے التفات کو جانے دو ہاں اگر کسی کا سامنا ہی ہو جائے تو محض سلام یا جواب سلام پر اکتفا کر کے اپنی حاضری کو مقبول بنانے میں مشغول ہو ؎

در بزم وصال تو بہنگام تماشا
نظارہ ز جنبیدن مژگاں گلہ دارد

تحیۃ المسجد اور سجدۂ شکر

مسجد اقدس میں پہنچ کر دوگانہ تحیۃ المسجد صرف قلیا اور قل ہو اللہ سے رعایت سنت کے ساتھ پڑھو۔ وسط مسجد میں جہاں محراب النبی ہے اگر یہ دو رکعت ادا کر سکو تو بہت ہی مبارک اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو اُس سے قریب نماز پڑھکر سجدۂ شکر میں گر جاؤ دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور اپنا قبول مجھ گنہگار کو نصیب فرما۔

مقصورہ شریفہ کی حاضری

اب کہ تحیۃ المسجد اور سجدۂ شکر سے فارغ ہو چکے ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے گناہوں کی ندامت سے شرمسار اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و کرم کے امیدوار سرکار والا کے پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہ عالیہ میں حاضر ہو۔

حضور اقدس اپنے مزار پُر انوار میں قبلہ رو جلوہ فرما ہیں پائیں سے حاضر ہو گے تو حضور کی نگاہ بے کس پناہ تمہاری طرف ہو گی اور یہ سعادت تمہارے لئے دارین میں کافی ہے۔ الحمد للہ

کہ نگاہ رحمت کے سایہ میں تم آگئے ؎

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن
کہ بضاعتے نداریم و فگندہ ایم دامے

چاندی کی کیل

اب زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے سامنے جو حجرۂ مطہرہ کے جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منھ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر نہایت ادب و وقار کے ساتھ بآواز حزیں و درد آگین سلام عرض کرو۔ امام محمد ابن حاج مکی مدخل میں اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں و نیز دیگر ائمہ دین فرماتے ہیں۔

لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهٖ وَحَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مُشَاهَدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذٰلِكَ عِنْدَهٗ جَلِيٌّ لَا خِفَاءَ بِهٖ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں ان کی نیتوں ان کے ارادوں ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلا پوشیدگی نہیں (مدخل مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۵)

منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک میں ہے اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ بِحُضُوْرِكَ وَقِيَامِكَ وَسَلَامِكَ اَيْ بِجَمِيْعِ اَحْوَالِكَ وَاَفْعَالِكَ وَارْتِحَالِكَ وَمَقَامِكَ یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال و مقام کوچ سے آگاہ ہیں۔

عالمگیری اور اختیار شرح مختار میں ہے يَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلٰوةِ حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے لباب میں اور بھی واضح کر دیا وَاضِعًا يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ یعنی دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔

ہاں سلام میں نہ تو آواز بلند و سخت ہو کہ اس سے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ سورۂ حجرات کی

آیات اس پر دلیل ہیں نہ بہت ہی پست ورنہ بھی کہ خلاف سنت ہے معتدل آواز سے سلام عرض کرو۔

بارگاہ نبوت کا سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَاُمَّتِكَ اَجْمَعِيْنَ

سلام عرض کرنے کے بعد درود کی کثرت کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے لئے اپنے ماں باپ کے لئے، اپنے اساتذہ کے لئے، اپنے شیوخ طریقت کے لئے، اپنے اولاد و اعزہ کے لئے، اپنے احباب اور سارے سُنّی مسلمانوں کے لئے صدق دل سے شفاعت مانگو۔

صدیق اکبر کا سلام

اب اپنے داہنے ہاتھ کی طرف بقدر ایک ہاتھ ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَزِيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

فاروق اعظم کا سلام

پھر اسی قدر یعنی ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر سلام عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

دونوں خلفا کا سلام

پھر بالشت بھر اپنے بائیں ہاتھ کو مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا خَلِيْفَتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَسْاَلُكُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمَا وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

بسلام آدم جو ایم دہ ، مرہبے بر دل خستہ ایم نہ

منبر اور جنت کی کیاری

سلام سے فارغ ہو کر منبر اطہر کے قریب آؤ اور دعا مانگو پھر روضہ یعنی جنت کی کیاری میں داخل ہو، اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہاں دعا مانگو مسجد نبوی کے ہر ستون کے پاس جاؤ اور دعا مانگو خاص کر ان آٹھ ستونوں کے پاس (جنھیں استوانات رحمت کہتے ہیں اور ان کا ذکر اوپر گزر چکا) ان آٹھ ستونوں کے پاس نماز نفل پڑھنے اور دعا مانگنے سے غافل نہ ہونا چاہیئے نہیں معلوم تمھاری قسمت کا حصہ کہاں ہو۔

پنجگانہ یا کم از کم صبح و شام مواجہ شریف میں عرض سلام کے لئے ضرور حاضر ہوتے رہو شہر میں خواہ شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منھ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرو بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو خلاف ادب ہے اور ترک ادب محرومی کی دلیل کم از کم ایک ختم قرآن مجید کا مسجد نبوی میں ضرور کر لو اگر ختم کلام پاک جنت کی کیاری پر نصیب ہو تو زہے نصیب ورنہ جہاں جگہ پاؤ۔

ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کی چالیس نمازیں میری مسجد میں فوت نہ ہوں اُس کے لئے دوزخ اور نفاق سے آزادی لکھی گئی۔

قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو بلکہ نماز میں بھی ایسی جگہ تلاش کر کے کھڑے ہو کہ پیٹھ قبر کریم کو نہ ہو۔ یاد رکھو کہ جس طرح کعبہ معظمہ اور قرآن کریم کا دیکھنا عبادت ہے اسی طرح مقصورۂ انور پر بھی نظر کرنا عبادت ہے پس نہ اس عبادت میں کمی کرنا چاہیئے نہ اس کے ادائگی حق میں کوتاہی ہے

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات
ضاعف اللّٰه به كل زمان عطشی

مساجد متبرکہ کی حاضری

مسجد النبی اور مقصورۂ شریفہ پر حاضر ہونے کی سعادت جب حاصل ہو جاسے تو مسجد قبا اور جنت البقیع اور احد کی زیارت کرو کہ سنت ہے علاوہ مسجد قبا کے

کچھ اور مساجد ہیں جن کی حاضری برکت سے خالی نہیں۔ زمانہ مہلت دے تو ان مساجد میں بھی حاضر ہو کر کم از کم دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کرو۔

مسجد قبا قبا مدینہ طیبہ کا ایک محلہ ہے ہجرت فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلے اسی محلہ میں چند روز تک قیام فرمایا مدت قیام بعض روایت میں تین روز اور بعض میں چودہ دن مروی ہے۔

اسی مختصر زمانہ قیام میں آپ نے قبا میں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اپنے دست مبارک سے بنیاد رکھ کر جماعت صحابہ کے ساتھ تعمیر شروع فرما دی۔ قرآن کریم میں اس مسجد اور اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کی فضیلت وارد ہے۔ احادیث شریفہ نے بھی برکات گوناگوں بتائے ہیں۔ ترمذی شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں الصلوٰۃ فی مسجد قباکعمرۃ یعنی مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب مثل عمرہ کے ثواب کے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنیچر کے روز اکثر اور کبھی کبھی دوشنبہ کے روز اس مسجد میں تشریف لاتے اور نماز ادا فرماتے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اپنے زمانۂ خلافت میں تشریف لاتے اور اپنے ہاتھ سے مسجد قبا میں جاروب کشی فرماتے پس اس مسجد میں سنیچر یا دوشنبہ کے روز حاضر ہو کر دو رکعت یا چار رکعت نفل ادا کرے اور یہ دعا مانگے۔

یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَیَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَا مُفَرِّجَ کُرُوْبِ الْمَکْرُوْبِیْنَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاکْشِفْ کَرْبِیْ وَحُزْنِیْ کَمَا کَشَفْتَ عَنْ رَسُوْلِکَ حُزْنَہٗ وَکَرْبَہٗ فِیْ ھٰذَا الْمَقَامِ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا کَثِیْرَ الْمَعْرُوْفِ یَا دَائِمَ الْاِحْسَانِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

مسجد جمعہ اس مسجد کے دو اور نام ہیں مسجد الوادی اور مسجد عاتکہ یہ مسجد مدینہ شریف سے قبا جاتے ہوئے راستہ میں ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ بروز جمعہ تشریف

لا رہے تھے قبیلہ بنی سالم بن عوف میں پہنچکر نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے اسی جگہ پر نماز جمعہ ادا فرمائی بنو سالم نے اس جگہ کو مسجد بنا لیا وہی مسجد مسجد الجمعہ کہی جاتی ہے۔

مسجد الفضیخ بفتح فا و کسر ضاد و سکون یا و خا معجمہ اس کا دوسرا نام مسجد الشمس ہے۔ بنو نضیر یہودیوں کا جب آپ نے محاصرہ فرمایا تھا تو اسی جگہ سے قریب آپ کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ چھ روز تک آپ نے اس جگہ نماز ادا فرمائی یہ مسجد بلندی پر سیاہ پتھروں کی بنیاد پر شکل مربع بغیر چھت کے مسجد قبا سے مشرق کی جانب واقع ہے۔

مسجد بنو قریظہ مسجد الشمس کے شرقی جانب واقع ہے اس وقت کہ بنو قریظہ کا آپ نے محاصرہ فرمایا تھا اسی مقام پر قیام تھا اور اس کے ایک گوشہ میں نماز گاہ۔

مسجد ماریہ قبطیہ ماریہ قبطیہ حضرت سیدنا ابراہیم ابن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ ہیں۔ اس جگہ ماریہ قبطیہ کا ایک چھوٹا سا باغ تھا اسی جگہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی ولادت ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ماریہ قبطیہ کے پاس تشریف لے جاتے تو اس باغ کے ایک حصہ میں نماز ادا فرماتے۔ یہ مسجد شمال کی طرف مسجد بنو قریظہ سے واقع ہے۔ شکل اس کی بھی احاطہ کی ہے اور بغیر چھت کے ہے۔

مسجد بنو ظفر اس مسجد کا دوسرا نام بغلہ ہے اور عوام اسے سفرہ پیغمبر کہتے ہیں جنت البقیع کے اس راہ سے جہاں قبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا ہے۔ مشرق میں واقع ہے۔

ایک بار چند اصحاب مثل ابن مسعود اور معاذ ابن جبل وغیرہ کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو ظفر کے گھر تشریف لے گئے اور نماز نفل ادا فرمائی بنو ظفر نے آپ کے مصلے کو مسجد بنا لیا۔

اس مسجد کے پاس ایک پتھر ہے اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ آپ نے اس پتھر پر نشست فرمائی ہے اور قاری سے قرآن پاک کا استماع فرمایا ہے۔ اس پتھر کی یہ خاصیت بیان کی جاتی

ہے کہ اگر بانجھ عورت اس پر بیٹھے تو اس کی برکت سے حاملہ ہو۔

مسجد الاجابہ جنت البقیع کے شمالی جانب یہ مسجد بلندی پر واقع ہے بنو معاویہ جو ایک قبیلہ اوس کا ہے یہ مسجد اُن کی ہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مع جماعت اصحاب اس مسجد پر ہوا آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور بہت دیر تک دعا فرماتے رہے۔

مسجد البقیع مشہد عقیل رضی اللہ عنہ سے غربی جانب واقع ہے اسے مسجد ابی بن کعب بھی کہتے ہیں۔ جنت البقیع کے دروازہ سے باہر آنے والے کو اپنے سیدھے ہاتھ پر یہ مسجد ملے گی۔

مسجد طریق السافلہ اس کا دوسرا نام مسجد ابوذر غفاری ہے۔ سید الشہدا حضرت حمزہ کے مزار مقدس کو جو راستہ گیا ہے اس راستہ پر چھوٹی سی آٹھ ہاتھ کی مسجد ہے اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی ہے۔ اسی مقام پر آپ کو امت کے حق میں یہ مژدہ دیا گیا کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر درود بھیجے گا اُس پر میں درود بھیجوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مژدہ پر بہت ہی طویل سجدہ شکر ادا فرمایا۔

مصلی عید مدینہ سے باہر غربی جانب یہ عیدگاہ واقع ہے۔ عیدین کی نماز اسی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے تھے۔

مسجد ابوبکر عیدگاہ سے شمال کی جانب ایک مسجد ہے بعض روایات میں حضرت ابوبکرؓ کا اس جگہ نفل پڑھنا اور بعض میں اپنے زمانۂ خلافت میں نماز عیدین ادا کرنا مروی ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابتدا میں جب کہ مسلمان بہت تھوڑے تھے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید اسی جگہ ادا فرمائی تھی۔

مسجد علی عیدگاہ سے قریب یہ ایک وسیع مسجد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جب باغیوں نے محاصرہ کر لیا تھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے مکان کو چھوڑ کر اسی جگہ سکونت پذیر ہوئے اور نماز عید اسی جگہ ادا فرمائی عمر بن عبد العزیز اپنے زمانہ میں ان تینوں مقاموں کو تعمیری شکل میں لائے۔

مسجد الفتح اس مسجد کا مسجد الاحزاب اور مسجد اعلیٰ بھی نام ہے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر تین دن مسلسل دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہارشنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر فتح پانے کی دعا فرمائی۔ چہارشنبہ کے روز قبول دعا کی ایسی بشارت ملی کہ چہرۂ نورانی سے آثار مسرت نمایاں ہوگئے تھے تفصیل کے لئے فتح القدیر اور مسند امام احمد دیکھو۔

جبل سلع کے غربی جانب ایک بلند قطعہ پر یہ مسجد واقع ہے اسی کے قریب تین اور مسجدیں ہیں مسجد ابوبکر، مسجد علی اور مسجد سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ان اصحاب کی طرف ان مساجد کی نسبت کیوں ہے اس کی وجہ مجھے معلوم نہ ہو سکی لیکن ان تینوں مسجدوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا معلوم ہوتا ہے۔ عام طور پر ان مساجد کو مساجد اربعہ کہتے ہیں۔

مسجد بنی حرام مدینہ منورہ سے مسجد فتح جاتے ہوئے داہنے ہاتھ پر یہ مسجد پڑے گی یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے اور اس مسجد کے پاس ایک غار ہے جسے کہف بنو حرام کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غار میں تشریف رکھی ہے اور جبرئیل امین اسی غار میں یہ وحی لائے کہ طُوبٰى لَكَ لَا اَفْعَلُ بِاُمَّتِكَ اَمْرًا يَكُوْنُ عَكْرُوْهًا لَكَ یعنی آپ کو مژدہ ہو کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ جو امر آپ کو ناپسند ہوگا اُسے آپ کی امت کے حق میں روا نہ رکھوں گا۔

مسجد القبلتین مسجد فتح سے غربی جانب وادی عقیق سے قریب واقع ہے۔ اس مسجد میں دو محرابیں ہیں ایک کعبہ کی طرف دوسری بیت المقدس کی طرف یہ مسجد تحویل قبلہ کا نمونہ ہے اس لئے اس کا نام مسجد قبلتین ہے۔

مسجد الذباب اس کا دوسرا نام مسجد الرایہ ہے جبل سلع کے شرقی جانب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک جاتے ہوئے یہاں ٹھیرے اور نماز ادا فرمائی۔

مسجد السقیا اس جگہ آپ نے نماز ادا فرمائی اور اہل مدینہ کے پیمانے مد اور صاع میں برکت کی دعا فرمائی۔ مکہ معظمہ سے آنے والا قافلہ جب مدینہ طیبہ سے اس قدر قریب پہنچ جاتا ہے کہ سواد شہر

شروع ہوجاتا ہے تو سب سے پہلے اسی مسجد کی زیارت کا شرف حاصل کرتا ہے۔

جنۃ البقیع یہ مدینہ طیبہ کا نہایت ہی بابرکت گورستان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر یہاں تشریف لاتے اور اہل بقیع کے لئے دعائیں فرماتے حضور کا تشریف لانا کبھی رات میں ہوتا اور کبھی دن میں علاوہ ازیں بعض قبروں پر حضور نے اپنے دستِ رحمت سے مٹی ڈال کر خود ہی پانی کا چھڑکاؤ فرمایا ہے۔ مثلاً قبر سیدنا ابراہیم ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت فاطمہ بنت اسد جو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ ہیں اُن کی لحد حضور نے اپنے دست پاک سے کھودی اور دفن کرنے سے پہلے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں لیٹ کر تلاوت کلام مجید کی فرمائی پھر اپنی قمیص مقدس اُن کے کفن میں رکھی تاکہ ایک تبرک اُس جگہ ہمیشہ باقی رہے۔

دس ہزار ایسے اصحاب کرام جن کی جلالت و کرامت معروف تھی اس مقبرہ میں آرام فرما ہیں اور بعض تو وہ ہیں جو جماعت صحابہ میں آفتاب و ماہتاب ہیں مثلاً خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت عباس ابن عبدالمطلب، عبدالرحمٰن ابن عوف، عثمان بن مظعون، عبداللہ ابن مسعود، امام حسن ابن علی، عبداللہ بن جعفر، سعد ابن معاذ، ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت عائشہ، حضرت صفیہ، حضرت رقیہ، حضرت سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ رضی اللہ عنہن اجمعین صحیح حدیث میں وارد ہے کہ اہل بقیع میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان سب کے چہرے ایسے روشن و منور ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند۔

اگر ہوسکے تو ہر روز ورنہ جمعہ کے روز ادب و وقار کے ساتھ یہاں آؤ پہلے سلام کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْبَقِيْعِ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَّإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔

پھر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا

بَعْدَهُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ۔

اب گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھکر اس کا ثواب اہل بقیع کو ہدیہ بھیجو۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص مقبرہ میں گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھکر اہل مقبرہ کی ارواح کو ہدیہ بھیجتا ہے تو رب کریم اُسے اجر اتنا دیتا ہے جس تعداد میں میت وہاں آسودہ ہیں سلام و ایصال ثواب میں جمیع آل و اصحاب اور مومنین کا جو بقیع میں آسودہ ہیں قصد کرو۔

جبل احد نفس اس پہاڑ کی زیارت بھی مستحب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پہاڑ محبوب تھا آپ نے اس کے حق میں فرمایا ہے أُحُدٌ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ یعنی احد پہاڑ ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اُسے محبوب رکھتے ہیں۔ علامہ نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو تمیز عطا فرمائی ہے اس لئے یہ پہاڑ حبیب رب العالمین کو محبوب رکھتا تھا۔ ایک دوسری روایت ہے

إِذَا مَرَرْتُمْ عَلَيْهِ فَكُلُوْا مِنْ أَثْمَارِهٖ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَمِنْ نَبَاتِهٖ یعنی جب اُحد پہاڑ پر آؤ تو اُس کا پھل کھاؤ اور اگر پھل نہ ملے تو اُس پر کی گھاس یا پتا ہی کھالو

شہدائے احد یہاں شہدائے صحابہ مدفون ہیں ان کی زیارت بھی مستحب و مسنون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہدائے احد کے مقابر پر تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت ستنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فرار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر تشریف لے جانا معتمد روایتوں سے ثابت ہے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔

شہدائے اُحد کی فضل و کرامت میں یہ حدیث بیہقی میں مروی ہے کہ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَدُّوْا عَلَيْهِ یعنی تاقیام قیامت جو شخص ان پر سلام بھیجے گا وہ اُس کے سلام کا جواب دیا کریں گے۔

ان شہدا کے مشہد پر حاضر ہوکر اس طرح سلام عرض کرو۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ - پھر آیۃ الکرسی اور سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھکر ان کے ارواح زکیہ کو ایصال کرو۔ تفصیل کے لئے دیکھو رد المحتار اور اختیار۔

سب سے پہلے حضرت حمزہ کے مزار پر حاضر ہونا چاہیئے۔ پھر دیگر شہدا کے جناب میں۔ بقیہ شہدا کا مزار بھی مزار حمزہ کے آس پاس ہی ہے۔

مزار حضرت حمزہ اور جبل احد کے درمیان ایک قبہ ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک کا وہ حصہ جو جنگ احد میں شہید ہوا تھا دفن ہے۔ یہاں پہنچ کر صرف صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔

مساجد احد یہاں بھی چند مساجد ہیں ان میں حاضر ہوکر نفل پڑھو اور دعا مانگو۔

مسجد فسیح جنگ احد سے فارغ ہوکر نماز عصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ پڑھی تھی۔

مسجد عینین حضرت حمزہ اس جگہ مجروح ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے روز ظہر کی نماز اس مقام پر ادا فرمائی تھی۔

مسجد الوادی حضرت حمزہ جب مجروح ہوئے تو جبل عینین سے چل کر یہاں تک تشریف لائے

بس اس قدر زیارت گاہوں کی زیارت اگر دورانِ قیام میں ادب واحترام کے ساتھ حاصل ہو جائے تو کمال خوش نصیبی ہے۔

آبار مسجد اب آخر میں اُن سات کوؤں کا ذکر کیا جاتا ہے جنھیں سرکار دوعالم سے کوئی نسبت ہے۔ ان کا پانی پینا ایمان کی تازگی اور نخلِ آرزو کی سرسبزی وشادابی ہے۔

بیر اریس اریس بروزن جلیس مسجد قبا سے قریب اُس کے غربی جانب واقع ہے۔ اس کا دوسرا مشہور نام بیر خاتم ہے یہ کنواں کھاری تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں آب دہن مبارک ڈالا اس وقت سے اس کا پانی نہایت ہی شیریں اور لطیف ہوگیا۔ اس کوئیں پر ایک خاص حالت وکیف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں لٹکا کر بیٹھنا پھر حضرت ابوبکر عمر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کا نوبت بہ نوبت حاضر ہوکر اُسی نشست سے بیٹھنا بخاری ومسلم میں نہایت مفصل مذکور ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مہر نبوت جبی کوئیں میں گری اور پھر نہ ملی وہ بھی بیر اریس ہے۔ اسی مہر کی نسبت سے اسے بیر خاتم کہتے ہیں۔

بیر غرس بفتح غین معجمہ وسکون را مسجد قبا سے نصف میل پر شرق وشمال کے جانب یہ کنواں واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پانی مرغوب تھا۔ اس کے پانی سے وضو بھی فرماتے اور نوش بھی فرماتے حضور نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی بھی اس میں ڈالا ہے۔ حضور نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے غسل اسی غرس کے پانی سے دیا جائے۔ چنانچہ بعد وصال اسی سے غسل دیا گیا۔

بیر رومہ بضم را وسکون واو یہ کنواں وادی عقیق میں مسجد قبلتین کے شمالی جانب ہے اس کوئیں کا مالک اس کا پانی گراں قیمت پر بیچا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کوئیں کے خریدار کو جنت کے نہر کی بشارت دیتا ہوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار درہم میں یہ کنواں خرید کر وقف فی سبیل اللہ کر دیا اور اُس بشارت کے مصداق ہوئے جو اس کے خریدار کے لئے فرمائی گئی تھی۔

بیر بضاعہ بضم با وفتح ضاد وعین یہ کنواں مدینہ طیبہ کے باب شامی کے پاس ہے۔ اس کوئیں کے پانی اور اس کے پانی پینے والوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے برکت فرمائی ہے۔ اس میں لعاب دہن مبارک بھی ڈالا ہے۔ عہد رسالت میں صحابۂ کرام بیماروں کو اس کا پانی پلاتے اور انھیں نہلاتے حق سبحانہ اُس کی برکت سے صحت عطا فرماتا۔

بیر بصہ بضم با وتخفیف صاد یا تشدید۔ یہ کنواں جنت البقیع کے قریب ہے۔ بقیع سے جو راستہ مسجد قبا کو گیا ہے اُس کے مشرق جانب واقع ہے۔ اس کوئیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک دھویا ہے۔ سر کا غسالہ اور موئے مبارک جو دھونے میں سر سے جدا ہوئے

اسی کوئیں میں برکت کے لئے آپ نے ڈال دیا ہے۔

بیر حا مسجد نبوی کے قریب شمالی طرف ایک چھوٹے سے باغ میں واقع ہے اس کنوئیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے صحیح تلفظ اس کا یہ ہے کہ را بیر کی موقوف اور حا مقصور۔

بیر العھن بکسر عین وسکون ہا مسجد قبا کے شرقی جانب ایک بڑے باغ میں واقع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پانی سے وضو فرمایا ہے اور اس کے لئے دعائے برکت فرمائی ہے۔

وطن کی طرف واپسی آداب واحترام کے ساتھ جب تک رہنا نصیب ہو فضول ولایعنی امور سے احتراز رکھو۔ زندگی کی تباہی کب جائز ہو سکتی ہے لیکن یہاں علاوہ تباہی کے بڑی محرومی ہے اگر سانس غفلت میں گزر جائے۔ ایسا مکان ایسا مکین ایسا شہر اور ایسا شہر یار پھر کہاں نصیب ہوگا؟

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد

ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

زیارت وداع اب جب کہ وطن کا عزم ہو سامان سفر سے فارغ ہو کر سواری پر سوار ہونے سے پہلے اُس کریم رؤف ورحیم کے آستانہ پاک پر حاضر ہو اور مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔

اگر خیریت دنیا وعقبےٰ آرزو داری

بدرگاہش بیا وہر چہ می خواہی تمنا کن

مسجد نبوی میں حاضر ہو دو رکعت نفل محراب النبی کے پاس یا اُس سے قریب پڑھکر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے حجرہ شریفہ پر حاضر ہو پہلے اپنے آقا سید الانبیا پر سلام وصلوٰۃ عرض کرو سلام کا وہی طریقہ جو پہلے ذکر ہو چکا ہے عمل میں لاؤ۔ پھر اپنے لئے اپنے بزرگوں اور عزیزوں کے لئے حصول سعادت کونین کی دعا مانگو پھر اللہ تعالیٰ سے وطن عافیت وسلامت کے ساتھ پہنچنے کی دعا کرو اب یہ دعا مانگ کر اُنھیں آداب کے ساتھ جو سفر کے لئے بتائے گئے روانہ ہو جاؤ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِیِّكَ وَمَسْجِدِهٖ وَحَرَمِهٖ وَیَسِّرْ لِی الْعَوْدَ اِلَیْهِ وَالْعُكُوْفَ لَدَیْهِ وَارْزُقْنِی الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَهْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ - اٰمِیْن

نادیدہ رخت عمرے سودائے تو ورزیدم

فارغ زتو کے باشم اکنوں کہ ترا دیدم

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ آمین

حررہ بقلمہ

فقیر محمد سلیمان اشرف عفی عنہ

محلہ میرداد

بہار شریف

ضلع پٹنہ

مختصر فہرست سامان سفر

چوں کہ میں اب سے دو سال پہلے حج بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کر چکا ہوں، اس لئے مجھے ضروری سامان سفر کی ترتیب کا حکم دیا گیا ہے جو میں اس ارشاد کی تعمیل میں اور اپنے لئے دعائے خیر کے وعدہ اور امید پر بعض دوسرے رفقائے سفر مبارک کے مشورے سے درج ذیل کرتا ہوں۔

سامان کے انتخاب میں سب سے مقدم اصول یہ ہونا چاہئے کہ وہ کم سے کم اور ہلکے سے ہلکا ہو۔ دوسرے یہ کہ معمولی خام اجناس خوردنی صرف گھر سے بمبئی اور وہاں سے جدہ تک کے لئے لیں۔ حجاز کی گرانی کا (اگر وہ قحتی ہو بھی) ہرگز ہرگز خیال نہ کریں کیوں کہ گرانی کی زیر باری انشاءاللہ بار برداری کی زحمت سے بدرجہا خفیف تر ثابت ہوگی۔ بلکہ جو سامان تجویز کیا گیا ہے اس کے بھی اکثر حصہ میں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ دوران سفر میں اس کی قدرے کمی اتنی تکلیف دہ نہ ہوگی جتنی اس کی زائد از ضرورت بیشی۔ کیوں کہ حجاز کے دوسرے شہر ایک طرف خود "وادی غیر ذی زرع" (مکہ مکرمہ) ایک ایسا بابرکت و پُر رحمت مقام ہے کہ انسانی زندگی کی کوئی ضروری شے ایسی نہیں جو وہاں میسر نہ آتی ہو۔ سبک بار مردم سبک تر روند

پارچہ

کرتہ شلوکہ یا بنیان پاجامے مناسب موسم (کم از کم دو جوڑے میل خورے ہوں) اچکن۔ فرش پارچہ کم از کم چھ گز مربع۔ دری بستر۔ کمل دو عدد۔ چادر دو عدد۔ احرام دو جوڑی۔ چادر شف۔ پنکھیا احرام جوتہ ہندوستانی ۲ جوڑی۔ کھڑاؤں نواڑ۔ صابن دیسی۔ چپل جوتہ (مساجد وغیرہ اور خصوصاً گرم وقت میں مطاف پر چلنے کے لئے)

جنس

گھی (صرف بمبئی اور جہاز تک کے لئے) چاول علی ہذا۔ مونگچی۔ بڑی میتھی۔ سویاں۔ ناشتہ شیریں و نمکین خشک